عبرات الحسینؑ

تالیف الاستاذ مصطفیٰ محسن الموسوی

مترجمہ

محمد باقر نقوی

مولوی فاضل، صدر الافاضل

دوسرا ایڈیشن

قیمت: تین روپے آٹھ آنے

مقدّمہ

از فدائے ملت محسن قوم جناب شیخ ممتاز حسین صاحب جونپوری مرحوم سابق صدر انجمن وظیفہ سادات و مومنین لکھنؤ

آج زیر نظر کتاب بلاغۃ الحسینؑ کی روشنی میں واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کو ہم اس مقدمہ میں نئے عنوان سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک اقوام عالم اور تمام ملتوں کے تمدن و ترقی کی آثار اور تاریخ پر نظر کی جائے اور خود وہ بلند پایہ چیز جس کا نام اور مفہوم انسانیت ہے اس پر گہرا تاریخی تبصرہ کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ ہر زمانے میں ہر جگہ اور ہر سرزمین پر جو بلند نظر ہستیاں عالم وجود میں آتی گئیں اور وہ تکمیل انسانیت کے لئے کوشاں رہیں اُن کے کردار اور عمل کو دیکھا جائے تو ایک سربستہ راز کا پتہ چلتا ہے کہ جس پایہ پر انسانیت کو پہونچنا چاہیئے اس حد تک انسانیت ابھی نہیں پہونچی۔

رسولؐ اور خاندان اہلبیتؑ کی منتخب فردیں بذات خود اس بلند پایہ پر فضل خداوندی سے فائز تھیں اور دنیا کو اسکی تعلیم دیتی رہیں اور تکمیل انسانیت کے لئے کوشاں تھیں مگر زمانے نے ان کا ساتھ نہ دیا اور اُن کے قدرتی معیار بلند کو دنیا سمجھ نہ سکی اور یہ منتخب ہستیاں جو یادگار نقوش عمل چھوڑ گئیں یا دنیا کے بعض حکماء مثل سقراط وغیرہ نے وحدانیت اور انسانیت کی ترقی کے لئے جو کچھ کیا اس نظریہ پر ہزارہا سال آگئے

آنے والے زمانے کے بعد شاید دنیا کی نظر پہونچے اور اس پر عمل ہو تو ہو اس کمال انسانیت کا وہ راز جو توحید اور وحدانیت کے بھیس میں واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کے کردار اور سیرت میں چھپ کر اسلئے رہ گیا کہ کربلا کی جنگ سر کرنے کے لئے جتنی مصیبتیں خود امام حسین علیہ السلام اور اُن کے خاندان اور تابعین نے جھیلیں وہ اتنی دردناک اور انسانیت سوز تھیں کہ دنیا خود اُس کے بوجھ اور غم کے دباؤ سے اُبھر نہ سکی اور کربلا کے واقعہ کی خاص خصوصیت اور امام حسین علیہ السلام کے بلند سے بلند تر اور غیر فانی کردار کی قدر کرنا بھول گئی اس لئے واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کو ہم دنیا کے سامنے عام انسانیت کی روشنی میں نہ پیش کر سکے اور خود امام حسینؑ کے علمی و عملی کمالات اور کردار کے بہترین محاسن اُجاگر ہی نہ ہو سکے۔

یورپ کے مصنفین مورخین اور جوزف اپنی اپنی تصانیف میں صرف اتنا اشارہ کر گئے کہ امام حسینؑ اپنے عہد کے سب سے بڑے سخی اور بڑے زبردست سیاستداں اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ کسی نے صبر و استقلال اور ہمت وغیرہ کی تعریف کی۔ مرثیے حدوں میں امام حسینؑ اور طرح پیش ہوئے۔

نظر سے بہت ہی دور اور صدہا سال کی راہ طے کر کے نظر آنے والے انسانیت کے جلوؤں کو جو بعید زمانے میں نظر آئیں گے کسی طرح بھی کوئی نہ دکھا سکا اور یورپ والوں اور دنیا کے اہل علم و ادب انسانوں کے لئے امام حسینؑ کا کوئی لٹریچر سامنے نہ تھا اس لئے مدت سے دل تڑپتا تھا کہ علم و ادب، اخلاقیات اور دیگر کمالات انسانی کی اعلیٰ ترقی کا جلوہ کربلا اور امام حسینؑ کی نوا سے دکھایا جاتا مگر ایسا سامان نہ ہوا۔

جناب جوش ملیح آبادی جیسے تلامذ الرحمان کے زمرے میں ہونے کی وجہ سے

اس پر چھلتی نظر دوڑائی یعنی انسانیت ابھی سب منزلیں طے کر کے اس منزل پر پہنچی تھی جس پر حسینؑ پہونچ کر کارنمایاں کر گئے اور اس طرف اشارہ یوں کر گئے ؎

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ۔ ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

خدا بھلا کرے علامہ دوراں عالم متبحر جناب مولانا حکیم سید علی اظہر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کے پوتے مولوی سید محمد باقر صاحب مولوی فاضل، صدر الافاضل کجھوی کا جنھوں نے حضرت امام حسینؑ کے چند فصیح و بلیغ خطبے، خطوط اور مختصر حکیمانہ کلمات کا اس تالیف سے ترجمہ کر کے پیش کیا جو جناب علامہ مصطفےٰ محسن الموسوی الحائری نے جمع کیا ہے اور کربلا کے حسینی عمل کی ان اقوال سے مطابقت کا ادبی مواد اس طرح فراہم ہو گیا حقیقتاً یہ بہت بڑی خدمت ہے جو اپنی اپنی زبان کے ادب اور علوم اور انسانیت کے لیئے ان حضرات نے کی ہے۔ اس لٹریچر نے امام حسینؑ کی بلند اور عالمانہ ہستی کی وہ شان پیش کر دی جو مخفی تھی۔

توصیف کلام

یہ تصنیف بلاغۃ الحسینؑ اپنی جگہ تعریف اور ادبی محاسن اور انسانیت وحدانیت دین و دنیا کی تعلیم کے لیئے ایک مختصر اور جامع انسائکلوپیڈیا ہے جس کی نظیر اس وقت شاید دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کے لٹریچر میں کمتر ملے گی خصوصاً توحید کی تعریف میں ہمارا خیال ہے کہ کم سے کم اور عام فہم لٹریچر کہیں نہ مل سکے گا۔ اس دعوی میں شک ہو تو روسی، جرمنی، انگریزی، پرتگالی اور دیگر زبانوں میں اسکا ترجمہ کر کے بازار تمدن و تہذیب کی تمام تصانیف کے مقابلہ میں رکھ کر خود اطمینان کرے، اتنے اختصار، اتنے پر مطالب اتنے ادبی محاسن، اتنے زور اور طاقت لیئے کلمات کا ادا ہو جانا جس طرح کلام امام میں ہیں۔ اگر ادیب کے لیئے

ناممکن نہیں تو آسان بھی نہیں اس میں توحید کا خطبہ واقعہ کربلا کے لیئے بمنزلۂ روح کے ہے، امام ؑ کے لٹریچر کے زور اور نثر میں نظم کے مدوجزر کی کیفیت کو واضح کرنے کی غرض سے اور صرف سمجھانے کے لیئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ شیکسپیئر۔ انیس۔ فردوسی۔ تلسی داس۔ ہومر وغیرہ کے کلام اور خیالات کے ادا ہونے کی تعریف اسی لیئے تو کی جاتی ہے کہ تخئیل اور ادبی محاسن اور ادائے کلام کا طریقہ اتنا مکمل ہے اور اتنا مختصر اور تمام حدود سے درست ہے کہ وہ بات ہر انسان کے بس کی نہیں، لیکن ان تمام ادیبوں کا حکیم روحانی سے کیا مقابلہ۔ کہاں دنیاوی علم، کہاں روحانی فیوض کا اثر۔

بلاغت الحسین ؑ کی نثر میں تمام محاسن کو گہری تنقیدی نظر سے ڈھونڈھیئے تو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دریا ہے جو بڑی تیزی اور روانی سے بہتا چلا جاتا ہو اور ادبی جواہر پارے اور موتی ہر موج کے ساتھ کروٹیں بدلتے اور ڈھلتے اور آپ ہی آپ بہتے چلے جا رہے ہیں۔ اس مجموعہ کی عربی عبارت میں صنعت مراعات النظیر، صنعت تضاد وغیرہ کا استعمال بڑی بے تکلفی سے ہو رہا ہے اور ادبی تمام خوبیوں سے کلام مملو ہے۔

اس مجموعہ بلاغت الحسین ؑ میں امام ؑ کے اصل کلام کو ایک صفحے پر لکھا گیا ہو اور نہایت سلیس ترجمہ سامنے کے صفحے پر ہے۔ یہ طریقہ مسلسل عبارت کے پڑھنے اور لطف اٹھانے کے ساتھ روانی میں مخل انداز نہیں ہوتا۔ عبارت کی بڑی خوبی اور مصنف کی قادر الکلامی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ کلام میں ایجاز و اختصار ہو اور اسمیں مطالب زیادہ ہوں۔ یہی وجہ ہو کہ نظم میں یہ باتیں بدرجہ اتم ہوتی ہیں اور اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ نثر میں آزادی ہوتی ہی ہے اسلیئے عموماً یہ باتیں اور قیود اکثر نظرانداز ہو جاتے ہیں اور کلام کا تجزیہ کیا جائے تو بڑے بڑے ادیب کو اس کا خیال کہیں کہیں نہیں رہتا مگر ایک ہی صفت کو تمام مجموعہ بلاغت الحسین ؑ

میں دیکھا جائے تو ہر جگہ یہ صفت اس طرح پائی جاتی ہے جیسے رنگ سنگ، ورغنگ کسی نگینہ میں ہوں اس کی تائید میں اور جہاں کہیں امام حسین ع کا کلام ملتا ہے دو دو لفظوں میں جو بات آپ نے ادا فرما دی ہے وہ صفحات میں ادا نہیں کی جا سکتی ۔

امام حسین ع کا قول ہے الصدق عز سچائی عزت ہے السر امانة بھید امانت ہے الخلق الحسن عبادة اچھا خلق عبادت ہے۔ ان جملوں کی تشریح سرفراز پریس کی ایک مطبوعہ کتاب "انوار حکمت" کے دیکھنے سے امام حسین علیہ السلام کے ایجاز اور اختصار کے جوہر اور واضح ہوتے ہیں اور اس قسم کے ایجاز و اختصار تمامتر اس کتاب میں جلوہ ریز ہیں۔ زیر نظر کتاب بلاغت الحسین ع میں سلسلہ توحید لا تحله فی ولا توقته اذ ولا تواموه ان میں نصاریٰ کے عقائد کی رد جس اختصار سے یوں کی گئی ہے کہ خدا کی ذات حلول سے بری ہے نہ اس میں کوئی چیز سما سکتی ہے نہ وہ کسی شے میں سما سکتا ہے (فی) اور (اذ) کے لفظ سے جو کام لیا گیا ہے وہ اختصار و ایجاز کا حد اعجاز ہے۔ اگر اس کتاب کے اسی باب اول کے پہلے خطبہ توحید کی کوئی تشریح کرنا چاہے تو جن مطالب کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے دو دو لفظوں میں ادا کر دیا ہے وہ صفحات میں بھی ادا کرنے سے مطالب تشنہ رہ جائیں گے۔

سند و ثبوت معتبر

کہاں سے یہ کلام ملا اور آیا یہ امام حسین ع کا کلام ہے بھی یا نہیں، اس کے اسناد یکجا کرنے اور ثبوت و دلائل مہیا کرنے کے سب اسباب موجود ہیں مگر سلسلہ بہ سلسلہ ان کو ایک جگہ قلمبند کرنے میں طوالت ہے۔ ایک جو سب سے اہم اور بڑا ناقابل تردید ثبوت ہے وہ ادبی عنوان اور ذوق سلیم کے ذریعہ سے بہم پہنچتا ہے اور اس کو ان بڑے بڑے ادیب

عربی دانوں سے معلوم کیا گیا ہے جن کی عمریں تعلیم و تحصیل و مشاغل ادبی و مذہبی میں یہاں اور عرب کے ملک میں اور فقیہ و ادیب کی صحبتوں میں گزری ہے اور وہ بات یہ ہے کہ اہلبیت علیہم السلام کی ایک خاص زبان ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے خطبات "نہج البلاغہ" "صحیفہ علویہ" اور دیگر اقوال اور امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے ادعیہ "صحیفہ کاملہ" سے امام حسین علیہ السلام کے کلام بلاغت نظام کے عنوان کی پوری پوری مماثلت ہوتی ہے۔ امام عالی مقام کے عہد کی جو زبان ہے، خاندان اہلبیت ؑ کا جو طرز بیان اور ادائے خیال کا جو عنوان ہے سب اس کلام میں پایا جاتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام علم و کمال کے وہ منور آفتاب ہیں جو رسولؐ، فاطمہ، علی اور حسن علیہم السلام جیسے آفتاب و ماہتاب سے ضیا گیر اور خود ضیا پاش ہیں ان کے نور کے پرتو امام چہارم جیسے ادیب کامل ہیں جن کی صحیفۂ کاملہ میں کتنے علوم کے مسائل اس طرح حل ہو گئے ہیں جیسے بہت سی دوائیں ایک ساتھ مل جل گئی ہوں۔ یہی باتیں بلاغۃ الحسین ؑ میں بھی ہیں جو قرآن کی فصاحت، نہج البلاغہ کے زور بیان کا قدر شناس ہو وہی بلاغت الحسین کے کلام کی سچی قدر کر سکتا ہے۔

بلاغۃ الحسین ؑ میں حسن بصری جیسے عالم کے استفسار کے جواب میں قدر کے تشریح و مطالب کو جس طرح امام حسین ؑ نے بے تکلف بیان فرمایا ہے اس نے علم کلام کے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے اس سے نہ صرف امام حسین ؑ کے ذاتی اور خاندانی ادبی و مذہبی کمال کا اظہار ہوتا ہے بلکہ حسن بصری جیسے عالم کا اعتقاد جو امام حسین ؑ سے استفسار کر کے حصول اطمینان کے متعلق ہے اس کا بھی ثبوت

ملتا ہے۔ تمام متقدمین و متاخرین علمائے اسلام کی تقریرین اٹھا کر مقابلہ کیا جائے اور دیگر اقوام اور ملل کے اہل علم کے کمالات پر نظر کی جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ امام حسین ع کے علم میں کوئی ایسی شان ہے جو اور جگہ نہیں ملتی اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ خاندانی صحبت و تعلیم جس کا واسطہ عالم قدس اور در سرکار خداوندی سے ہے اس کے فیوض سے امام کا سینہ مملو تھا۔ خاندان اہلبیت ع کے طرز بیان کی ایک یہ بھی شان تھی کہ سچ بات کے بیان کرنے اور پند و نصائح اور عیوب سے باخبر کرنے میں جس اخلاقی جرأت کی ضرورت سمجھتے تھے اس کے اظہار میں کبھی خوف و باک نہ فرماتے تھے یہ خاندانی اور روایتی شان اس کتاب کے اس خطبے سے ظاہر ہے جو یزید کے لئے بیعت حاصل کرنے کے ارادے کے متعلق معاویہ کو لکھ کر امام حسین ع نے ظاہر فرمایا ہے یہ باتیں امام ع کا کلام ہونے کا بین ثبوت ہیں۔

کربلا اور کربلا والے حسین ع

کربلا کی جنگ کی نوعیت سمجھنے میں دنیا والوں خصوصاً یورپ کے مورخین اور علماء نے بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں۔ اسی غلطی کا نتیجہ وہ معرکۃ الآرا انگریزی کا مضمون بھی ہے جو یورپ کے مشہور صحیفہ اُنیسویں صدی و مابعد Nin teen the century & afther میں چھپا تھا جس میں چرچ اور اسٹیٹ یعنی دنیاوی سلطنت و مذہبی حکومت پر الگ الگ نظر کر کے اسلام اور امام حسین ع کی جنگ کربلا پر غلط فہمی سے اعتراض کیا گیا تھا۔ حقیقتاً کربلا کی جنگ اور امام حسین ع کو سمجھنے کے لئے ایام جاہلیت بلکہ قریش عالیہ سے صدر اسلام تک کی

تہذیب انسانیت اور رسولؐ کی تعلیم اور صرف خاندان اہلبیت کی ذمہ دار ہستیوں کے کردار کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

کربلا کی جنگ کی علت غائی

جو کچھ تکمیل مدارج انسانیت میں ہے وہ توحید کی تعمیل میں ہے اور دنیا کے تمام موحد اوتار، پیغمبر، رسول اور بزرگان قوم جب توحید اور انسانیت کی تعلیم کا پُر اثر سبق نہ دے سکے اسی توحید کا عملی سبق کربلا کی جنگ کی صورت میں ظاہر ہوا اور اس کتاب 'بلاغۃ الحسینؑ' کے پہلے خطبے میں جو محض توحید پر ہے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ توحید کا سمجھنا نہ صرف ذات خداوندی کا سمجھنا اور سمجھانا ہے بلکہ عین انسانیت کے جوہر لطیف کا سمجھنا اور سمجھانا ہے اور دنیا میں تمام خرابیوں اور بدکرداریوں کی جڑ یہی غلط فہمی ہے۔ توحید کا پرچار اور سبق جس طرح کربلا میں دیا گیا جسے اس نظریہ کو صحیح طور سے سمجھنا ہو وہ خود امام حسینؑ کی زبان سے ادا ہونے والے اس خطبے میں دیکھے جو بلاغۃ الحسینؑ میں ہے اور اُسی کی ایک کڑی صمد کے نظریہ کی توضیح ہے جو بصرہ کے صاحبان بصیرت کے استفسار کے جواب میں امام نے پیش فرمایا ہے۔ کربلا کے تمام شہیدوں کا ایک ایک وار اور ایک ایک حملہ ان خطبات و اقوال حسینی کا ایک ایک جملہ اور ایک ایک فقرہ ہے۔ کربلا کی جنگ کا صحیح منظر اور مفہوم جسے سمجھنا اور دیکھنا ہو وہ امام کے کلام کو دیکھے جو بقائے دوام کی سند ذات واجب الوجود کی قدامت کے ساتھ توحید و صمد مندرجہ بلاغۃ الحسینؑ، کے ساتھ لے کر آئے ہیں۔

امام حسینؑ کا مفہوم

ہم امام حسینؑ کو کربلا کے فاتح اور صابر و شاکر بہادر، شجاع اور سرزمین نینوا کے ہیرو کی حیثیت سے دیکھتے ہیں مگر بلاغۃ الحسینؑ میں علمی و فلسفیانہ و ادبی و حکیمانہ نظریہ سے لبریز جو کلمات نظر آتے ہیں اس نے دنیا کی آنکھیں کھول دیں کا یہ تو گویا دوسرے حضرت علیؑ فصاحت و بلاغت کے میدان کے ہیرو ہیں۔ ہم تو اگر اسی بلاغۃ الحسینؑ کو لے کر نہ صرف ترقی یافتہ یورپ بلکہ تمام دنیا کو سمجھائیں کہ امام حسین کتنے زبردست ادیب کیسے عدیم المثال عالم حکیم، فقیہہ اور قادر الکلام تھے اور کربلا کے اتنے مشہور عدیم المثال کارنامے اور کارناموں کا سبق دینے والے شہدائے کربلا کو ہم بھول بھی جائیں اور ایک عالم باعمل اور معلم توحید کے نظریہ سے حسینؑ کی ذات گرامی پر نظر کریں تو حسینؑ کی نظیر ملنا آسان نہ ہوگا اور پوری طرح سمجھ میں آ جائے گا کہ کربلا میں توحید کی جنگ کا مفہوم حسینؑ اور حسینؑ کی عدیم المثال روحانیت اور کمالات انسانیت کی مادی تصویر کربلا کی جنگ ہے۔ اور یہی نکتہ ہے جس کی روشنی کی چھوٹ اس کتاب پر پڑ رہی ہے اور اس مقدمہ کی ابتدا میں اس کے اظہار کا وعدہ کیا گیا تھا۔

یہ مقدمہ صرف مختصر اشارات کے لیئے ہے اس کا مقصد کلام امام کی تشریح نہیں نہ تشریح ممکن ہے اس لیئے چند باتیں جو بطور نمونہ پیش کر دی گئیں ان کی مثالیں ہر ذوق والے اس مختصر مجموعہ میں خود تلاش کر سکتے اور اپنے سے بہتر اہل علم اور اہل ذوق سے تلاش کرا سکتے ہیں۔

ممتاز حسین جونپوری

۱۰ راگست ۱۹۵۲ء

باسمہٖ سبحانہٗ

مقدمۂ بلاغت الحسینؑ

(از خامۂ حضرت فاضل جلیل عالم نبیل جناب مولانا سید سبط الحسن صاحب فاضل ہنسوی دام فیوضہم)

نحمدُ لمن جلّ عن الاشباه والانداد حمداً لا انقطاع له ولا نفاد والصلوٰة والسلام علی اشرف الانبیاء محمد افضل من نطق بالضاد و آله الائمة الامجاد الذین هم ابلغ من ابان عن المراد۔

لمعة من بلاغة الحسینؑ

ہمارے دانشمند دوست آقائی مصطفیٰ محسن الموسوی الحائری (آل اعتماد) نے "لمعة من بلاغة الحسین" کو مرتب فرما کر دوستداران حسینؑ و شیدایان علم و ادب کے سامنے بطور ارمغان کے پیش فرمایا، یہ تحفہ ہندوستان بھی پہونچا لیکن عربیت سے دور ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا اردو ترجمہ بھی ہوتا۔ قابل تمجید ہیں مولانا سید محمد باقر النقوی صدر الافاضل (آل فخر الحکماء) کہ موصوف نے بہت جلد اس کا ترجمہ فرما کر قوم و ملک کے سامنے پیش فرما دیا۔

"لمعة من بلاغة الحسینؑ" کیا ہے؟ یہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ "حسینؑ بن علیؑ" کے خطبات و رسائل و کلمات کا ایک مختصر مجموعہ ہے۔

حسینؑ بن علیؑ؟ کون "حسینؑ بن علیؑ" شہید کربلا، سید الشہداءؑ

سبط محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہ جن کے متعلق الاستاذ حسن احمد لطفی البیرونی لکھتا ہے:۔

في بيت، النبوة المشرقة
بالانسانية المثلى والمتصلة
بالسماء بوشائج الوحي
الالهي، من اب هو علي بن
ابي طالب الذي كان عنوان
المروءة والرجولة ليس في
التاريخ العربي وحده بل
في التاريخ الانسانية جمعاء
ومن امه فاطمة الزهراء
بنت محمد بن عبد الله التي
تحمل قبساً من روحه و
فيضاً من نوره ولد في احدى
ليالي شعبان من السنة
الرابعة للهجرة طفل لا
كالاطفال تطل الانسانية
من وجوده وكانها من
معاني الالوهية، وقد دعي

نبوت کے ایسے گھر میں جہاں
انسانیت منور و روشن ہے اور جس
گھر کا رابطہ وحی خداوندی کے
ذریعہ آسمان (عرش الٰہی) سے
وابستہ ہے علیؑ بن ابی طالبؑ ایسے
باپ۔ جو نہ صرف تاریخ عرب ہی
میں بلکہ تاریخ انسانیت میں سرنامۂ
شجاعت وجوانمردی ہیں۔ اور
فاطمہ زہراؑ بنت محمد مصطفیٰ ایسی
ماں جو روح محمدؐ و نور پاک رسالت
کی ایک درخشندہ ٹکڑا ہیں۔
انھیں دونوں مثالی باپ ماں
سے (سوم) شعبان ۴ھ کو
ایک فرزند پیدا ہوا۔ یہ بچہ معمولی
بچوں کی طرح نہ تھا۔ بلکہ انسانیت
کو شرف بخشنے والا اور معانی
الوہیت کا مظہر تھا، یہی وہ

ذلك الطفل حسيناً" بچہ ہے جو "حسین" کے نام

(الشہید الخالد الحسین بن علی، الاستاذ سے مشہور ہوا۔

حسن احمد لطفی الیروقی دارالہلال ص۱۳)

وہ حسین، جس کے متعلق مشہور ترکی مؤلف قاضی محمد بہلول بہجت زنگہ زوری آفندی مؤلف کتاب بغیۃ الفقیہہ لکھتا ہے۔

ہمیں کافی است کہ چشم روزگار مثل علی بن ابی پدرے و فاطمہ مادرے

و مانند حسین بن علی ذات با شرافت پسرے ندیدہ است۔

(تشریح و محاکمہ تاریخ آل محمد ص۱۱۱ قاضی زنگہ زوری)

ذاتی و اضافی خصوصیات

وہ حسین، جو اپنے ذاتی و اضافی خصوصیات کی بنا پر کائنات میں اپنا جواب نہیں رکھتے، ذاتی خصوصیات ایسے کہ سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "انا من الحسین" کہہ کر اپنے کو حسین کی طرف منسوب کیا، نسلی خصوصیت و خاندانی امتیازات کا کیا کہنا، اشرف اولاد آدم، سید العرب والعجم اس اعتبار سے بھی حسنین کو تمام بنی آدم میں خیر الناس بتلاتے ہیں، جیسا کہ ابو المؤید الموفق بن احمد المکی اخطب خوارزم لکھتے ہیں کہ ایک روز آں حضرت صلعم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

یا معشر المسلمین ھل ادلکم	اے گروہ مسلمین، کیا میں تم سے
علی خیر الناس جداً و جدۃً	بتلاؤں کہ تمام لوگوں میں سب سے

قالوا بلی یا رسول اللہ قال
علیکم بالحسنؑ و الحسینؑ فان
جدھما محمد و جدتھما
خدیجہ بنت خویلد سیدۃ
نساء اھل الجنۃ و اول
من سارعت الی تصدیق
ما انزل اللہ علی نبیہ
محمد والی الایمان باللہ
وبرسولہ، یا معشر المسلمین
ھل ادلکم علی خیر الناس
اباً و اُمّاً قالوا بلی یا رسول اللہ
قال علیکم بالحسنؑ و الحسین
فان اباھما علیؑ بن ابی طالبؑ
یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ
و رسولہ و امھما فاطمۃ بنت
رسول اللہ شرفھا اللہ فی
سماواتہ و ارضہ ثم قال یا
معشر المسلمین ھل ادلکم
علی خیر الناس خالا و خالۃ

افضل - جد و جدہ " کے لحاظ سے
کون ہے، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ
ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا
حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ کیونکہ ان
دونوں کا جد میں محمدؐ ہوں۔ اور
جدّہ خدیجہ ہیں جو زنان جنت کی
سردار ہیں جس نے سب سے
پہلے میری تصدیق کی اور اللہ و
رسول پر ایمان لائیں، پھر فرمایا
اے مسلمانو! کیا میں تمھیں بتلاؤں
کہ باپ اور ماں کے اعتبار سے
سب سے برتر کون ہے، لوگوں نے
کہا ضرور، فرمایا یہی حسنؑ و حسینؑ
ہیں کیونکہ ان کے باپ علیؑ بن
ابی طالبؑ ہیں جو اللہ و رسول کو
دوست رکھتے ہیں اور خود اللہ و رسول
بھی ان کو دوست رکھتا ہے، اور
ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ
ہیں جن کو خدا نے تمام کائنات دنیا

قالوا بلیٰ یارسول اللہ قال
علیکم بالحسن والحسین فان
خالهما القاسم بن رسول اللہ و
خالتهما زینب[۱] بنت رسول اللہ ثم
قال یا معشر المسلمین هل ادلکم
علی خیر الناس عمًّا وعمّةً قالوا بلیٰ
یارسول اللہ قال علیکم بالحسنؑ والحسینؑ
عمهما جعفر ذوالجناحین الطیار
مع الملائکة فی الجنة وعمتهما
أم هانی بنت ابی طالب ثم قال اللهم
انّک تعلم ان الحسنؑ والحسینؑ فی
الجنة وجدهما فی الجنة وجدتهما
فی الجنة وابوهما فی الجنة وامهما
فی الجنة وخالهما فی الجنة
وخالتهما فی الجنة وعمهما
فی الجنة وعمتهما ومن یحبهما
فی الجنة ومن یبغضهما

وآخرت) میں برگزیدہ کیا ہے پھر فرمایا
اے مسلمانو! کیا میں تم سے بتلاؤں کہ تمام
لوگوں میں ماموں و خالہ کے اعتبار سے کون
بہتر ہے، لوگوں نے کہا بیشک ضرور بتلائیے
فرمایا یہی حسنؑ و حسینؑ ہیں جن کے ماموں
قاسم فرزند رسول خدا ہیں اور خالہ زینب
بنت رسول اللہ ہیں۔ پھر فرمایا لوگو! کیا میں
تم سے بتلاؤں کہ سب سے بہتر چچا اور پھوپھی کے
اعتبار سے کون ہو، لوگوں نے کہا ضرور فرمائیے
ارشاد ہوا یہی حسنؑ و حسینؑ ہیں جن کے چچا
جعفر ذوالجناحین ہیں جو جنت میں فرشتوں
کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اور پھوپھی ام ہانی
بنت ابی طالبؑ ہیں اس کے بعد
آں حضرتؐ نے فرمایا، خداوندا تو جانتا
ہے کہ حسنؑ و حسینؑ اور ان کے دادا،
دادی، باپ، ماں، ماموں، خالہ، چچا،
پھوپھی یہ سب کے سب جنتی ہیں اور

[۱] یہ روایت اہل سنت کے بیان کی ہو فرقہ امامیہ کا مسلک یہ ہو کہ زینب، رقیہ وغیرہا پیغمبر کی بیٹیاں نہ تھیں۔

فی المناد" (مقتل الخوارزمی الجزء الاول صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳، طبع عراق)

جوان دونوں کو دوست رکھتا ہو وہ بھی جنت میں ہوگا لیکن وہ جوان دونوں کو دشمن رکھتا ہو وہ جہنم میں ہوگا۔

خصوصیت شہادت و امامت

وہ حسینؑ ہیں جو اپنے ذاتی خصوصیت شہادت کی بناء پر تمام عالم میں ممتاز ہیں جیسا کہ عصر حاضر کا مشہور مورّخ، ادیب و نقاد، الاستاذ عباس محمود العقاد لکھتا ہے:۔

فلیس فی العالم أسرة انجبت من الشهداء من انجبتهم أسرة الحسين عدة وقدرة وذكرة وحسبه انه وحده فی تاریخ هذه الدنیا الشهید بن الشهید ابو الشهداء فی مئات السنین

(ابو الشہداء صفحہ ۲۳۰، طبع مصر)

تمام عالم میں شہداء کا کوئی خاندان حسینؑ شہید کے گھرانے سے زیادہ شرف و مرتبہ نہیں رکھتا، باعتبار اس کے کہ جس کے شہیدوں کی تعداد زیادہ ہو، اور جس کی شہادت کا اثر و اقتدار تمام عالم پر چھایا ہو، اور جس کا تذکرہ شہادت عام طور سے کیا جاتا ہو، پس یہ کہنا کافی ہوگا کہ دنیا کی تاریخ میں صرف حسینؑ ہی کی ایک ذات ہے کہ خود شہید، شہید کے بیٹے اور صدیوں تک ہونے والے شہداء کے باپ ہیں۔

اگر ایک طرف حسینؑ کی شہادت خاصہ کا یہ شرف ہے کہ آپ کو سید الشہداء کا مرتبہ حاصل ہوا۔ تو دوسری طرف آپ کو یہ خصوصیت بھی ہے کہ حضرت خود امام، امام کے بیٹے، امام کے بھائی اور اپنے بعد قیامت تک آنے والے ائمہ برحق کے آپ باپ ہیں، اور اس طرح آپکو سیادت ائمہ کا درجہ بعد سید الاوصیاء حاصل ہوا۔ اب عالم میں کون ہے جو حسینؑ کا مثل و نظیر ہو۔

ع لما نظر مثلا دکلا وجد ندا

آپ جامع کمالات و عالم ربانی تھے

حسینؑ کے اخلاق فاضلہ و مکارم نفس کا کسب و اکتساب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جمیع مکارم و اخلاق آپ کو منجانب اللہ کرامت ہوئے ہیں، علامہ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر الشبرادی الشافعی اور علامہ شہاب الدین احمد بن عبد القادر الحفظی العجیلی الشافعی تحریر کرتے ہیں۔

ان اهل البيت حازوا الفضائل كلها علماً وحلماً وفصاحةً وصباحةً وذكاء وبديهةً وجوداً وشجاعة فعلومهم لا تتوقف على تكرار درس ولا يزيد يومهم فيها على ما كان

اہلبیت وآل محمد جمیع فضائل علم وحلم، فصاحت وصباحت، بداہت وذکاوت، سخاوت وشجاعت غرضکہ جمیع فضائل ومکارم پر حاوی وفائز ہیں۔ وہ محتاج تفکر وتدبر نہیں اور نہ اُن کے علوم، تعلّم وتعلیم، درس وتدریس، بحث وتکرار پر موقوف ہیں

بالأمس بل هي مواهب
من مولاهم من انكرها و
اراد سترها كان كمن
اراد ستر وجه الشمس"

(کتاب الاتحاف بحب الاشراف
علامہ شبراوی ص۱۹ طبع مصر ذخیرۃ المال
فی شرح عقد جواہر اللآل علامہ
عجیلی مخطوط ص۲۵۸)

اور نہ ایسا ہے کہ کل وہ نہیں جانتے
تھے اور آج جان گئے اور اس طرح
ان کے علم میں اضافہ ہوا۔ درحقیقت
یہ خدا کے بخشے ہوئے کمالات ہیں جو
اہلبیتؑ کو خصوصیت سے عطا ہوئے
ہیں جو شخص اس امر کا انکار کرے یا
اس کو چھپائے وہ ایسا ہے جو
سورج کو (تمام عالم کی نگاہوں سے)
پوشیدہ کرنے کی لاحاصل کوشش کرتا ہے۔

علامہ شبراوی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقد حل الامام الحسينؓ
رضی اللہ عنہ من هذا البيت
الشريف فی اوج ذراه و
علا فيه علوا تطامنت الثريا
عن أن تصل الی معناه،
ولما انقسمت غنائم
المجد كان له منه السهم
الاوفر والحظ الاكبر"

(کتاب الاتحاف علامہ شبراوی ص۱۹ طبع مصر)

اہلبیت رسالت میں امام حسینؓ
فضائل و مکارم کے اس بلند ترین
مقام پر فائز ہیں کہ ثریا بھی باوجود
اپنی بلندی کے آپ کے اوج فضل و
علو کمال کا درک نہیں کر سکتی، جب
فضائل و مکارم کی دولت کو تمام ازل
نے تقسیم کیا تو سب سے زیادہ حصہ
آپ ہی کو ملا۔

آپ سے انتشارِ علوم و معارف ہوا

یہی وجہ ہے کہ جس طرح باب مدینۃ العلم علیؑ بن ابی طالب سے اسلامی علوم و ادبیات منقول ہیں، اسی طرح امام حسینؑ سید الشہداء سے بھی معارف علمیہ و لطائف حکمیہ نقل کیے جاتے ہیں۔ علامہ شیخ عبد اللہ العلایلی لکھتے ہیں۔

الاخبار عن الحسینؑ فی هذا الباب اکثر من ان تحصی ولقد کان یجیٔ بالمد هشات فی القتیاد ما الیها من العلم حتی قال فیه ابن عمرانه یغرّ العلم غرا، ای یغذی۔	اس امر خاص میں امام حسینؑ کے لئے بکثرت اخبار و روایت ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا آپ کے علمی کارنامے اور فتاوے دنیا کو مدہوش کرنے والے ہیں، یہاں تک کہ ابن عمر آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ غذائے علم کو خوب سیر ہو کر آپ نے حاصل کیا۔

(سمو المعنی فی سمو الذات ص۱۲۸ طبع بیروت)

الاستاذ عباس محمود العقاد لکھتے ہیں۔

"والیه یرفع کثیر من المتصوفة وحکماء المدین نصوصهم التی یعولون علیها و یردونها الی علی بن ابی طالب"	"اکثر حکماء دین و متصوفین اپنے قابل اعتماد نصوص علمیہ و معارف حکمیہ کو امام حسینؑ سے روایت کر کے حضرت علیؑ کی طرف ان علوم کو پلٹاتے ہیں۔"
"وقد رویت الغرائب فی اختبار حذقه بالفقه واللغة کما رویت امثال هذا الغرائب	"علوم فقہ، لغت میں آپ کی حذاقت کو جانچنے کے سلسلے میں بہت سے غرائب علوم کو آپ سے روایت کیا گیا ہے

فی امتحان قدرۃ ابیہ ﷺ علیہما السلام (دالوالشہدا، صفحہ ۶۳ و ۶۸ طبع مصر)

جس طرح سے آپ کے پدر بزرگوار کے مستنبط علوم کو جانچنے کے سلسلے میں ایسی چیزیں روایت کی گئی ہیں:

علومِ عربیہ و دیگر علوم و فنون میں آپ کا جواب نہ تھا

ایک مثال سے میں اپنے مطلب کو واضح کردوں؛ ارباب سیر و تاریخ کا بیان ہے کہ جناب امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک تھکا ماندہ اعرابی داخل مسجد ہوا، اس نے امام حسنؑ کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتلایا یہ "حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ" ہیں۔ یہ سن کر اعرابی نے کہا "مجھے تو انھیں سے مطلب تھا، کسی نے پوچھا تو ان سے کیا چاہتا ہے؟ جواب دیا۔

بلغنی انھم یتکلمون فیعربون کلامھم وانی قطعت بوادیا وقفارا واودیۃ وجبالا وجئت لاطارحہ الکلام واسئلہ عن عویص العربیہ

میں نے سنا ہے کہ یہ لوگ بڑے فصیح و بلیغ اور ماہر زبان عرب ہیں، میں لق و دق صحرا، بیابان، پہاڑوں اور گھاٹیوں کو طے کرکے دُور دراز سے یہاں صرف اس لیے آیا ہوں کہ اُن سے ادبی مباحثہ کروں اور مغلق کلام عرب کو دریافت کرکے ان کا امتحان لوں۔

یہ سن کر ایک صاحب نے امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرکے کہا علیک بہذا الشاب" پہلے اس نوجوان سے پوچھو، پھر ان کے بزرگ سے

دریافت کرنے کا حوصلہ کرنا، اعرابی نے بڑھ کر امام حسینؓ کو سلام کیا، آپ نے پوچھا، تو کہاں سے آیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ "انی جئتك من الهرقل والجلل والایتم والهمهم"

اعرابی کے اس کلام کو سماعت فرما کر حضرت مسکرائے اور فرمایا، "اے اعرابی! تو نے ایسا کلام کیا جس کو علماء کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا" اس نے کہا جی ہاں میں ایسا ہی کلام مغلق و الفاظ غریب بولنے کا عادی ہوں، کیا آپ ہمارے اندازۂ کلام کے مطابق اسی طرح انداز پر ہمیں جواب دے سکتے ہیں؟ حضرتؓ نے ارشاد فرمایا اچھا تو کلام کریں ویسا ہی جواب دوں گا۔ کہنے لگا آپ جانتے ہیں کہ میں بدوی ہوں اور ہم لوگوں کا اکثر مقال شعر ہی ہوتا ہے۔ حضرتؓ نے فرمایا نظم کی پابندی سہی، شعر ہی میں کلام کر میں بھی اسی طرز و اسلوب کے اشعار میں تجھے جواب دوں گا۔ یہ سن کر اعرابی نے ۹ شعر پڑھے، جس کا پہلا شعر یہ ہے:۔

هفا قلبی الی اللهو　　وقد ودع شرخیه

ابھی وہ اشعار ختم بھی نہیں کرنے پایا تھا کہ حضرت نے فوراً ہی بغیر فکر "فی البدیہہ" ۹ شعر اسی وزن و قافیہ اور معانی و مطالب کی پابندی کے ساتھ پڑھے:۔

فما رسم شجانی قد　　محت ایات رسمیه
سفور درجت ذیلین　　فی بوغاء قاعیه
هتوف حرجف تتری　　علی تلبید ثوبیه

ومُكلاح من المزن | دنا نوءه سماكيه
أتى مثعنجر الودق | يجود من خلاليه
وقد احمد برقاه | فلا ذم لبرقيه
وقد جلل رعداه | فلا ذم لرعديه
ثجيج الرعد ثجاج | اذا أرخى لطاقيه
فاضحى داسا فقرا | لبينوله اهليه

ثم فسر له ما اراد من الهرقل وهو ملك الروم (يريد به ارض الروم) والجعل وهو قصار النخل، والأثو وهو من النبات، والهمهو هو القليب العزيز الماء، وفي هذه الكلمات اوصاف البلاد التي جاء منها واشارة اليها:

اس کے بعد حضرتؑ نے اعرابی کے پہلے جملے کی شرح فرمائی کہ ہرقل شاہ روم کا نام ہے لیکن اعرابی نے اس سے زمین روم کو مراد لیا ہے۔ "الجعل" کھجور کے چھوٹے درختوں کو کہتے ہیں۔ "الأثیو" ایک قسم کی گھاس ہے جو سرزمین روم میں بکثرت ہوتی ہے "الھمھو" وہ کنواں جس میں بہت زیادہ پانی ہو۔ ایسے کنویں زمین روم میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔

آپ نے یہ بتلایا کہ اعرابی کا مطلب یہ تھا کہ میں سرزمین روم سے آیا ہوں جہاں کے طبعی خصوصیات یہ ہیں کہ وہاں کھجور کے چھوٹے درخت زیادہ ہوتے ہیں "اثیم" گھاس بکثرت اگتی ہے اور گہرے پانی والے کنویں بہت

ہوتے ہیں۔" یہ سُن کر اعرابی کہنے لگا۔

"مارایت کالیوم قط مثل	میں نے آج تک مثل اس نوجوان کے
ھذا الغلام اعرب منه کلاما	کسی کو بھی اتنا بڑا فصیح اللسان، عربی زبان
اذرب لسانا وافصح منه منطقا"	پر قدرت رکھنے والا نہیں دیکھا۔

یہ سُن کر حضرت امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، کیوں نہ ہو! تو جانتا ہے کہ یہ کون نوجوان ہے؟۔

غلام کرم الرحمان	بالتطهير جد يه
کساه القمر القمقام	من نور سنا ئيه
ولو عد طماح	نفحنا عن عداديه
وقد ارضيت من شعري	وقومت عروضيه

اعرابی وجد کرنے لگا اور بیساختہ بول اُٹھا۔ آپ دونوں بھائیوں کے مثل لانے سے دنیا عاجز ہے، خدا کی قسم اب میں آپ دونوں کا شیدائی ہو کر واپس ہو رہا ہوں۔" (مطالب السئول محمد بن طلحة الشافعی صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹، طبع لکھنؤ، ابو الشهداء عباس محمود العقاد المصری صفحہ ۶۸ و ۶۹ طبع مصر، سمو المعنى في السمو الذات شیخ عبد الله العلايلى البيروتى صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲ طبع بیروت)

میں عرض کرتا ہوں کہ اعرابی نے صرف یہی سمجھا کہ حضرت کو زبان عرب پر اقتدار تام حاصل ہے اور ہر غریب و نامانوس لغات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اور فن شعر و فصاحت و بلاغت میں آپ کا کوئی جواب نہیں ہے یعنی علوم ادبیہ میں آپ سب سے افضل و برتر ہیں لیکن غالباً وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ حضرت نے

اُس کے پہلے جملے کی تشریح فرما کر یہ ثابت کردیا کہ جغرافیہ طبیعی (Physical Geography) اور نیچرل ہسٹری (Natural History) کے سے علوم میں بھی آپ کو رسوخ تام حاصل ہے، جبھی تو اعرابی کے اس جملے کو سُن کر حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ "لقد تکلمت بکلام ما یعقلہ الا العالمون" تو نے وہ کلام کیا ہے جس کو سوائے عالم کے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ حضرت کبھی سرزمین روم نہیں گئے تھے وہاں کے خصوصیات ارضی کو جا کر مشاہدہ نہیں فرمایا تھا اس لئے ان الفاظ غریبہ سے کوئی ماہر لغت ارض روم کو نہیں سمجھ سکتا تھا زیادہ سے زیادہ وہ لغوی مفہوم کو سمجھتا لیکن منطوق سے مفہوم حقیقی کی طرف کبھی نہیں متوجہ ہو سکتا جب تک کہ جغرافیہ طبیعی، اور نیچرل ہسٹری کا پورا پورا علم اس کو نہ ہو، لیکن آج سے تیرہ سو برس ۱۳۰۰ پہلے عرب میں ان علوم سے کون واقف ہو سکتا تھا سوائے ایسے عالمان ربانی کے جن کو خود خدا نے تعلیم دے کر ہدایت خلق کے لئے بھیجا ہو، صرف یہی ایک واقعہ نہیں بلکہ آپ کا ہر کلام اس امر کا ثبوت ہے کہ حضرت افصح العرب اعلم ناس تھے، کتاب بلاغۃ الحسینؑ آپ کے سامنے موجود ہے جس کا ہر ہر جملہ پکار پکار کر یہی کہہ رہا ہے کہ سوائے خاندان رسالت کے اس کا کہیں جواب نہیں مل سکتا۔ کس بلیغ میں یہ قدرت ہے کہ جو چھوٹے چھوٹے جملوں میں دریائے معانی کو سمو دے۔ مثلاً عرض ہے کہ اسی کتاب "بلاغۃ الحسین" میں لفظ "صمد" کی تفسیر کو ملاحظہ کیجئے جو آپ کے مکتوبات کے ضمن میں موجود ہے اس میں صرف الٰہیات (Theism) و مابعد الطبیعات (Metaphysics) ہی کو نہیں اُجاگر فرمایا ہے بلکہ طبیعات و کیمیا کے ماہرین کے لئے بھی دعوت فکر ہے۔ "ولا کما یخرج الاشیاء اللطیفۃ من

"مراکزھا" بظاہر ایک مختصر جملہ ہے لیکن سائنسی تحقیقات کی دنیا ہے جو اس میں پوشیدہ ہے حضرت نے "مراکز الاشیاء اللطیفة" کی طرف متوجہ فرما کر علمائے طبیعین کو دعوت فکر و عمل دی[1] جس کے نتیجہ میں آج سائنس کی دنیا میں ماہرین طبیعات نے مراکز الاشیاء لطیفہ کو ڈھونڈھ نکالا اور ایجاد و اختراع کی دنیا میں مختلف اشیاء کثیفہ کی ترکیب و امتزاج، برق و نور و صورت و حرکت کو پیدا کر کے فونوگراف، بیٹری، ریڈیو، لاسلکی وغیرہ ایک کو ہمارے سامنے پیش کر دیا۔

فصاحت و بلاغت کی بناء پر آپ معیار الکلام تھے

دراصل حضرت ع کا کلام کمال فصاحت کے ساتھ انتہائی بلیغ ہے، جس میں صاحبان بصیرت کے لئے معانی کے چشمے جوش مارتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور غور کرنے والے حضرت ع کے کلام میں ڈوب کر گوہر ہائے معانی سے اپنے دامن کو بھر لیتے ہیں، علامہ محمد بن طلحہ الشافعی لکھتے ہیں:۔

الله علیه السلام فی ذٰلک الوقت افصح من نطق کانت الفصاحة لدیه خاضعة والبلاغة لامره سامعة طائعة

حضرت اپنے زمانے میں ہر بولنے والے سے زیادہ فصیح تھے۔ فصاحت آپ کی فرمانبردار (لونڈی) تھی اور بلاغت آپ کی مطیع اور حکم کو بجا لانے والی (کنیز) تھی۔

"اما نظمه فیعد حلل الکلام

حضرت ع کے اشعار[2] المنول جواہرات و

---

[1] یہ ایک مستقل موضوع ہے تاریخی استدلال سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ انہیں عالم ربانی نے جابر بن حیان ایسے ماہر طبیعات و کیمیا کو پیدا کیا جس کے نظریے Theorys قاعدے (Formulas) اور تحقیقات و اکتشافات سے یورپ نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور ایجاد و اختراع کے میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے۔

[2] کاش حضرت کے اشعار کو بھی مرتب کر دیا جاتا۔ (سبط الحسن)

جوھر عقد منظوم ومشھور برد مرقوم۔ (مطالب السؤل ص ۲۲۹ طبع لکھنؤ)

نایاب ہوتی ہیں اور خوبی میں مثل اس چادر کے ہیں جو نقش ونگار میں اپنا جواب نہ رکھے۔

جبھی تو حضرت اپنے عہد کے شعراء و فصحاء کے لئے "معیار الکلام" تھے۔ آپ کا کسی شاعر کے کلام کو سماعت فرما لینا اس کے لئے سبب شرف فخر وافتخار ہوتا تھا، اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ استادی کی سند ہاتھ آئی، اسی لئے ہر شاعر آپ کو اپنا کلام سنانے کے لئے حریص رہتا تھا۔ عباس محمود العقاد لکھتے ہیں۔

ولخبرته بالكلام وشهرته بالفصاحة كان الشعراء يتادونه وبهم من الطمع من اصغائه اكبر طمعهم من عطائه (ابو الشهداء ص [illegible] طبع مصر)

چونکہ حضرت کلام عرب کے ماہر خبیر تھے اور آپ کے فصاحت کلام کی شہرت عام تھی اس لئے شعرا آپ کی عطا بخشش کو حاصل کرنے سے زیادہ اس کے حریص رہتے تھے کہ آپ ان کا کلام سماعت فرمالیں

عدیم النظیر خطیب

حضرت صرف افصح العرب و معیار الکلام ہی نہیں بلکہ عدیم النظیر خطیب بھی تھے۔ ادیب نقاد واستاد عباس محمود العقاد لکھتے ہیں۔

وقد اوتي ملكة خطابة من طلاقة لسان وحسن بيان وغنة صوت وجمال ايماء (ابو الشهداء ص [illegible] طبع مصر)

قدرت نے حضرت کو ایسا ملکۂ خطابت عطا کیا تھا جس میں طلاقت زبان، حسن بیان، صوت حسن اور حسین اشارے بھی کچھ موجود ہیں۔

یعنی ایک باکمال خطیب میں جن جن صفات کی ضرورت ہے وہ تمام

صفات حضرتؑ میں موجود تھے۔ جن اجزائے ترکیبی سے خطیب مصقع کی تخلیق ہوتی ہے وہ تمام اجزا حضرتؑ کی خطابت میں بحد کمال پائے جاتے ہیں، آپ کے سامنے "بلاغۃ الحسینؑ" ہے خطبوں کو پڑھیئے، ایسا معلوم ہوگا کہ الفاظ بول رہے ہیں، حسن بیان جلوہ نما ہے، ترنم الفاظ کا جادو چل رہا ہے اور اشاروں کی بجلیاں رہ رہ کر چمک رہی ہیں، ان میں ایک تڑپ اور زندگی ہے، کون سی خوبی ہے جو حضرتؑ کے کلام و خطب میں آپ کو نہ ملے۔ کیا خوب فرمایا ہے شاعر حسینؑ سید محمد اطہر زائر سیتاپوری نے ؎

وہی کلام وہی لہجہ لسان اللہ ہر ایک لفظ میں قرآں کی جلالت ہے
نثار کوثر و تسنیم و سلسبیل کا حسن عجیب روح فصاحت عجب بلاغت ہے
تپے تلے ہوئے الفاظ وہ معانی خیز کہ جیسے وحی کی پابند لب کی حرکت ہے
نبوت اور امامت کے علم کا تیور علیؑ کا رعب محمدؐ کی شان شوکت ہے
یہی تھا رمز نبیؐ کے زباں چُسانے میں
زبان حسینؑ کی گویا زبان قدرت ہے

معنویت کلام اور آپ کی سیرت

ذرا حضرتؑ کے اس کلام پر تو نظر کیجئے جس کو آپ نے انقلاب دوست، مساوات پسند، برق خرمن سرمایہ داری حضرت ابوذر غفاری سے ایسے موقع پر ارشاد فرمایا تھا جبکہ رسول اللہؐ کا یہ بوڑھا صحابی شام سے مدینہ اور مدینہ سے ربذہ بیچارگی و بے بسی کے عالم میں جلاوطن کیا گیا، اور حکومت نے یہ حکم دیا کہ کوئی اس مقدس وصدق اللہجہ صحابی کو رخصت کرنے کے لئے نہ جائے،

لیکن جواں سال حسینؑ اپنے ضعیف و مظلوم باپ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے ساتھ قانون شکنی کر کے ابوذر کو رخصت کرنے کے لیے مدینہ کے باہر تشریف لے گئے اور وداع کرتے وقت مکمل پرش ابوذر غفاریؓ سے یہ فرمایا۔

یا عماہ ان اللہ قادر
ان یغیر ما قد تری ،
واللہ کل یوم ھو فی شان
وقد منعک القوم دنیاھم
و منعتھم دینک
فما اغناک عما منعوک
واحوجھم الی ما
منعتھم فاسأل اللہ الصبر
والنصر واستعذ بہ
من الجشع والجزع
فان الصبر من الدین
والکرم وان الجشع
لا یقدم رزقا والجزع
لا یوخر اجلاً۔

بچا جان ، خداوند عالم ان حالات کو جنھیں آپ جھیل رہے ہیں بدلنے پر قادر ہے ہر دن اُس کی نت نئی شان ہے ، لوگوں نے اپنی دنیا کو آپ کے ہاتھ سے بچایا اور آپ نے اُن سے اپنے دین کو بچایا جسے ان لوگوں نے آپ سے بچایا اُس سے آپ کی بے نیازی ظاہر ہے لیکن آپنے جس چیز سے انھیں محروم کیا وہ اُس کے بہت ہی محتاج ہیں آپ خدا سے صبر و کامیابی کی دعا کیجئے اور فریاد و واویلا کرنے سے پناہ مانگیے کیونکہ صبر دین و کرم اور بزرگی کی علامت ہے اور لالچ رزق کو آگے نہیں لا سکتی اور نہ فریاد و واویلا موت کو ٹال سکتی ہے۔

(لوائح الحسین ترجمہ باقری صفحہ ۱۹)

آپ مشاہدہ کریں کہ اس مختصر کلام میں جسے نوجوان حسینؑ نے اپنے

باپ کے سامنے رسول کے بوڑھے صاحب البلایا صحابی سے احتجاجاً کہا تھا اس میں ابوذر کی پوری مجاہدانہ زندگی کی تصویر کشی کر کے ان کے افتراء اموال کی صحت پر مُہر تصدیق ثبت فرما یا ہے اور حکومت وقت کی سرتابی اور اس کے جبر و ظلم کا نقشہ کھینچ کر اس کی توثیق فرمائی ہے کہ حکومت نے قانون اسلام سے بغاوت کی ہے صرف یہی نہیں بلکہ مصائب پر تلقین صبر، جزع و فزع کی ممانعت، قناعت کی تعلیم، اور موت سے بے خوفی اور نڈری کے ساتھ مقابلہ کرنے کا سبق دیا ہے، دیکھئے! الفاظ کے پردوں پر خود متکلم یعنی حسینؑ کی جیتی جاگتی تصویر بھی نظر آرہی ہے، جو لوگ کسی شخصیت کو اس کے کلام سے معلوم کرتے ہیں وہ یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ یہ موعظہ نہیں بلکہ حسینؑ کی زندگی کا "شعار" (Emblem of life) ہے جیسا کہ عباس محمود العقاد لکھتا ہے۔

فکانما ودع هذه الکلمات	گویا ان کلمات میں امام حسینؑ نے
شعار حیاته کامله منذ ادرك	اپنی پوری زندگی کو اپنی ولادت سے لے کر
الدنیا و ان فارقها فی مصرعه	وقت شہادت تک کے حالات کو سمو دیا ہے
کربلا۔ (ابوالشہداء صفحہ ۶۴ مصر)	اور آپ کے لئے یہ کلمات شعار حیات ہیں۔

جس طرح حسینؑ نے نڈری اور بے باکی کے ساتھ حکومت جابرہ کو ٹوکا ہے اور اس کی بداعمالیوں کو اس کے سامنے پیش کر دیا ہے کوئی دوسرا تاریخ عالم میں نہیں لا سکتا کسی آمر مطلق (ڈکٹیٹر) یا سلطان جابر کے سامنے کس کی مجال ہے جو اس کے سیاہ اعمال نامہ کو پیش کرنے کی جرأت کرے جبکہ اس آزادئ فکر کے دور میں موجودہ جمہوری حکومتوں میں بھی بے خوفی کے ساتھ فرضی جمہوری نظام کی سیاہ کاریوں کے

خلاف آج کوئی آواز نہیں بلند کر سکتا ہے، لیکن حسین ع کی ہمت و جرأت ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے ملک عضوض معاویہ کے خلاف اس کے مظالم پر کس بیباکی کے ساتھ احتجاج فرمایا ہے، یہ مکتوب ملاحظہ کے قابل ہے جو تاریخ اسلام کے ایک تاریک دور ظلم کو نگاہوں کے سامنے لاتا ہے۔ (بلاغۃ الحسین ع باب دوم مکتوب نمبر ۵) حسین ع کے علاوہ کون ہے جو اس جرأت سے کام لے سکتا تھا۔

ڈپلومیٹ باپ ایسا تھا تو جسور بیٹا ظلم کی سرکشی اور اسلام سے بغاوت کرنے کی انتہا کیا ہوگی، مختصر یہ کہ جامعہ اسلامیہ میں دور جاہلیت کے آداب و رسوم نے جگہ حاصل کر لی تھی، اس لیے زبان حال سے یہ کہتے ہوئے سلہ

ان کان دین محمد لم یستقم الا بقتلی یا سیوف خذینی

اگر میرے نانا کا دین اس وقت برقرار نہیں رہ سکتا جب تک کہ میری رگ حیات قطع نہ ہو جائے تو اے خون آشام تلوارو! آؤ یہ جسم حاضر ہے۔

ایک مختتم و آخری جنگ کرنے کے لیے میدان جہاد میں آ گئے۔ علامہ شیخ عبداللہ العلایلی البیروتی نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ:

"ان النبی الجد من قبل حارب الوثنیۃ فی الفکر و دحضہا والحسین السبط حارب الوثنیۃ فی المجتمع"

(ایام الحسین ص ۱۴۳ طبع بیروت)

اس کے بیٹے حسین ع کے جد پیغمبر اسلام نے فکر و ذہنیت بت پرستی کے خلاف جنگ کر کے اس کو مٹا دیا، لیکن حسین ع سبط رسول اللہ ص نے سماجی بت پرستی کے خلاف جنگ فرمائی۔

سلہ النصائح الکافیہ محمد بن عقیل الحضرمی ص ۱۶۵ طبع بمبئی

امام علیہ السلام نے جس مقصد کے ماتحت اقدام جہاد فرمایا تھا اسکو آپ نے روز اول ہی مدینہ میں ان الفاظ میں ظاہر فرما دیا تھا۔

"وانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا مفسدًا ولا ظالما وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی وشیعة ابی علی بن ابی طالب"
(باب دوم مکتوب نمبر ۱)

میرا یہ اقدام شر و فساد، جہالت و سرکشی ظلم و زیادتی کے ماتحت نہیں ہے بلکہ میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح اور اپنے باپ کے شیعوں کی فلاح کے لیئے نکلا ہوں۔

اسی طرح اہل بصرہ کو دعوت دیتے وقت یہ واضح کر دیا تھا۔

"فانی ادعوکم الی احیاء معالم الحق وامانة البدع فان تجیبوا تهتدوا سبیل الرشاد"
(باب دوم مکتوب نمبر ۲)

میں تم لوگوں کو معالم حق کو زندہ کرنے اور بدعت کو مٹانے کی طرف دعوت دیتا ہوں، اگر تم نے اس کو قبول کر لیا تو راہ ہدایت پر آگئے۔

حسین ع اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور اسلام کو فنا ہونے سے آپ نے بچا لیا" شیخ عبد اللہ العلائلی کہتے ہیں۔

"ومن ثم کان جدیرًا علیه السلام بان یسمی البناء الثانی فی الاسلام بعد جده المصطفیٰ صلوات الله علیه وبانه المجدد لبناية التوحید."
(سمو المعنی فی سمو الذات ص۱۲ طبع بیروت)

اسی لیئے حسین ع اسکے مستحق ہیں کہ اپنے جد محمد مصطفےٰ صلعم کے بعد آپ کو دوسرا معمار دین و بانیِ اسلام کا لقب دیا جائے اور عمارت توحید کے آپ مجدد سمجھے جائیں۔

"حقا کہ بنائے لا الہ است حسین ع!"

حسینؑ نے اپنی شمشیر و تیغ زبان سے آزادی کی راہ دکھلائی

علامہ علایلی نے یہ بات بھی بالکل درست کہی ہے کہ :-

"...... فقد رسم الطریق لحربها واباح ثورۃ التحرر"

(امام حسین ص۱۴۳ طبع بیروت)

حسینؑ نے سماجی بت پرستی سے لڑنے کا راستہ دکھلا دیا اور جنگ آزادی کے جواز کو عملاً بتلا دیا۔

آپ "بلاغۃ الحسینؑ" کو دیکھیں اس سے معلوم ہو جائے گا کہ اس جنگ کو کن حالات میں اور کیونکر لڑا جا سکتا ہے، کب تک درگذر کرنا چاہیئے اور کس حد پر پہنچ کر مصروف جنگ ہونا چاہیئے ان حالات میں آپ امام حسینؑ کو دیکھیں گے کہ تلوار کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے اپنی خداداد خطابت سے کتنا کام لیا ہے آپ تاریخ عالم کی ورق گردانی کیجیئے آپ کو کوئی ایسا دوسرا جاہد خطیب نہ ملے گا سوائے "حسین بن علی بن ابی طالبؑ کے" روز عاشور جبکہ اشقیاء کے لشکر میں حسینؑ کی آواز دبانے کی کوشش کی جا رہی تھی، شور و غل برپا تھا، جنگی باجے بج رہے تھے، سواروں کی نقل و حرکت اور ان کے گھوڑوں کی صداؤں سے کربلا کا صحرا گونج رہا تھا یہ حسینؑ کی آواز میں قوت تھی جس نے دفعتہ سب کو خاموش کر دیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صحرا میں کوئی نہیں ہے، قریب و بعید ہر متنفس نے حسینؑ کی تقریر کو سنا اور سمجھا، لشکر یزیدی میں کوئی یہ نہ کہہ سکا کہ ہم نے حسینؑ کے خطبے کو نہیں سنا

(ابو الشہداء للعقاد ص۱۴۳ طبع مصر)

حسینؑ پروردہ آغوش فصاحت و بلاغت تھے

بے شک حسینؑ ایسے گھر میں

سکے تھے جہاں فصاحت و بلاغت، خطابت و طلاقت میراث میں ملتی تھی، استاد احمد زکی صفوت لکھتے ہیں:-

فقد كان ذلك طبيعة متوارثة في آل البيت جميعاً جاهلية وإسلاماً وكان بيت هاشم من الجاهلية مشرعها العذاب ومنهلها الصفا من وكان جده كعب بن لؤي وهو الجد السابع له ؑ وللنبي صلعم من أقدم الخطباء العرب ولما مات كبر دا موته وأرخوا به حتى كان عام الفيل وكان أحداده قصي، هاشم وعبد المطلب وأبوه أبو طالب كلهم من خطباء العرب المعدودين۔

(ترجمہ علی بن ابی طالبؑ للاستاذ احمد زکی صفوت ص۱۰ طبع مصر)

در اصل فصاحت و خطابت اہل بیت کی فطرت و طبیعت میں داخل ہے اور یہ چیز ان حضرات کو میراث میں ملی ہے زمانۂ جاہلیت اور عہدِ اسلام ہر دور میں یہ خاندان اس میں ممتاز رہا ہے۔ زمانۂ جاہلیت ہی سے ہاشمی گھرانہ فصاحت و بلاغت کا شیریں و خوشگوار چشمہ رہا ہے۔ آپ کے جدِ اعلیٰ کعب بن لوی جو حضرت علیؑ اور رسول اللہؐ کی ساتویں پیڑھی میں ہیں عرب کے خطیبوں میں سب سے مقدم ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو عربوں نے اس کو ایک عظیم قومی سانحہ سمجھا تھا اور بطور یادگار ان کے سالِ رحلت سے عام الفیل کے زمانے تک اس سے تاریخ کا شمار کرتے رہے، اسی طرح آپ کے اجداد میں قصی، ہاشم، عبد المطلب، ابو طالب (اور آپ کے باپ حضرت علیؑ جو تمام عرب میں علی الاطلاق امام الخطباء ہیں) ان سب کا شمار خطباء عرب میں ہے۔

حضرت کے جدِ نامدار جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "افصح من نطق بالضاد" و "افصح الخلق علی الاطلاق" تھے۔ (المزہر جلال الدین سیوطی جلد اول ص۱۰۳ طبع مصر) اور حضرتؑ کے پدر بزرگوار "افصح الناس وافصح الخطباء علی الاطلاق بعد رسول اللہ" و "امام الخطباء واخطب المسلمین وامام المنشیین" و "المقدم فی فنون البلاغۃ علی بلغاء البدو والحضر۔" جواہر الادب لاحمد الہاشمی المصری جلد دوم ص۲۳۳ طبع مصر، تاریخ الادب العربی لاحمد حسن الزیات ص۱۰۱ طبع مصر، خزانۃ الادب لابن حجۃ الحموی ص۲۴۲ طبع مصر) اور آپ کی والدۂ گرامی جنابِ فاطمہ زہراؑ ایسی خطیبہ کہ حضرتؑ کے خطبے "بلیغ الخطب وخوالد الکلم" ہیں۔ معرفتِ قرآن، بلاغتِ کلام و فصاحتِ بیان کے اعتبار سے معلوم ہوتا ہے کہ خود رسول اللہؐ بول رہے ہیں۔ (بلاغات النساء، لابی الفضل احمد بن طاہر متوفی ۲۸۰ھ ص۱۶ تا ۲۵ طبع قاہرہ، والبلاغۃ الفاطمیہ، خطب فاطمۃ الزہراء طبع نجف) آپ کے بھائی امام حسنؑ ایسے خطیب مصقع تھے کہ دشمن بھی آپ کے کمالِ خطابت کا اعتراف کرنے کے لئے مجبور ہوئے۔ (مقتل الحسینؑ لابی المؤید الموفق احمد بن مکی، اخطب خوارزم جلد اول ص۱۱۹ طبع عراق)

آپ کی بہنیں "عالمۂ غیر معلمہ و فہمۂ غیر مفہمہ جنابِ زینبؑ و امِ کلثومؑ نے بازار کوفہ و شام اور دربار ابن زیاد و یزید میں ایسے پُر زور خطبے ارشاد کئے کہ سُننے والے یہ کہنے لگے" کانّما تفرغ عن لسان امیرالمومنینؑ، گویا علیؑ کی شمشیرِ زبان کام کر رہی ہے۔ (بلاغات النساء، و دیگر کتب سیر و مقاتل) بازار کوفہ میں جہاں ہزاروں انسانوں کی چیخ پکار، شور و غوغا سے کان پڑی آواز

نہیں سنائی دیتی تھی یہ شریکۃ الحسین ہی کا کام تھا کہ جب:۔

وقد اؤمات الی	اشارہ کر کے آپ نے خاموش ہو جانے
الناس ان اسکتوا فارتدت	کا حکم دیا، تمام آوازیں رک گئیں، کسی نے
الانفاس وسکنت	سانس تک نہ لیا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہر
الاصوات"	وبازار نہیں ایک سنسان بیابان ہے۔

اسی خاموشی اور سناٹے کے عالم میں آپ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا معلوم ہوتا تھا کہ الفاظ نہیں بلکہ برق شرربار ہے جو گر گر کر لوگوں کو بے جان بنا رہی ہے۔ لوگ اپنے ہاتھوں سے منہ بند کیئے رو رہے تھے، حیران ششدر تھے۔ ادھر آپ نے کلام کو ختم کیا کہ ایک بوڑھے نے بڑھ کر یہ کہا:۔

بابی انتم وامی کھولکم	آل محمدؑ میرے ماں باپ تم پر فدا
خیر الکھول وشبابکم	ہوں تمہارے بوڑھے بہترین بوڑھے ہیں اور
خیر الشباب ونساؤکم	تمہارے جوان بہترین جوان ہیں اور
خیر النساء ونسلکم	تمہاری عورتیں بہترین زنان ہیں اور
خیر النسل لا یخزی	تمہاری نسل بہترین نسل ہے تم کو کوئی
ولا یبزی۔	ذلیل ورسوا نہیں کر سکتا۔

خطابت پر یہ اقتدار حسینؑ مظلوم نے روز عاشور کربلا میں کر دکھلایا تھا یا اب ان کی بہن جناب زینب بازار کوفہ میں اسی اقتدار کو دنیا کے سامنے پیش فرما رہی ہیں۔

استاذ عقاد بالکل صحیح کہتے ہیں:۔

وقد كانت زينب رضي الله عنها حقا جديرة بنسبها الشريف في تلك الرحلة الفاجعة التي تهد عزائم الرجال، كانت كاشجع وادرع ما تكون حفيدة محمد وبنت علي واخت الحسين ع۔	آفت ومصیبت کے اس دردناک سفر میں جو بڑے بڑے مردوں کی ہمتوں کو پست کر دے جناب زینبؑ نے اپنے نسب شریف کی خصوصیت کو کہ محمدؐ کی نواسی علیؑ کی بیٹی اور حسینؑ کی بہن ہیں اپنی بلندی ہمت و شجاعت سے ظاہر کر دیا۔
(ابو الشہداء ص۲۱ طبع مصر)	

(جناب زینبؑ کا یہ خطبہ بلاغات النساء، احمد بن طاہر البیان والتبیین جاحظ، مقتل الحسین اخطب خوارزم و امالی شیخ الطائفہ میں ملاحظہ کیا جائے)۔

اسی طرح امام حسینؑ کے فرزند علی بن حسینؑ اور صاحبزادیاں فاطمہ بنت الحسینؑ، سکینہ بنت الحسینؑ کے زبردست خطبے ہیں جس نے مملکتِ یزیدی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو کتب سیر و مقاتل)

نسلِ حسینی کو تفوق

ہمارے ناظرین کو یاد ہو گا کہ میں اس سے پہلے یہ بتا چکا ہوں کہ تاریخ عالم میں تنہا حسینؑ ہی کی ایسی شخصیت ہے کہ خود شہید، شہید کے بیٹے، اور صدیوں تک ہونے والے شہداء کے باپ ہیں، اسی طرح تنہا حسینؑ کی ذات ہے کہ خود امام، امام کے بیٹے امام کے بھائی اور اپنے بعد قیامت تک ہونے والے ائمہ برحق کے باپ ہیں، اب آپ یہ بھی اضافہ کیجئے کہ تاریخ عالم میں صرف حسینؑ ہی ایک ایسے عالم ربانی اور فصیح و بلیغ خطیب ہیں کہ

جن کے آباء و اجداد ربانی علماء و باکمال خطیب تھے، جن کے خاندان سے علم و معرفت و خطابت و طلاقت کا رواج ہوا، صرف یہی نہیں بلکہ جن کے اولاد و احفاد میں عالمانِ ربانی و خطیب لاثانی کا ایک مقدس سلسلہ قائم ہے۔

دراصل نسلِ حسینی میں جتنے عظیم المرتبت علماء و فقہاء، ادباء و خطباء، فصحاء و بلغاء، اور مصنفین و مفکرین و مصلحین و قائدین پیدا ہوئے اور آج بھی موجود ہیں دنیا کی کسی دوسری نسل میں نہیں پائے جاتے۔

مطهرون نقيات جيوبهم   تجری الصلاة عليهم اينما ذكروا

وانتم انتم الاعلون عندكم   علم الكتاب وما جاءت به السور

من لم يكن علويا حين تنسبه   فما له فی جميع الناس مفتخر

الٰهی بحرمة الحسين واخيه وجده وابيه وامه وبنيه

نجنی من الهم الذی انا فيه ونور قلبی بنور معرفتك!

محمود آباد   احقر الزمن

۱۹ر اگست ۵۲ء

مطابق ۲۸ر ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ ہجری   سید سبط الحسن الہنسوی

بلاغتِ امام حسین علیہ السلام

درشحۂ قلم جناب علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ کاموں پوری دامت برکاتہم

ہاشمی ادب عہد جاہلیت میں

عہد جاہلیت میں عربی ادب شعر و خطبہ و امثال میں منحصر تھا۔ انشا و مراسلت کی بدوی و غیر متمدن عرب کو ضرورت بھی نہ تھی۔ اور نہ یہ صنف جاہلیت کے ادبی آثار میں ملتی ہے۔ جاہلی نثر قصوں پر مشتمل ہوتی تھی جس میں قبائل اپنے جنگی معرکوں پر فخر کرتے، اپنے نسب پر نازاں ہوتے۔۔۔۔ اس عہد میں بھی بنی ہاشم ایک خاص طلاقت و سلیقہ تعبیر پر فائز تھے۔ بعض توحید پرست بنی ہاشم کے کلام میں اخلاق و عقائد اس قدر نکھرے ہوئے ملتے ہیں کہ انھیں بے تکلف اسلامی ادب کی صف میں رکھا جا سکتا ہے۔ ان کے خطبے، ان کے امثال، ان کی دوسری موضوعات پر تقریریں، ان کی نظمیں فنی اعتبار سے ایک خاص کشش رکھتی ہیں۔

ہاشمی ادب عہد اسلام میں

جب اسلام آیا اور اس نے تمدن و تہذیب کے بازو قوی کیے تو ادب کو بھی ترقی ہوئی۔ حضرت ابو طالب، جناب رسولِ خداؐ، حضرت امیرالمومنینؑ اور حضرت جعفر طیار وغیرہ نے تبلیغ دینِ اسلام کے سلسلے میں سیکڑوں تقریریں کیں۔ جناب رسول خدا نے شاہانِ عصر و اربابِ ریاست کو خطوط لکھے۔ اس طرح ایک ایسے ادبِ انشاء و خطابت سے دنیا واقف ہوئی جس سے پہلے آشنا نہ تھی۔ اس ادب سے فصاحت و بلاغت

کا دریا موجزن ہوا۔ کم لفظیں، وسیع معانی، پاکیزہ مقاصد اس ادب کے امتیازات ہیں۔ قرآن مجید بحیثیت مثال ادب صالح و ترقی پسند و خدا شناس ذہنوں کی رہنمائی کرتا رہا۔

قرآن مجید و حدیث پیغمبرؐ اور ائمہ طاہرین ع کے خطبے اور بیانات اور خطوط وغیرہ فرق مراتب کے ساتھ ادب عربی میں بے مثال ثابت ہوگئے۔ قرآن مجید نے "نثر جدید" کا دروازہ کھولا۔ اور اس کا جمال اعجاز ہر ذہن و روح پر مسلط ہوا۔ ائمہ طاہرین ع نے سو طرح سے اس کے جمال کا عکس اُتارا۔ اور اقتباس آیات اور اُس کے معانی کو طرح طرح سے اپنے کلام کی بنیاد قرار دے کر قرآن مجید کے بعد بلاغت کے "افق اعلیٰ" پر اپنے کلام کو پہنچا دیا۔

اس بلندی پر منتخب و مانوس و صیقل شدہ الفاظ، پاکیزہ معرفت خیز معانی، جنچے تُلے ہوئے تجربے، دلکش تشبیہیں، دلاویز استعارے اسلام کے پہلے اور اسلام کے بعد کسی عرب کے کلام میں اس کثرت سے نہیں ملتے۔ ہر ہر قدم پر محمدؐ و آل محمدؐ کے مملکت ادب میں جس کی فراوانی ہے یہی وجہ ہے کہ جسے ذرا سا بھی ادبی ذوق ہوا۔ خواہ وہ دوست ہو یا دشمن۔ وہ مجبور ہوا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے خوان ادب کا زلہ خوار بنے۔ زیاد، حجاج، مہلب بن ابی صفرہ، مسلم بن قتیبہ، خالد قسری، سحبان، ابن قریہ، عمرو بن اہتم، خالد بن صفوان، عقال بن شبہ، قطری بن فجارہ، ابو حمزہ خارجی اباضی، عبد الحمید کاتب، طاہر بن حسین وغیرہ ادیبوں کے نام انشاء یا تقریر کے مخصوص انداز بیان کے موقع پر لئے جاتے ہیں۔ لیکن

کیا یہ سب کے سب ادب آلِ محمدؐ کے طفیلی نہ تھے۔ کون تھا جو گلشن ادب آل رسولؐ کا خوشہ چیں نہ بنا۔ ادیبوں کی ہمت کی ساری پرواز محمدؐ و آلِ محمدؐ کے الفاظ و تراکیب و تشبیہ و استعارے کی نقل اتارنے میں صرف ہوئی۔ مگر معانی اول سے آخر تک محمدؐ و آلِ محمدؐ کی جاودانی ملکیت بنے رہے ——— منصف و وسیع النظر علماءِ ادب کو اس کا اقرار و اعتراف ہے ——— کتاب تاریخ الادب العربی کے مشہور و معروف مصنفین استاذ احمد اسکندری و احمد امین و علی الجارم و عبدالعزیز بشری، ڈاکٹر احمد ضیف یہ بیان کرتے ہوئے کہ فن کتابت نے کمال و جمال کا درجہ کیسے حاصل کیا۔ لکھتے ہیں کہ انشاء پردازوں نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور خطب خلفاء سے استفادہ کیا۔

" اور اس کی تصدیق یوں ہوتی ہے کہ عبدالحمید سے پوچھا گیا کہ تمہیں بلاغت میں یہ انتہا کیسے حاصل ہوا تو کہا " کلام اصلع کے حفظ نے یعنی امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کے ادب کے حفظ نے۔

تاریخ ادب عربی ص۱۱ مطبوعہ مصر ۱۳۶۴ھ

ہاشمی بلاغت ظہور اسلام کے بعد کمزور نہیں ہوئی۔ بلکہ قرآن و حدیث پیغمبرؐ کی پیروی سے اپنی اپنی حیثیت اور قوت پرواز کے لحاظ سے اس خانوادہ نے مناسب حصہ پایا۔ اور ترقی کی۔ رسولِ خدا اور امیرالمومنینؑ کی ادبی ہمہ گیری و دلکشی و افادیت کی تفصیلوں میں پڑنا اس سرسری نظر میں بے موقع ہے۔ علماءِ ادب کا اجماع ہے:۔

وکان رحمہ اللہ   امیرالمومنینؑ رسول خدا کے بعد

افصح الناس بعد رسول اللہ واکثرھم علماء وزھدا واشدۃ فی الحق وھو امام الادباء من العرب علی الاطلاق بعد رسول اللہ۔

افصح الناس تھے۔ سب سے زیادہ علم و زہد اور حق میں شدت رکھتے۔ رسول خدا کے بعد بغیر استثناء وہ امام الادبا رتھے۔

(تاریخ الادب العربی للاساتذہ احمد سکندری وغیرہ)

خانوادۂ نبوت کی بلاغت کا کیا کہنا۔ وحی الٰہی نے اُن کا ذہن تیار کیا۔ ارشادات پیغمبرؐ نے ان کی فکری تنبیہ کی رسول خدا کا ارشاد ہے اوتیت جوامع الکلم واوتی علیؑ جوامع الکلم مجھے اور علی ع کو کم لفظوں میں زیادہ معنی سمونے کا سلیقہ عطیۂ ربانی ہے۔

(ص۲ شرح نہج البلاغہ میثم بحرانی)

امیرالمومنین ع فرماتے ہیں ؎

ذلاقۃ اللسان راس المال۔ زبان کی تیزی انسان کی پونجی ہے۔

(ص۱۱ جامع الاخبار صدوق)

یہ اور ایسے سیکڑوں اشارات ادب و بلاغت کے متعلق رسول خدا اور امیرالمومنین ع اور اُن کی ذریت کے ہیں۔ جو پائے کمال کے لئے ان میں علم و ادب کی وسیع راہیں ہیں۔

وہ ہاشمی جو خانوادۂ نبوت سے متمسک ہو گئے ان کی نسلی صلاحیت میں ان حضرات کی تربیت سے چار چاند لگ گئے۔ محمد ابن حنفیہ علم و ادب کے امام تھے۔ ابن عباس اور حضرت عقیل وغیرہ سے اور اموی دربار کے

آزمودہ کار جہاں دیدہ امراء سے جب بھی سابقہ ہوا تو انھیں اُن کی طلاقت کے مقابلے میں شکست فاش ہوئی۔

امام حسن علیہ السلام کے لیئے اموی عہد میں کیسے کیسے سخت موقع نکالے گئے جس میں طاقت گویائی جواب دے دیتی ہے لیکن حضرت نے فاتحانہ انداز سے ان مراحل کو سر کیا۔ ایک بار عمرو بن عاص۔ ولید بن عقبہ بن ابی معیط، عتبہ بن ابی سفیان، مغیرہ بن شعبہ نے امیر معاویہ سے اصرار کیا کہ حسنؑ کو بلاؤ۔ دل کھول کر اُن کے مُنھ پر زبان درازی کریں۔ امیر معاویہ ہاشمی بلاغت وطلاقت سے واقف تھے، اُنھیں یہ مذاق مہنگا معلوم ہو رہا تھا۔ اُنھوں نے پہلے ہی کہہ دیا کہ تمھیں حسن کی برجستہ گوئی پر قدرت نہ ہوگی۔ آخر کار حضرت امام حسنؑ بلائے گئے اور سب نے اپنا اپنا حوصلہ پورا کیا اور امامؑ نے سب کے دنداں شکن جواب دیے۔ آخر میں امیر معاویہ کو کہنا پڑا۔

قد انبا تکم انہ ممن لا تطاق عارضتہ۔ واللہ ماقام حتی اظلم علی البیت۔

میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ حسنؑ کی برجستہ گوئی کا تم مقابلہ نہ کر سکوگے۔ خدا کی قسم اُنھوں نے (اپنی گویائی سے) میرا گھر مجھ پر تیرہ و تار کر دیا۔

(شرح ابن ابی الحدید ۱۰۱؁)

فاطمی وعلوی دہن سے بلاغت کے کوثر و تسنیم بہہ رہے تھے۔ ان کے بچوں اور عورتوں کی خطابت پر دُنیا حیرت سے انگشت بدنداں رہ گئی۔ بشیر بن خذیم اسدی نے جناب زینب صلوات اللہ علیہا کی تقریر پر جو تبصرہ کیا ہے، کیا اسے دلدادگان ادب نظرانداز کر سکتے ہیں؟ بشیر نے کہا،

لم ار خفرة و الله انطق منھا۔ کانھا تفرغ من لسان امیر المومنین۔ (لہوف ۲۴)

بخدا میں نے جناب زینب سے زیادہ طلیق اللسان عورت نہیں دیکھی گویا وہ امیر المومنین ع کی زبان سے بول رہی تھیں۔

دربار ابن زیاد میں جب مجبوراً حضرت زینبؑ کو زبان کھولنا پڑی تو ابن زیاد حضرت کی بلاغت سے بوکھلا اٹھا۔ اپنی ناکامی کی شرم دور کرنے کے لئے کہنے لگا۔ یہ بڑی قافیہ باز ہیں۔ زینب تمھارے باپ بھی بڑے قافیہ باز تھے۔ ثانی زہراؑ نے فرمایا بھلا عورت کو قافیہ بندی و شاعری سے کیا تعلق اور میں اس عالم میں ہوں کہ مجھے قافیہ بندی کا ہوش کہاں۔ یہ دل کی آواز تھی جو زبان سے نکل گئی۔ (تاریخ ابن اثیر ۴۲)

کیا جناب ام کلثوم ع کی کوفہ کی تقریر سُن کر قبیلہ بنی جوف کے ایک کہن سال نے آنسو بہاتے ہوئے یہ شعر نہیں پڑھا۔

کھولھم خیر الکھول و نسلھم اذا عُدّ نسل لا یبور و لا یخزی۔ (بلاغات النساء ابن طیفور سنہ ۲۰۴ھ مطبوعہ مصر سنہ ۱۹۰۸ء)

تمھارے ادھیڑ کل ادھیڑ عمر والوں سے بہتر ہیں۔ یہ نسل نہ ہلاک ہو سکتی ہے نہ رسوا ہو سکتی ہے۔

امام حسینؑ کا ادبی سرمایہ

جب فاطمی خواتین اس مرتبہ بلاغت پر فائز تھیں تو امام عصر سید الشہداء حسین ع کے حدود بلاغت متعین کرنا کس کے بس کی بات ہے۔ امام حسینؑ نے

اپنے آبا، طاہرین کی طرح ساری زندگی ادب الٰہی کے فروغ و اشاعت میں صرف کر دی۔ جس سے عربی زبان نے بیحد وانتہا فیض پائے۔ حضرت کی تقریر و تحریر، نظم و نثر، امثال و کلم میں اموی جاہلیت کے کھنڈر مٹا کر زندگی کے نئے ایوان اٹھائے جا رہے تھے جن کی بنیاد خدا رسی و خلق نوازی و جستجوئے حق پر تھی۔ لفظی و معنوی جمال کے اعتبار سے امام کا ادب ایک مخصوص طرز رکھتا ہے۔

بلاغت الحسین مع۹ہ مصطفےٰ محسن بحوالہ زہر الادب قیروانی میں ہے کہ امام حسین ع نے اپنی ایک کنیز کو آزاد فرمایا پھر اس سے عقد فرمالیا اس پر معاویہ نے حضرت کو لکھا "آپ نے کنیز سے عقد کر لیا۔ اپنی نسل کا بھی خیال نہ کیا۔ قریش میں قرابت کرنی چاہیئے تھی۔" مناقب بن شہر آشوب ۲۱/۴ میں یہ واقعہ امام زین العابدین اور عبد الملک کے درمیان مذکور ہے)

اسکے جواب میں حضرت نے ایک مختصر مگر نہایت وسیع المعنی خط لکھا جس میں اسلامی انقلاب کی تصویر کھینچ دی۔ لکھا "تم نے میری حرف گیری کی ہے کہ میں نے اپنی کنیز سے عقد کر لیا اور قریش کو چھوڑ دیا تو رسول خدا سے زیادہ کوئی شریف و صاحب نسب نہیں۔ (یعنی رسول کا بھی ایسا ایسا عمل تھا) وہ میری کنیز تھی۔ میں نے رضائے الٰہی کے لیئے اسے آزاد کیا پھر سنت رسول کے ماتحت اُسے حلقۂ زوجیت میں داخل کر لیا۔

"خدا نے اسلام کے ذریعہ سے پستی کو بلند کر دیا۔ مسلمان کے لیئے

گناہ کے سوا کوئی رسوائی نہیں۔ صرف عہد جاہلیت کی پیروی میں رسوائی ہے"۔ (بلاغت الحسینؑ ۹۵)

امام کے اس خط نے اپنا اثر مرتب کیا۔ اور امیر معاویہ کو اپنی شکست تسلیم کرنا پڑی۔ ادب عرب کی کتابوں میں حضرت کے خط کے مطالعہ کے بعد امیر معاویہ کا یہ اعتراف مذکورہ ہے:۔

السنۃ بنی ھاشم الحداد	بنی ہاشم کی تیز زبانیں پتھر میں
التی تفلق الصخر و تغرف من البحر	شگاف ڈال دیتی ہیں اور سمندر سے
(ص ۱۳۔ مواسم الادب و آثار العجم و العرب از سید جعفر	پانی لیتی ہیں۔

بن محمد بیتی علوی مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ)

امام حسینؑ کے جوہر بلاغت کے دوست دشمن سب قائل ہوئے اور آپ کی تحریروں کے سامنے سب نے سر جھکایا۔ نافع بن ازرق خارجی بھی امام کا وہ خاندانی دشمن ہے جسے مجبوراً امام کی بارگاہ کا طواف کرنا پڑا۔ مسئلہ صفات الٰہی و تنزیہ باری، اہلبیتؑ کا مخصوص موضوع تھا دنیا میں کسی انسان نے اس حد تک اس موضوع کی نزاکتوں کو نہیں برتا جیسا محمدؐ و آل محمدؐ نے اسے مختلف پیرایوں میں پیش کیا۔ نافع نے کہا مجھے اپنے معبود کے اوصاف بتائیے۔ امامؑ نے برجستہ فرمایا:۔

"جو اپنے مذہب کی بنیاد قیاس پر رکھتا ہے وہ حیرت میں ڈبکیاں لگاتا رہتا ہے۔ سیدھی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ کجرو ہو جاتا ہے۔ نا زیبا باتیں کہتا ہے خدا نے جو اپنا وصف بیان کیا ہے میں بھی اس کی وہی

صفت بیان کرتا ہوں۔ حواس اُس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ مخلوق پر اس کا قیاس صحیح نہیں۔ وہ قریب ہے مگر اس معنی سے نہیں کہ جسم سے ملا ہوا ہے۔ وہ دُور ہے لیکن جسمانی دوری نہیں۔ وہ ایک ہے مگر کسی مجموعہ کا جز نہیں، نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے۔ علامات سے اُس کا وصف بیان ہوتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود، بزرگ و برتر نہیں۔" (بلاغت الحسین ۵)

ادھر امام کی تقریر ختم ہوئی اور کلام کی تاثیر سے نافع کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور بے ساختہ کہہ اُٹھا ما احسن کلامك۔ آپ کا کلام کتنا حسین ہے۔

خطیب کے نمایاں صفات ہیں۔ قوت ملاحظہ، ارتجال، طلاقت، قوت قلب، مقتضائے حال پر نظر، جمال تعبیر۔ ان صفتوں کو اگر امامؑ کی تقریروں میں ڈھونڈھا جائے تجسّس و تلاش کی زحمت سے سامنا نہ ہو گا۔ کتاب الصنّاعین کے مصنف ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے:۔

"حیرت و وحشت سے زبان میں گرہ پڑ جاتی ہے۔ زبان بند ہو جاتی ہے اور چُپ لگ جاتی ہے۔"

پھر کربلا سے زیادہ کونسا مقام دہشت و ہراس و خوف و بے اطمینانی و اضطراب کا ہو سکتا ہے۔ کئی روز کی تشنگی، دشمن کا ہجوم، اپنی بے سر و سامانی، مددگاروں کی کمی، عورتوں اور بچوں کا

ساتھ۔ لیکن امام کی خطابت کسی خارجی اثر سے متأثر نہیں ہوئی۔ کیا ابن سعد نے اسی موقع اپنی جماعت سے امام کے متعلق نہیں کہا۔

ویلکم کلموہ۔ فانہ ابن ابیہ لو وقف فیکم ھکذا یوماً جدیداً لما انقطع ولما حصر۔	ان سے باتیں کرو۔ یہ اپنے باپ کے بیٹے ہیں۔ اگر دوسرے دن تک یہ بولتے رہیں جب بھی ان کے کلام میں رکاوٹ ہو گی اور نہ یہ تھکن محسوس کریں گے۔
(اعیان الشیعہ علامہ محسن شامی ۴/۱۱۲)	

حمد خدا و نعت رسولؐ کے بعد روز عاشور حضرت نے فوج سے جب اپنا تعارف فرمایا ہے فانسبونی فانظروا من انا الخ (بلاغۃ الحسین ۴۴)

کیا اس خطبہ کے متعلق خود کربلا کے اموی نامہ نگاروں کا بیان نہیں۔

فلم یسمع متکلم قط قبلہ ولا بعدہ ابلغ فی منطق منہ	اس بلاغت سے ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی کی تقریر کرتے ہوئے نہیں سُنا گیا
(اعیان الشیعہ ۴/۲۱۵)	

امام کی تقریریں، امامؑ کی تحریریں امامؑ کا ادب بیحد پُر ثروت ہے۔

توحید و صفات باری کے عقدے اس میں حل ہوئے ہیں۔ (بلاغۃ الحسین ۵ تا ۹)

ایک بصری کے جواب میں امامؑ نے لفظ "صمد" کی جو تفسیر فرمائی ہے اسے الٰہیات کا شاہکار کہا جا سکتا ہے۔ (بلاغۃ الحسین ۵۰-۵۱)

عہد امیر المومنینؑ میں حق کی حمایت کے لئے عوام کو جہاد کی اسمیں دعوت دیگئی ہو (بلاغۃ الحسین) تقویٰ اور حُسنِ سلوک پر اس میں پیام ہے۔ (بلاغۃ الحسین ۶۳)

اسلامی انقلاب کے عمائد کی اُس میں ہمت افزائی ہے۔ حضرت ابوذر جب ربذہ جلاوطن ہو کر جا رہے تھے امام حسینؑ نے رخصت کے موقع پر جو چند لفظیں ارشاد فرمائیں، پیغمبرؐ کے بوڑھے نیک دل و شیر مزاج صحابی کے بازوئے ہمت پر وہ آخری رمق تک تعویذ بن کر ثبات قدم و استقلال و قوتِ قلب کا باعث رہی ہوں گی۔ (بلاغۃ الحسینؑ ۳) فریضہ شناس قائد کی طرح امام نے امیر معاویہ سے مختلف مواقع پر جیسا احتجاج کیا ہے اُس کی اہمیت ہمیشہ محسوس کی جائے گی۔ (بلاغۃ الحسین ۱۲ تا ۱۴) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پیام امام کے دہن سے سننا چاہیئے۔ حضرت نے زبانی پیام نہیں دیا بلکہ اس سلسلہ میں اپنی اور اپنے عزیز ترین دوستوں اور عزیزوں کی ہستیاں قربان کر ڈالیں۔ (بلاغۃ الحسینؑ ۲۴) سفر کربلا کے موقع پر مختلف مواقع پر حضرتؑ نے کیسی پُر جوش و انقلاب انگیز تقریریں فرمائیں۔ (بلاغۃ الحسینؑ صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴)۔ خود کربلا میں حضرت کی بے نظیر تقریروں نے خلوص و اقتدار کلام کا علم نصب کر دیا (بلاغۃ الحسینؑ صفحہ ۳۵ و ۳۷ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۳ و ۵۰ و ۵۲)۔ دشمن باوجود مردہ ضمیر ہونے کے امامؑ کی تقریروں سے کتنا متاثر ہوا اس کا ابھی تک نفسیاتی نقطۂ نظر سے صحیح جائزہ نہیں لیا گیا۔ (بلاغۃ الحسینؑ صفحہ ۴۱ و ۴۳ و ۴۵ و ۴۸ و ۵۱)۔ حسن بصری کو قضا و قدر اور دوسرے اہم مسائل کس فصاحت و اخلاص سے امام نے بتائے۔ (بلاغۃ الحسینؑ صفحہ ۵۵ و ۵۴)۔ اگر امامؑ کی زندگی بھر کے ملفوظات و مکتوبات جمع کر لیئے جائیں تو

ایک مکمل زندگی کی مجسم تصویر لفظوں میں ہمارے سامنے آسکتی ہے۔

مقام شکر و مسرت ہے کہ حضرت کے خطب و رسائل و حکم کا ایک مختصر ذخیرہ "بلاغۃ الحسینؑ" کے نام سے فاضل ادیب مصطفےٰ محسن موسوی حائری آل اعتماد کی جمع و تدوین سے طہران میں ۱۳۷۶ھ میں شائع ہو گیا ہے۔ یہ قابل قدر علمی و ادبی و قومی خدمت ہے۔ اس مجموعہ کی اشاعت سے تاریخ ادب عربی کے مصنفین کو اپنی کتابوں کا خاکہ بدلنا ہو گا اور وہ مجبور ہوں گے کہ امام کے کلام پر تبصرے کریں اور حضرتؑ کی بے مثال بلاغت کے نمونے پیش کریں۔ میں نے بھی "ادب کربلا" ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا جس میں امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے تمام مکاتیب و ملفوظات و خطب و امثال و اتحاد کی تدوین مطلوب تھی۔ افسوس ہے کہ مجھے اس کی اشاعت کی توفیق نہ ہوئی۔ کتاب بلاغۃ الحسینؑ کی اشاعت نے میری تکلیف کسی حد تک کم کر دی۔ خوشی بالائے خوشی یہ ہے کہ یہ کتاب صرف عربی دانوں کی متاع خاص نہیں رہ گئی بلکہ ہمارے ملک کا اردو داں طبقہ بھی اس سے پوری طرح مستفید ہو گا۔ ادارہ اصلاح کھجوا (بہار) تقریباً ۴۷ سال سے قوم کی دینی خدمت کر رہا ہے۔ اس مصدر فیض ادارہ نے کتاب "بلاغۃ الحسینؑ" کا اردو ترجمہ بڑے اہتمام سے شائع کر کے اردو پر ایک احسان کیا ہے۔

چند لفظیں کتاب "بلاغۃ الحسینؑ" کے متعلق

کتاب "بلاغۃ الحسینؑ" کے متعلق میں اپنے کمال مسرت کا اظہار کر چکا ہوں۔ شدید اختصار مانع نہ ہوتا تو اسکے مختلف

پہلوؤں پر کچھ دیر تک اظہارِ خیال کرتا۔ یہ کتاب بلاغت امام حسینؑ پر حرف اول ہے۔ ابھی استدراک و تکملہ و اضافہ کی بڑی گنجائش ہے۔ مؤلف "بلاغت الحسینؑ" دامت مکارمہ کے پیش نظر متداول تاریخی کتابیں رہی ہیں۔ تاریخ و ادب و اخلاق و حدیث کا زیادہ وسیع مطالعہ اس مجموعہ میں نمایاں اضافہ کر دے گا۔

مؤلف موصوف نے امام ع کے کلام پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اور نہ اس ماحول کا تجزیہ کیا جس میں یہ گہر آبدار عروس ادب کا گوشوارہ بنے۔ امام حسین ع کے نام سے دعاؤں کا ایک مجموعہ "صحیفہ حسینیہ" ہے۔ زیر تنقید کتاب میں اس کی صحت یا غلط نسبت پر کوئی فیصلہ دینا ضروری تھا۔ مگر موصوف نے اس صحیفہ پر کوئی اشارہ بھی نہیں کیا۔ امام کے اشعار اس مجموعہ میں بالکل نہ درج ہو سکے۔ حالانکہ اشعار کو حدود بلاغت سے کسی نے خارج نہیں کیا ہے۔

بعض کلمات و عبارات دوسرے ارباب بلاغت کی طرف بھی منسوب ہیں۔ بیسویں صدی کا تقاضا صرف جمع و تالیف نہیں ہے بلکہ اس زمانہ کی خصوصیت بحث و نظر اور دقت تحقیق ہے لازم تھا کہ امام حسینؑ کیطرف ان فقروں کی نسبت کے قرائن بتائے جاتے یا مستحکم دلیلیں قائم کی جاتیں جن سے یقین ہو جاتا کہ یہ امام ہی کی ملکیت ہیں یا کم از کم اختلاف نسبت ہی کا ذکر کر دیا جاتا۔ مثلاً بلاغۃ الحسینؑ ص۲۴ باب سوم مختصر کلمات میں ان قوما عبدوا اللہ رغبۃ کو بحار مجلسی کے حوالہ سے امام حسینؑ کی طرف

منسوب کیا ہے حالانکہ شہرت عام یہ ہے کہ یہ امیرالمومنینؑ کا ارشاد ہے اور نہج البلاغہ میں یہ امیرالمومنینؑ کے نام سے مذکور ہے۔

ان قوما عبدوا الله رغبة فتلك عبادة التجار وان قوما عبدوا الله رهبة فتلك عبادة العبيد وان قوما عبدوا الله شكرا فتلك عبادة الاحرار

(صفحہ ۶۰۸ شرح نہج البلاغہ علامہ علی بن میثم بحرانی تالیف سنہ ۶۷۷ھ مطبوعہ ایران سنہ ۱۲۷۶ھ)

کچھ لوگ خدا کی عبادت ثواب کی خواہش سے کرتے ہیں۔ یہ تاجرانہ عبادت ہے۔ کچھ لوگ خدا کی عبادت اُسکے عذاب کے خوف سے کرتے ہیں۔ یہ غلامانہ عبادت ہے۔ کچھ لوگ خدا کے انعام واکرام کے شکریہ میں عبادت کرتے ہیں۔ یہ شرفا کی عبادت ہے۔

اسی مفہوم کی ایک عبارت شرح نہج البلاغہ میثم میں امیرالمومنینؑ کے نام سے ہے۔ ما عبدتك خوفا من عقابك ولا طمعا فی ثوابك بل وجدتك اهلا للعبادة فعبدتك (ص ۶۰۸) یہی عبارت تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی م سنہ ۶۵۴ھ (ص ۱۸۲) میں امام زین العابدینؑ کے نام سے لکھی ہے ——— یا مثلاً کتاب الاعجاز والایجاز ثعالبی (ص ۳۷) میں یہ فقرہ سبط اکبر امام حسنؑ کی طرف منسوب ہے۔ ان خیر المال ما وقی به العرض۔ بلاغۃ الحسینؑ (ص ۶۳) (بحوالہ تاریخ ابن عساکر) یہ امام حسینؑ کے نام سے درج ہے ——— یا مثلاً "بلاغت الحسینؑ" میں کسی سائل کے جوابات میں کم بین الایمان والیقین۔ قال اربع اصابع

تھوڑے سے تغیر کے ساتھ یہ جوابات امام حسنؑ کی طرف بھی منسوب ہیں۔ عہد امیرالمومنینؑ میں خود حضرتؑ سے یہ سوالات کئے گئے۔ آپ نے امام حسنؑ کو جوابات پر مامور فرمایا اور امام حسنؑ نے برجستہ جوابات دیے (بحارِ مجلسی کتاب الاحتجاج ص۲۲)۔ صرف ایک مقام پر مؤلف موصوف نے فقرہ ان من حسن المرء ترکہ ما یغنیہ (بلاغۃ الحسینؑ ص۹۴) پر یہ لکھا ہے یہ فقرہ رسولِ خداؐ سے مروی ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حضرتؑ کا کلام ان کے جدِ محترمؐ کے کلام کے موافق ہو گیا۔ ایسے ہی اور مقامات کے نشان دیے جا سکتے ہیں جنکی نسبتیں جناب رسول خدا یا امیرالمومنینؑ کی طرف زیادہ مشہور ہیں ——— اسی طرح اسرار الشہادت دربندی کے حوالہ سے امام کے ایک خط کا تذکرہ ہے۔ الی الرجل الفقیہ حبیب ابن مظاہر۔ اس خط کے متعلق اہل علم کسی مستند ماخذ کے خواہشمند تھے۔ اس تالیف نے اسرار الشہادت پر قناعت کی اور کسی قدیم و معتبر مصدر کا سراغ نہیں لگایا۔ مکتبہ خطیب بغداد کے مخطوطہ نامعلوم الاسم والمؤلف مجموعہ سے (۵۲) میں ایک عبارت ہے ولقد خیر تکم بین ثلاث خلال فابیتم " یہ عبارت قابل حذف تھی اموی پروپیگنڈا یہ تھا کہ امام حسینؑ نے (معاذ اللہ) آخر میں (۱) یزید کی بیعت۔ (۲) یا مدینہ واپسی (۳) یا بعض سرحدوں کی طرف چلے جانے کی خواہش کی تھی۔ یزید کی بیعت اموی افترا تھا۔ عقبہ بن سمعان صحابی امام حسینؑ نے اس نجس پروپیگنڈے کی نہایت پرجوش

ومخلصانہ رد کی ہے اور میں نے اسے مقتل الحسینؑ عقبہ بن سمعان میں مدلل طور پر لکھا ہے ۔۔۔۔۔ اسی طرح بلاغۃ الحسینؑ (ص۶۲) میں امیر معاویہ کے نام ایک خط بحوالہ ناسخ درج ہے۔ اس کا انتساب کبھی امام کی طرف ہرگز مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ منزل تیغم پر اموی حلقہ نے عین سفر کربلا کے موقع پر امام کی طرف منسوب کیا تھا میں نے مقتل الحسینؑ عقبہ بن سمعان میں اس کے تار و پود بکھیرے ہیں بلاغۃ الحسینؑ کے موفق اُردو مترجم نے اس خط کو ساقط کر دیا ہے۔ اس طرح۔ قدرتی طور پر بہت جلد اس نقص کی تلافی ہوگئی اسی طرح سفر عراق کے موقع پر امامؑ کا ایک خطبہ (بلاغۃ الحسین ص۲۹) پر ہے۔ کان اوصالی یتقطعها عسلان الفلوات" اس کے ظاہری الفاظ سے وہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو کافی ادبی ذوق نہیں رکھتے۔ مؤلف کو حاشیہ پر تنبیہ مناسب تھی کہ یہاں حیوانات درندہ مراد نہیں ہیں بلکہ بنی امیہ مراد ہیں۔

بلاغۃ الحسینؑ کے موفق مترجم نے اس کا وہ مناسب ترجمہ کیا ہے جو رگ شبہ کو قطع کر دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے یہ کتاب مقبول عام ہوگی اور علم وادب کے شیدائی اس کے مطالعہ سے اپنی قوت ایمان بڑھائینگے اور امام حسین علیہ السلام کو اُن کے کلام کی روشنی میں دیکھ کر نور معرفت کو ترقی دیں گے۔

مختصر فہرست مضامین
کتاب مستطاب "بلاغۃ الحسین"

باسمہ سبحانہ

بلاغۃ الحسین علیہ السلام

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام

کے

چند فصیح و بلیغ خطبے، خطوط اور مختصر حکیمانہ کلمات

تالیف الاستاذ مصطفیٰ محسن الموسوی الحائری دام مجدہ

مترجمہ

مولوی سید محمد باقر صاحب قبلہ مولوی فاضل صدر الافاضل

مدیر اصلاح

ابن جناب مولانا سید علی حیدر صاحب قبلہ طاب ثراہ

مطبوعہ اصلاح مشین پریس کھجوا (بہار)

الإهداء

الى من انقذ البشرية من مخالب الضلال.
الى من استنار العالم بانوار نهضته المقدسة.
الى من احيى معالم الشريعة بعد الاندراس.
الى من داوى جروح الدين بدمه الاقدس.
اليك يا روح النبوة ومهجة الخلافة.
الكبرى اهدى كتابى هذا ارجو به
الشفاعة والرضوان.

المؤلف

مصطفى محسن الموسوى

پیش کش

بارگاہ میں اس کی جس نے انسانیت کو گمراہی کے جنگل سے چھڑایا

بارگاہ میں اسکی جسکے مقدس جہاد کی روشنی سے عالم نورانی ہوا۔

بارگاہ میں اُس کی جس نے آثارِ شریعت کو لُٹنے مٹنے کے بعد زندگی بخشی۔

بارگاہ میں اسکی جس نے دین کے زخموں کا اپنے پاکیزہ خون سے علاج کیا۔

آپ کی بارگاہ میں اے نبوت کی روح اور خلافت کبریٰ کی جان۔ اس کتاب کا نذرانہ پیش کرتا ہوں اور اس سے آپ کی شفاعت اور رضامندی کا امیدوار ہوں۔

مترجم

محمد باقر نقوی

باسمه سبحانه

الباب الاول

ومن کلامه علیه السلام فی التوحید[١]

ایها الناس اتقوا هؤلاء المارقة، الذین یشبهون الله بانفسهم یضاهئون قول الذین کفروا من اهل الکتاب بل هو الله لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر استخلص الوحدانیة والجبروت وامضی المشیة والارادة والقدرة والعلم بما هو کائن لا منازع له فی شیء من امره ولا کفو له یعادله ولا ضد له ینازعه ولا سمی له ولا یشابهه ولا مثل له یشاکله لا تتداوله

[١] تحف العقول

باسمہٖ سبحانہٗ

باب اوّل

توحید کے متعلق آپؑ کا ارشاد گرامی

اے لوگو! ان بے دین لوگوں سے بچو جو خدا کو اپنے نفوس کے ایسا سمجھتے ہیں، اور کفار اہل کتاب کی ایسی باتیں کرتے ہیں، بلکہ وہ اللہ ہے اُس کی ایسی کوئی چیز نہیں، وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے، نگاہیں اُسے نہیں پا سکتیں، وہ البتہ نگاہوں کو دیکھتا ہے، وہ مادی کثافتوں سے بری اور بڑا باخبر ہے، یکتائی واقتدار کو اُس نے خاص اپنے لئے رکھا ہے، اپنی خواہش وارادہ کو گزرنے والا، قدرت کو عمل میں لانے والا، اور ہر ہونے والی بات کا عالم ہے، کسی چیز کے متعلق اگر حکم صادر کر دے تو کسی کو مجال دم زدن نہیں، نہ تو کوئی اُس کا ہمسر ہے کہ برابری کرے، نہ کوئی حریف ہے جسے اختلاف کی جرأت ہو، نہ کوئی اس کا نظیر ہے جو اس سے مشابہ ہونے کا دعویٰ کرے، نہ اُس کا

الامور ولا تجری علیه الاحوال ولا تنزل
علیه الاحداث۔ ولا یقدر الواصفون کنه
عظمته ولا یخطر علی القلوب مبلغ جبروته
لانهٗ لیس لهٗ فی الاشیاء عدیل ولا تدرکه العلماً
بالبابها ولا اهل التفکیر بتفکیرهم
الا بالتحقیق، ایقانا بالغیب لانّهٗ لا یوصف
بشیءٍ من صفات المخلوقین وهو الواحد
الصمد۔ ما تصوّر فی الاوهام فهو خلافه، لیس
برب من طرح تحت البلاغ ومعبود من
وجد فی هواء وغیر هواء وهو فی الاشیاء کائنٌ
لا کینونته محظور بها علیه ومن الاشیاء
بائن، لا بینونته غائب عنها، لیس
بقادر من قارنه ضد، او ساواه
ند، لیس عن الدهر قدمهٗ، ولا
بالناحیة امهٗ، احتجب عن
العقول، کما احتجب عن الابصار
وعن من فی السمآء احتجابه کمن فی
الارض، قربه کرامته، وبعده
اهانته، لا تحله فی، ولا توقته اذ،

کوئی نمونہ ہے جو اس کا شبیہ ہو، نہ اس پر انقلابات آتے ہیں، نہ اسکی حالتیں بدلتی ہیں، نہ تغیرات لاحق ہوتے ہیں، توصیف کرنے والے اُس کی عظمت کی حقیقت بیان کرنے پر قادر نہیں، نہ دلوں کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کتنی قدرت والا ہے، کیونکہ موجوداتِ عالم میں کوئی چیز اسکے ہم پایہ نہیں، نہ علماء اپنی عقلوں سے، غور و فکر کرنے والے اپنے غور و فکر سے کام لے کر اسے سمجھ سکتے ہیں، مگر یہ کہ وہ بے دیکھے اُس کی عین حقیقت پر یقین کریں، کیونکہ مخلوقات کے اوصاف سے اس کی توصیف نہیں کی جاسکتی (کہ کسی مخلوق سے بتمثال دیکر اس کی شناخت کرائی جاسکے) وہ واحد و یکتا اور بے نیاز ہے، وہم و گمان جو کچھ اس کا خاکہ تیار کرے خداوند عالم اس کے خلاف ہی ہوگا۔

خدا وہ نہیں جو بارِ مصیبت کے نیچے درماندہ ہوا اور معبود وہ نہیں جو ہوا یا غیر ہوا کسی بھی مکان پایا جائے، اور وہ تمام چیزوں میں موجود ہے (مگر) ایسا ہونا نہیں جو اُسے ان میں محدود بنا دے اور تمام چیزوں سے دُور ہے مگر ایسی دوری نہیں جسکی وجہ سے وہ اُن سے بے تعلق و بے خبر ہو جائے، قادر (علی الاطلاق) وہ نہیں ہو سکتا جس کے ہمسر کوئی ضد اور اُس کے ہمتا کوئی اُس کا مثل ہو، وہ زمانہ کے حدود میں گرفتار اور مکان کی پابندی میں مقید نہیں ہے، وہ جس طرح نگاہوں سے پوشیدہ ہے اسی طرح عقلوں سے بھی مخفی ہے۔ اس کی نزدیکی اعتزاز اور اُس کی دوری تحقیر ہے۔

اُس کے ساتھ "میں" کی لفظ (جو کسی ظرف میں ہونے کا پتہ دے)

ولا تتوامره ان، علوه من غير توقل ومجيئه من غير تنقل، يوجد المفقود ويفقد الموجود ولا تجتمع لغيره الصفتان في وقت، يصيب الفكر منه الايمان به موجودا وجود الايمان، لا وجود صفة، به توصف الصفات لا بها يوصف وبه تعرف المعارف، لا بها يعرف، فذلك الله لا سمي له، سبحانه ليس كمثله شيء وهو السميع البصير۔

ومن كلامه عليه السلام لنافع بن الازرق[1]

لما قال لابن عبّاس صف لنا الٰهك الّذي تعبده فاطرق ابن عباس اعظاما لله عزّ وجلّ فاقبل نافع بن الازرق نحو الحسين فقال له يا نافع، ان من وضع دينه

[1] تاريخ ابن عساكر

صرف نہیں ہو سکتی، نہ "جب" کے ساتھ اس کو کسی وقت سے مخصوص کیا جا سکتا ہے، نہ اس کے وجود میں "اگر" کی گنجائش ہے بلندی اس کی غیر جسمانی ہے اور متوجہ ہونا اس کا بغیر انتقال مکانی ہے وہ ہست کو نیست اور نیست کو ہست بناتا ہے اور اس کے غیر کے لیئے کسی وقت بھی یہ دونوں صفتیں باہم نہیں ہو سکتیں۔ غور و فکر اس کے موجود ہونے پر ایمان رکھتا ہے ایسا وجود جس پر بس ایمان لایا جا سکتا ہے اس کی توصیف نہیں ہو سکتی۔ جتنی صفتیں ہیں اُن کا مفہوم اسی کے ذریعہ سے سمجھ میں آتا ہے، اس کی ذات ان صفتوں سے سمجھ میں نہیں آتی ہوئی چیزیں اُس کی بدولت ہمیں معلوم ہیں وہ اُن سے معلوم نہیں ہوتا۔ یہ ہے اللہ جس کا کوئی ہمنام نہیں وہ ہر عیب سے بری اُس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

حضرت کا ارشاد نافع بن ازرق سے

نافع نے بن عباس سے کہا کہ مجھ سے اپنے پروردگار کا جس کی عبادت کرتے ہو وصف بیان کرو۔ ابن عباس نے عظمت الٰہی کے احساس سے سر جھکا لیا اس کے بعد نافع بن ازرق امام حسینؑ کے پاس آیا حضرتؑ نے فرمایا اے نافع جو شخص اپنے مذہب کی بنیاد قیاس پر رکھے گا ہمیشہ غوطے کھاتا، اور راہ راست سے ہٹا ہوا، کج روی میں مبتلا، راہ راست سے گمراہ اور غیر مستحسن اقوال کے ساتھ گویا رہے گا۔ اے نافع بن ازرق میں اپنے خدا کی وہی صفت بتا سکتا ہوں جو اُس نے خود اپنی صفت بیان

على القياس، لم يزل فى الارتماس، مائلاً عن المنهاج، ظاعنا بالاعوجاج، ضالا عن السبيل قائلاً غير الجميل - يا ابن الازرق اصف الٰهى بما وصف به نفسه. لا يدرك بالحواس ولا يقاس بالناس. فهو قريب غير ملتصق، وبعيد غير مستقصي يوحد ولا يبعض. معروف بالآيات، موصوف بالعلامات، لا الٰه الاّ هو الكبير المتعال، فبكى ابن الازرق، وقال ما احسن كلامك، فقال له بلغنى انّك تشهد على ابى وعلى اخى وعلى بالكفر، فقال له الحسين ؑ انى سائلك عن مسئلة فقال سل، فسئله عن قوله تعـ، واما الجدار فكان لغلامين يتيمين فى المدينة، فقال يا ابن الازرق، من حفظ فى الغلامين، فقال ابوهما فقال الحسين ؑ ابوهما خير ام رسول اللهؐ فقال ابن الازرق قد انبأنا الله تعـ عنكم انكم قوم خصمون.

ومن خطبة له يحث الناس على قضاء

کر دی ہے، احساسات سے اس کا ادراک ممکن نہیں اور خلائق پر اس کا قیاس درست نہیں، وہ نزدیک ہے مگر جسمانی طور پر چسپیدہ نہیں اور دور ہے مگر جسمانی طور پر علیحدہ نہیں وہ ایک ہے مگر کسی مجموعہ کا جو نہیں نشانیوں سے پہچانا ہوا اور علامتوں سے توصیف کیا ہوا ہے سوا اس بزرگ و بلند کے کوئی دوسرا معبود برحق نہیں۔ یہ سن کر ابن ازرق رونے لگا اور کہا کیا خوب آپکا بیان ہے حضرتؑ نے فرمایا مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ تم میرے والد بزرگوار اور بھائی کو اور خود مجھے کافر سمجھتے ہو (اس پر وہ شرمندہ سا ہو گیا) حضرتؑ نے فرمایا میں تم سے صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا دریافت کیجئے۔ آپنے یہ آیت پڑھی جو حضرت خضرؑ کے قصہ میں ہے کہ "وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی" آپ نے فرمایا اے ابن ازرق یہ لڑکوں کے بارے میں کس کے حقوق کا خیال کیا گیا۔ ازرق نے کہا اُن کے باپ کے حقوق کا۔ حضرتؑ نے کہا کہ (سچ بتاؤ) اُن کے باپ کا درجہ بلند تھا یا رسول خداؐ کا۔ ابن ازرق نے کہا کہ تم لوگوں کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ یہ لوگ بڑے بحث کرنے والے ہیں۔

آپ کا ایک خطبہ جس میں آپنے لوگوں کی حاجت روائی اور احسان کرنیکی تلقین کی ہے

لوگو! عزت و نیکنامی کے کاموں میں باہم مقابلہ کرو، اور

الحث على واصطناع المعروف[1]

ايها الناس نافسوا في المكارم، وسارعوا في المغانم، ولا تحتسبوا بمعروف لم تعجلوه واكسبوا الحمد بالنجح، ولا تكسبوا بالمطل ذمًّا فمهما يكن لاحد عند احد صنيعة له رأى انه لا يقوم بشكرها، فالله له بمكافاته فانه اجزل عطاءً واعظم اجرا، واعلموا ان حوائج الناس اليكم من نعم الله عليكم فلا تملوا النعم فتحول نقما، واعلموا ان المعروف مكسب حمدًا ومعقب اجراء فلو رأيتم المعروف رجلاً لرأيتموه حسنا جميلاً يسر الناظرين ولو رأيتم اللؤم، رأيتموه سمجا مشوها، تنفر منه القلوب وتغض دونه الابصار، ايها الناس من جاد ساد ومن بخل رذل، وان اجود الناس من اعطى من لا يرجو، وان اعفى الناس من عفى عن

---

[1] كشف الغمه

منفعت حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ جس نیکی میں تم نے درنگ سے کام لیا اُسے نیکی نہ شمار کرو۔ حاجت براری کرکے لائق ستائش بنو اور ٹال مٹول کرکے مستحق مذمت نہ بنو، اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرے اور یہ سمجھتا ہو کہ وہ شخص ہمارے احسان کا شکریہ ادا نہ کرے گا تو اللہ اس کے احسان کا بدلہ دے گا اور وہ تو زیادہ گراں قدر عطیہ اور زیادہ بڑا معاوضہ دینے والا ہے۔ یہ سمجھ لو کہ لوگوں کی حاجتیں جو تمھارے پاس لائی جاتی ہیں وہ تمھارے لئے خدا کی نعمتیں ہیں لہٰذا ان نعمتوں سے برداشتہ خاطر نہ ہو ورنہ وہ تمھارے لئے بجائے نعمت کے وبال بن جائیں گی یہ بھی سمجھ لو کہ احسان کرکے انسان مدح و ستائش حاصل کرتا ہے اور بعد میں ثواب بھی پاتا ہے اگر تم احسان کو آدمی کی شکل میں دیکھتے تو یقیناً ایک حسین و جمیل انسان دیکھتے جسے دیکھ کر دیکھنے والے خوش ہو جائیں اور بخل کو اگر دیکھ پاتے تو بدصورت کریہ المنظر دیکھتے جس سے متنفر اور آنکھیں اُس کی طرف نظر کرنے سے گریز کرتیں۔

اے لوگو! جس نے بخشش کی وہ سردار ہوا، جس نے بخل کیا وہ رذیل ہوا، اور سب سے زیادہ فیاض وہ ہے جو ایسے کو دے جو اُس کی داد و دہش کی امید نہ رکھتا ہو۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ درگزر کرنے والا وہ ہے جو قابو پانے کے باوجود معاف

قدرة، وان اوصل الناس من وصل من قطعه، والاصول على مغارسها بفروعها تسمو. فمن تعجل لاخيه خيرا وجده اذا قدم عليه غدا، ومن اراد الله تبارك وتعالى بالصنيعة الى اخيه، كافاه بها في وقت حاجته، وصرف عنه من بلاء الدنيا ما هو اكثر منه، ومن نفس كربة مومن، فرج الله عنه كرب الدنيا والآخرة. ومن احسن احسن الله اليه والله يُحبّ المحسنين

ومن خطبة له عليه السلام

ان الحلم زينة، والوفاء، مروه والصلة نعمة والاستكبار صلف، والعجلة سفه، والسفه ضعف، والغلو ورطه، ومجالسة اهل الدنائه شر، ومجالسة اهل الفسوق ريبة.

له كشف الغمة

کرے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ صلۂ رحم کرنے والا وہ ہے جو اُس شخص کے ساتھ صلۂ رحم کرے جس نے اُسکے ساتھ قطع رحم کیا ہے۔ جڑیں اپنے جمنے کی جگہوں میں اپنی شاخوں ہی کے ساتھ بڑھتی ہیں لہذا جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ بھلائی کرنے میں جلدی کرے گا جب خود کسی ضرورت سے مجبور ہو کر کل اُسکے پاس آوے گا تو اپنی بھلائی موجود پاوے گا۔ اور جو شخص اپنے بھائی پر احسان کرکے خدا سے اجر کا طالب ہو تو خدا بھی اُس کی ضرورت کے وقت اس کے احسان کا بدلہ دے گا اور دنیا کی اتنی مصیبتیں اس سے دُور کرے گا جتنی اُس نے اپنے بھائی کی دُور کی تھیں جو شخص کسی مومن کو رنج سے چھڑائے گا خدا دنیا و آخرت کے رنج سے اُسے نجات دے گا۔ جو شخص دوسروں پر احسان کرے گا خدا اُس پر احسان کرے گا اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

آپ کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ

بردباری زینت ہے، وفا تقاضائے انسانیت ہے، صلہ نعمت ہے، بڑا بننا بے غیرتی ہے، جلد بازی نادانی ہے، حد سے گزرنا باعث خطرہ ہے، کمینوں کی ہم نشینی بُری اور فاسقوں کی ہم نشینی سبب تہمت ہے۔

ومن[1] خطبة لهٔ یدعوالناس للمسیرالی الشام مع ابیه علیه السّلام

قام علیه السّلام حمد الله واثنی علیه بما هو اهله وقال یا اهل الکوفة انتم الاحبة الکرماء والشعار دون الدثار، جدوا فی اطفاء ما تو بینکم وتسهیل ما توعر علیکم، الا ان الحرب شرها وریع و طعمها فظیع، فمن اخذ لها اهبتها واستعد لها عدتها ولم یالم کلومها قبل حلولها؟ فذاك صاحبها، ومن عاجلها قبل اذان فرصتها واستبصار سعیه فیها، فذاك قمن ان لا ینفع قومه وان یهلك نفسه۔ نسئل الله بقوته ان یدعمکم بالفیئة۔

ومن کلام له علیه السّلام مع ابی ذر[2] رضوان الله علیه

لما اخرج الی الربذة یامر من عثمان یاعماه

---

[1] شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید۔ [2] شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید۔

آپ کے ایک خطبہ کا اقتباس

جس میں آپ نے لوگوں کو اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ بغرض جہاد شام کی طرف روانہ ہونے کی ترغیب دلائی تھی۔

آپ کھڑے ہوئے حمد خدا ادا کیا اور اُسکے شایانِ شان اوصاف کے ساتھ اُس کی ثناو ستائش کی، پھر کہا اے اہل کوفہ تم باعزت دوست ہو، تمھاری محبت باطن کے ساتھ ہے نہ کہ ظاہر کے ساتھ۔ تمھارے درمیان جو اختلافات کی آگ بھڑک اُٹھی ہے اُسکے بجھانے اور تمھارے لیئے جو دشواریاں در پیش ہو گئی ہیں اُنھیں ہموار کرنے کی کوشش کرو۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جنگ کے نتائج بہت دُور رس اور اُس کا مزہ نہایت ناگوار ہوتا ہے، تو جو شخص اس کے مقابلے کا سامان کرے اور پوری طرح اس کے لئے تیار ہو جائے اور جنگ چھڑنے کے قبل اُس کے صدمات کا پورا خیال کرلے وہی اس کا مرد میدان ہے اور جو موقع آنے کے پہلے پیش از وقت اس جنگ کے چھیڑنے کا در پے ہو وہ اپنی قوم کو فائدہ تو کوئی نہیں پہونچائے گا خود اپنے کو لے ڈوبے گا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمھیں حق کی طرف رجوع کرنے کی ہمت عطا کرے۔

جناب ابوذر سے آپ کی گفتگو

جب عثمان کے حکم سے جناب ابوذر جلاوطن ہو کر ربذہ کی طرف جانے لگے تو آپ نے اُن سے فرمایا چچا جان خداوند عالم ان حالات کو جنھیں آپ

ان الله قادر ان يغير ما قد ترى، والله كل يوم هو في
شان، وقد منعك القوم دنياهم و منعتهم
دينك، فما اغناك عما منعوك واحوجهم الى ما
منعتهم فاسال الله الصبر والنصر واستعذ به
من الجشع والجزع. فان الصبر من الدين والكرم،
وان الجشع لا يقدم رزقا، والجزع لا يوخر اجلاً

ومن كلام له عليه السلام

اوصيكم بتقوى الله، واحذركما يامه ارفع
لكما علامه فكان المخوف قد ا فد بمجهول
ورود ونكير حوله وبشع مذاقه فاعتلق مهجكم
وحال بين العمل وبينكم فبادروا بصحة الاجسام
ومدة الاعمار كانكم ببغتات طوارقه، فتنقلكم
من ظهر الارض الى بطنها ومن علوها الى سفلها،
ومن انسها الى وحشتها ومن روحها وضوئها الى
ظلمتها، ومن سعتها الى ضيقها، حيث لا يزار حميم
ولا يعاد سقيم، ولا يجاب صريخ، اعاننا الله واياكم
على اهوال ذالك اليوم ونجانا واياكم من عقابه

له الوافی جلد ١٤

جھیل رہے ہیں بدلنے پر قادر ہے۔ ہر دن اسکی نت نئی شان ہو، لوگوں نے اپنی دنیا کو آپ کے ہاتھ سے بچایا اور آپ نے اُن سے اپنے دین کو بچایا۔ جیسے ان لوگوں نے آپ سے بچایا اس سے آپکی بے نیازی ظاہر ہے، لیکن آپ نے جس چیز سے انھیں محروم کیا وہ اسکے بہت ہی محتاج ہیں۔ آپ خدا سے صبر و کامیابی کی دعا کیجیئے اور فریاد و واویلا کرنے سے پناہ مانگیئے کیونکہ صبر دین کا رکن اور بزرگی کی علامت ہے، اور لالچ رزق کو آگے نہیں لا سکتی اور نہ فریاد و واویلا موت کو ٹال سکتی ہے۔

آپ کے ایک کلام کا اقتباس

میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں اللہ کا لحاظ رکھنے کی اور تمھیں ڈرانا چاہتا ہوں اسکی طرف کے انقلابات سے اور تمھارے لیئے بلند کرنا چاہتا ہوں اس کی معرفت کے جھنڈوں کو ـــــ وہ دن جس کا اندیشہ ہے گویا کہ آہی گیا ہے اپنی ہولناک پیش آمد اور ناپسند قیام اور ناخوشگوار ذائقہ کے ساتھ اور لپٹ ہی گیا ہو تمھارے نفوس کے ساتھ اور سد راہ ہو گیا ہے تمھارے عمل کے درمیان لہذا جسمانی صحت اور عمر کی وسعت کی حالت میں جلدی کرو اعمال بجالانے میں قبل اس دن کی مصیبتوں کے سر پر آجانے کے جو تمھیں زمین کی پشت سے منتقل کرکے شکم زمین کے اندر اور اس کی بلندی سے ہٹا کر پستی کی طرف اور اسکی دلچسپیوں سے الگ کر کے اسکی پریشانی کیطرف اور اسکی روشنی سے علیحدہ کرکے اس کی تاریکی کی طرف اور اسکی وسعت سے محروم کرکے اسکی تنگی کی طرف پہونچا دیگا۔ جہاں کسی دوست کی ملاقات نہیں ہوتی، اور نہ کسی بیمار کی عیادت، نہ کسی فریادی کی فریاد رسی، اللہ ہماری اور

واوجب لنا ولكم الجزيل من ثوابه، عباد الله فلو كان ذالك قصر مرماكم ومدى مظعنكم، كان حسب العامل شغلا يستفرغ عليه احزانه ويذهله عن دنياه ويكثر نصيبه لطلب الخلاص فكيف وهو بعد ذالك مرتهن باكتسابه، مستوقف على حسابه، ولا وزير له يمنعه، ولا ظهير عنه يدفعه ويومئذ لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل اوكسبت فى ايمانها خيرا قل انتظروا انا منتظرون اوصيكم بتقوى الله فان الله قد ضمن لمن اتقاه ان يحوله عما يكره الى ما يحب، ويرزقه من حيث لا يحتسب فاياك ان تكون ممن يخاف على العباد من ذنوبهم وتامن العقوبة من ذنبه فان الله تبارك وتعالى لا يخدع من جنته ولا ينال ما عنده الا بطاعته انشاء الله۔

ومن كلام له فى اتخاذ الزهد متاعا فى الدنيا

يا ابن ادم تفكر، وقل اين ملوك الدنيا واربابها، الذين عمروا اخرابها، واحتفروا انهارها، واغرسوا

ل۵ ارشاد ديلمى

تمھاری امداد کرے۔ اس دن کے ہولناک حالات کے مقابلہ کے لئے، اور ہمیں تمھیں اس دن کے عذاب سے چھٹکارا دے اور ہمارے تمھارے لئے اپنے عظیم ثواب کا حق قرار دے بندگانِ خدا جبکہ یہ تمھاری منزل مقصود اور سفر کی انتہا ہے تو اس سے بڑھ کر کام کرنے والے کے لیئے اور فکر کیا ہو سکتی ہے جو اس کی تمام فکروں پر غالب آجائے اور اُسے دنیا سے غافل بنا دے اور نجات کی طلب میں اُسکے اہتمام کو زیادہ کرے۔ یہ جانتے ہیں کہ یہ بھی معلوم ہے اُسکے بعد وہ کوشش کے نتائج میں گرفتار ہوگا اُس سے اُس کا حساب ہوگا اور اُس وقت نہ کوئی مددگار ہوگا جو اس کی حفاظت کرے اور نہ کوئی پشت پناہ ہوگا جو اُس سے مصیبت کو دفع کرے اور اُس دن کسی کو جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان کے دور میں کچھ نیک کام انجام نہ دیئے ہوں اُسے ایمان فائدہ نہ دے گا۔ کہو کہ تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔ میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں اللہ کا پاس و لحاظ رکھنے کی اسلیئے کہ اللہ ذمہ دار ہوا ہے اُس شخص کے لیئے جو اس کا پاس و لحاظ رکھے اور اس امر کا کہ وہ اُسے ناپسند حالات سے منتقل کرے پسندیدہ حال کی طرف اور اُسے بے شان و گمان کے رزق عطا کریگا۔ خبردار! ان لوگوں میں سے نہ ہو جو بندوں سے اُن کے گناہوں میں ڈریں اور اللہ کے گناہ پر سزا سے بے خوف رہیں اسلیئے کہ خدائے تعالیٰ کو فریب دیکر بہشت حاصل نہیں کیا جا سکتا اور جو کچھ اللہ کے یہاں کی نعمت ہے، وہ بغیر اُس کی اطاعت کے حاصل نہیں کیجا سکتی۔

دنیا سے پرہیز کرنے کے متعلق آپکا ارشاد گرامی

اے فرزند آدم! غور کرو اور بتاؤ کہ شاہانِ دنیا اور دنیا والے کہاں ہیں کدھر گئے وہ لوگ جنھوں نے اس دنیا کے ویرانوں کو آباد کیا، نہریں کھودیں

اشجارها ومدنوا مدائنها فارقوها وهم كارهون

دورثها قوم آخرون، ونحن بهم عمّا قليل لاحقون،

يا ابن آدم اذكر مصرعك وفي قبرك مضجعك وموقفك

بين يدي الله، اتشهد جوارحك عليك يوم تزل

فيه الاقدام، وتبلغ القلوب الحناجر وتبيض وجوه وتسود وجوه و

تبدو السرائر ويوضع الميزان القسط، يا ابن آدم اذكر مصارع آبائك و

وابنائك كيف كانوا وحيث حلوا وكانك عن قليل، قد حللت

محلهم وصرت عبرة المعتبر۔

وانشد شعراً:۔

اين الملوك التى عن حفظها غفلت

حتى سقاها بكاس الموت ساقيها

تلك المدائن فى الآفاق خالية

وعادت خراباً وذاق الموت بانيها

اموالنا لذوى الوارث نجمعها

ودورنا لخراب الدهر نبنيها

ومن خطبة له يذكر فيها فضائل عترة النبیؐ ووجوب اطاعتهم[۱]

حمد الله واثنى عليه ثم صلى على النبیؐ

---

[۱] احتجاج طبرسی

درخت لگائے اسکے شہروں کو آباد کیا' وہ لوگ خواہش نہ رکھتے ہوئے بھی اس دنیا سے جدا ہو گئے اور انکی جگہ دوسرے لوگ مالک بن بیٹھے ہم بھی عنقریب ان سے جاملیں گے۔ اے فرزند آدم اپنے بچھڑنے اور قبر میں لیٹنے اور پھر بروز قیامت خداوند عالم کے سامنے کھڑے ہونے کو یاد کرو جہاں تمھارے اعضا تمھارے خلاف گواہی دیں گے اس دن جبکہ قدم پھسلیں گے اور دل حلق تک آجائینگے۔ اور بعضوں کے چہرے سپید اور بعضوں کے سیاہ ہوں گے اور ڈھکی چھپی باتیں ظاہر ہو جائیں گی اور انصاف کی ترازو نصب کیجائے گی۔ اے فرزند آدم اپنے باپ دادا اور اپنی اولاد کے مرنے کو یاد کرو کہ پہلے وہ کہاں تھے اور اب کہاں ہیں اور تم بھی عنقریب انھیں لوگوں کی منزل میں جاپہنچوگے اور عبرت حاصل کرنیوالے کیلئے نمونہ عبرت بن جاؤگے۔

اس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے :۔

کہاں ہیں وہ بادشاہ جو اپنی جانوں کے بچانے سے غافل رہے

یہاں تک کہ پلانے والے نے انھیں موت کا جام پلا دیا

دنیا میں اُن کے شہر خالی ہیں

اور ویران ہو رہے ہیں اور اُنکے بنانیوالے نے موت کا مزہ چکھ لیا ہے

ہم اپنے مال، وارث ہونے والوں کے لیے جمع کرتے ہیں

اور اپنے گھر زمانے کی تباہ کاریوں کے لیے بناتے ہیں

آپکا ایک خطبہ جسمیں آپنے اہلبیت پیغمبرؐ کے فضائل اور انکی اطاعت واجب ہونیکو بیان کیاہے

آپنے حمد وثنائے الٰہی فرمائی پھر پیغمبرؐ پر درود بھیجا اُسی وقت آپنے

فسمع رجلا يقول، من هذا الذی یخطب، فقال نحن حزب الله الغالبون وعترة رسول الله الاقربون و واهلبیته الطیبون واحد الثقلین الذی جعلنا رسول الله ثانی کتاب الله تبارک و تعالی الذی فیه تفصیل کل شیٔ لا یاتیه الباطل بین یدیه ولا من خلفه، والمعول علینا فی تفسیره ولا یبطئنا تاویله بل نتبع حقائقه، فاطیعونا فان طاعتنا مفروضة اذ کانت بطاعة الله و رسوله مقرونة۔ قال الله عزوجل اطیعوا الله واطیعوا الرسول و واولی الامر منکم، فان تنازعتم فی شیٔ فردوه الی الله والرسول، وقال ولو ردوه الی الرسول واولی الامر منهم لعلمه الذی یستنبطونه منهم ولولا فضل الله علیکم ورحمته لاتبعتم الشیطان الا قلیلا واحذرکم الاصغاء الی هتاف الشیطان بکم فانه لکم عدو مبین فتکونوا کاولیائه الذین قال لهم، لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما ترأت الفئتان، نکص علی عقبیه وقال انی بریٔ منکم فتلقون للسیوف ضربا و للرماح وردا وللعمد حطما وللسهام غرضا، ثم لا یقبل من نفس ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا۔

ایک شخص کو یہ پوچھتے سُنا کہ یہ کون تقریر کر رہا ہے " آپ نے فرمایا ہم اللہ کے غالب رہنے والے لوگ، پیغمبر خدا کے قریب ترین عزیز، اور آپ کے طیب و طاہر اہلبیتؑ اور دو گرانقدر چیزوں میں سے ایک ہیں۔ ہمیں کو پیغمبر خدا نے کتاب خدا کا ثانی قرار دیا ہے، وہ کتاب خدا جس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے، اور باطل کا جس کے آس پاس گذر نہیں، کلام مجید کی تفسیر میں ہمیں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے ہم سے اس کی تاویلیں مخفی نہیں بلکہ ہم ہی اس کی حقیقتوں کی پیروی کرنے والے ہیں۔ پس تم ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت فرض ہے کیونکہ خدا و رسُول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ہماری اطاعت کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے " خدا کی اطاعت کرو اور رسُول کی اور تم میں سے جو حقدار حکومت ہیں اُن کی اطاعت کرو۔ اگر تم میں کسی بات میں نزاع واقع ہو تو اس امر میں خدا و رسُول کی طرف رجوع کرو۔ یہ بھی خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ " اگر تم خدا و رسُول اور اپنے حق داران حکومت سے رجوع کرتے تو یقیناً وہ لوگ جو تحقیق کرنے والے ہیں اس کو سمجھ لیتے اور اگر تم پر خدا کا فضل و کرم اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب کے سب شیطان کی پیروی کرنے لگتے" میں تمھیں خبردار کرتا ہوں کہ شیطان جو تمھارے کانوں میں کہتا رہتا ہے تو اُس کے کہنے پر کان نہ دھرنا کیونکہ وہ تمھارا کھُلا دشمن ہے اگر تم اُس کی باتوں پر کان دھرو گے تو اُس کے اُن پیروؤں کی طرح ہو جاؤ گے جن سے شیطان نے کہا تھا کہ " آج کے دن تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا، میں جو تمھارے ساتھ ہوں لیکن جب دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہو گئی تو وہ اُلٹے پیروں بھاگ کھڑا ہوا اور

فی خطبة له فی ان علیا مدینة هدی[51]

حمد الله واثنی علیه وصلی علی نبیه صلوة موجزة ثم قال یا معاشر الناس سمعت رسول الله وهو یقول ان علیا هو مدینة هدی، فمن دخلها نجی ومن تخلف عنها هلك۔

ومن خطبة له لما اراد معاویة اخذ البیعة لیزید[52]

حمد الله وصلی علی الرسول ثم قال اما بعد یا معاویة فلن یودی القائل وان اطنب فی صفة الرسول، من جمیع جزاء وقد فهمت مالبست به الخلف بعد رسول الله من ایجاز الصفة، والتنکب عن استبلاغ البیعة، وهیهات، هیهات یا معاویة فضح الصبح فحمة الدجی وبهرت الشمس انوار السرج ولقد فضلت حتی افرطت واستاثرت حتی اجحفت ومنعت حتی بخلت وجرت حتی جاوزت مابذلت لذی حق من اسم حقه من نصیب حتی اخذ الشیطان حظه الاوفر ونصیبه الاکمل وفهمت ماذکرته عن یزید من اکتماله وسیاسة لامة محمد ترید ان توهم الناس فی یزید کانك تصف محجوبا او تنعت غائبا او تخبر عما کان مما

---

[51] توحید الصدوق - [52] الامامة والسیاسة

کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں" اور نتیجہ یہ ہو گا کہ تم تیر، تلوار نیزہ و گرز گراں کی زد پر آجاؤ گے پھر اُس وقت کسی شخص کا ایمان لانا قابل قبول نہ ہو گا تاوقتیکہ وہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور عملی حیثیت سے اپنے ایمان کا ثبوت نہ پیش کیا ہو۔

آپ کا ایک خطبہ جسمیں آپ نے فرمایا ہے کہ امیر المومنین ع ہدایت کے شہر ہیں

آپ نے حمد و ثنائے الٰہی اور صلواۃ بر پیغمبر ص کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! میں نے رسول ص کو اپنے کانوں سے ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ علی ع ہدایت کے شہر ہیں۔ جو شخص اس شہر میں آگیا اس نے نجات پائی اور جس نے گریز کیا وہ ہلاک ہوا۔

آپ کا ایک خطبہ اس موقع کا کہ جب معاویہ نے یزید کے لئے بیعت حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہے

(معاویہ کی تقریر کے بعد بطور جواب) حمد الٰہی و صلواۃ بر حضرت رسالت پناہی کے بعد فرمایا۔ اے معاویہ جہاں تک پیغمبر خدا کی توصیف کا تعلق ہے کوئی شخص کتنا ہی طول دے حضرت کے تمام اوصاف میں ایک جزو بھی بیان نہیں کر سکتا اور تمہیں معلوم ہے کہ حضرت کے بعد لوگوں نے کس طرح حضرت کے اوصاف و کمالات کے بیان میں کمی کر دی اور آپ سے جو عہد اطاعت تھا اس سے کس طرح عدول کیا۔ توبہ توبہ اے معاویہ! صبح نے تاریکی شب کو رسوا کر دیا اور سورج کی روشنی نے چراغوں کو مدہم کر دیا۔

تم نے بہت سی باتوں کے بیان میں جو تفصیل سے کام لیا ہے اس میں حد سے بڑھ گئے اور جانبداری سے کام لیا یہاں تک کہ حد انصاف سے

احتويته بعلم خاص وقد دلّ يزيد من نفسه على موقع رأيه فخذ ليزيد مما أخذ به من استقرائه الكلاب المهارشة عند التحارش والحمام السبق لأترابهن والقينات ذوات المعازف وضروب الملاهي تجده ناصرًا، ودع عنك ما تحاول فما أغناك أن تلقى الله بوزر هذا الخلق بأكثر مما أنت فيه، فو الله ما برحت تقدح باطلا في جور وحنقا في ظلم حتى ملأت الأسقية. ما بينك وبين الموت إلا غمضة فتقدم على عمل محفوظ في يوم مشهود ولات حين مناص، ورأيتك عرضت بنا بعد هذا الأمر ومنعتنا عن آبائنا تراثنا ولقد لعمر الله أورثنا رسول الله ولادة وجئتنا بما حججتم به القائم عند موت الرسول فأذعن للحجة بذلك، وردة الإيمان إلى النصف، فركبتم الأعاليل، وفعلتم الأفاعيل وقلتم كان ويكون حتى أتاك الأمر يا معاوية من طريق كان قصدها لغيرك فهناك فاعتبروا يا أولي الأبصار وذكرت قيادة الرجل القوم بعد رسول الله ص وتأميره له وقد كان ذلك ولعمرو بن العاص يومئذ فضيلة بصحبة الرسول وبيعة له وما صار لعمرو

آگے ہو گئے اور بعض حق باتوں کے کہنے سے بخل کیا اور ظلم و تعدّی کے مرتکب ہوئے یہاں تک کہ حد سے بڑھ گئے۔ حقدار کو اُس کے حق کا تم نے کوئی حصّہ نہ دیا یہاں تک شیطان نے اپنا پورا حصّہ لے لیا اور جو کچھ تم نے یزید کے متعلق کمال اور اُسکی سیاست دانی کے بارے میں بیان کیا اُسے میں سمجھا! تم چاہتے ہو کہ یزید کے بارے میں لوگوں کو ایسا توہم ہو کہ جیسے تم کسی پوشیدہ شخصیت کا تعارف کرا رہے ہو اور کسی اَن دیکھے آدمی کی صفت بیان کر رہے ہو یا کوئی ایسی اطلاع دے رہے ہو جسے تم نے مخصوص ذرائع سے حاصل کیا ہے حالانکہ یزید نے خود اپنی طرف سے اپنا تعارف پورا کرا دیا ہے تو تمھیں یزید کو اُسی طرز زندگی کے سپرد کرنا چاہیئے جسے اُس نے اپنے لیئے اختیار کیا ہے مثلاً لڑائی کے لیئے کتوں کو پالنا اڑان کے لیئے کبوتروں کی پرورش اور گانے بجانے والیاں اور طرح طرح کے لہو ولعب کے دوسرے مشاغل وہ اُنھیں چیزوں کے لیئے موزوں و مناسب ثابت ہو سکتا ہے اور جو تم چاہ رہے ہو اُسے ترک کردو! آخر تمھیں کیا ضرورت ہے کہ ان تمام خلائق کا بار اپنے اوپر اُس سے زیادہ لادو جتنا کہ اس وقت تم پر ہے۔ پس بخدا برابر تم جور وستم میں غلط پیش قدمی اور ظلم و تعدّی میں کینہ وری کا ارتکاب کرتے رہے ہو۔ یہاں تک کہ بداعمالیوں کا بہت بڑا ذخیرہ فراہم کر لیا ہے اور اب تمھارے اور موت کے درمیان بس آنکھ بند ہونے بھر کا فاصلہ ہے۔ بس ذرا کچھ ایسے اعمال بھی کر لو جو روزِ قیامت تمھارے کام آئیں اور اُس دن سے چھٹکارا ممکن ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس خلافت کا اپنے بعد کے لیئے بھی انتظام کر رہے ہو اور ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کی میراث سے ہمیشہ کے لیئے روک رہے ہو۔ حالانکہ بخدا ہمیں اللہ نے نسلی طور پر اس کا

يومئذ حتى انف القوم امرته وكرهوا تقديمه وعدوا عليه افعاله، فقال: لا جرم معشر المهاجرين، لا يعمل عليكم، بعد اليوم غيري، فكيف يحتج بالمنسوخ، من فعل الرسول في اوكد الاحوال، واولاها بالمجتمع عليه من الصواب، ام كيف صاحبت بصاحب تابعا، وحولك من لا يومن في صحبته ولا يعتمد في دينه وقرابته، وتتخطاهم الى مسرف مفتون، تريد ان تلبس الناس شبهة يسعد بها الباقي في دنياه، تشقى بها في آخرتك، انّ هذا لهو الخسران المبين، واستغفر الله لي ولكم۔

ومن كلام له عليه السّلام لمعاوية وتوبيخه على شنائع افعاله

لما قتل حجر بن عدى واصحابه فقال معاويه يا ابا عبد الله هل بلغك ما صنعنا بحجر واصحابه

وارث بنایا ہے اور ہمارے لیئے حقیقت کا وہی استدلال ہے جس سے تم نے پیغمبر خدا کی وفات کے بعد خلافت کے لئے کھڑے ہونے والے (سعد بن عبادہ) کے خلاف استدلال کیا تھا اور اس کو سر جھکانا پڑا تھا اور انصاف کے تقاضے کو منظور کرنا پڑا تھا مگر اسکے بعد تم نے حیلہ گریوں کو جائز بنا لیا اور طرح طرح کی بداعمالیوں کا ارتکاب کیا یہاں تک کہ معاملہ تم تک اے معاویہ! پہنچا ایسی راہ سے جس کی سمت تم سے جدا تھی، اب یہ عبرت خیز منظر ہے جو آنکھوں کے سامنے ہے اور تم نے شخص معلوم کے بعد رسول برسر اقتدار آنے اور امیر بنائے جانے کا ذکر کیا اگر تمھیں معلوم ہے کہ باوجودیکہ عمرو بن عاص کو صحبت رسول ؐ کی فضیلت حاصل تھی اور وہ رسول کی بیعت کر چکے تھے پھر بھی جب وہ امیر بنائے گئے تو مسلمانوں نے اُن کی حکومت کو ناپسند کیا اور اُن کی مخالفت کے لئے تیار رہے یہانتک کہ حضرت پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے مہاجرین اب میرے بعد کسی کو حق نہیں ہے کہ تم پر کسی کو حاکم مقرر کرے لہٰذا ایسے فعل کے ساتھ ساتھ جس کی بعد میں مخالفت کر دی گئی ہے استدلال کیونکر ہو سکتا ہے، ایسے حالات میں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ایسا طرز عمل اختیار کیا جائے جس کی صحت پر زیادہ سے زیادہ لوگ متفق ہوں پھر یہ کہ تم نے صحابی کو چھوڑ کر (خلافت کے لیئے) تابعی کو منتخب کیا اور تمھارے گرد و پیش سب ایسے ہی آدمی ہیں جن کی صحت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا نہ اُن کی دیانت اور قرابتداری کا اطمینان ہو سکتا ہے اور پھر تم نے اُن کو بھی چھوڑ کر ایک بالکل فاسق و فاجر شخص کو قرار دیا ہے اور چاہتے ہو کہ لوگوں کو شک و شبہ میں مبتلا کر دو۔ نتیجہ یہ ہے کہ زندہ رہنے والا

واشیاعہ وشیعۃ ابیک، فقال ؑ لا فقال قتلناھم و وکفناھم، وصلینا علیھم، فضحک الحسین ؑ و قال خصمک القوم یوم القیامۃ یا معاویۃ اما واللہ لو ولینا مثلھا من شیعتک، ماکفناھم ولاصلینا علیھم، ولقد بلغنی وقوعک بابی حسن، وقیامک بہ واعتراضک بنی ھاشم بالعیوب، وایم اللہ لقد اوترت غیر قوسک ورمیت غیر غرضک وتناولتھا بالعداوۃ من مکان قریب، ولقد اطعت امرءًا ما قدم ایمانہ، ولاحدث نفاقہ، و ما نظر لک، فانظر لنفسک اودع یرید عمرو بن العاص)۔

ومن کلام لہ ؑ لاصحابہ ؑ

یتضمن بیان معرفۃ اللہ تعہ

ایھا الناس اتقوا اللہ جلّ ذکرہ، ما خلق العباد الا لیعرفوہ، فاذا عرفوہ عبدوہ

لہ علل الشرائع۔

اپنی دنیا کے مزے لوٹے گا اور تم اُس کے سبب سے آخرت میں برباد ہو گے، بڑا صاف خسارہ ہے اور میں خدا سے اپنے لئے اور تمھارے لئے مغفرت کی التجا کرتا ہوں۔

آپ کی گفتگو معاویہ سے جس میں آپ نے ان کی بعض حرکتوں پر سرزنش کی ہے

جب جناب حجر بن عدی اور اُن کے رفقا شہید ہو گئے تو امام حسینؑ سے معاویہ نے کہا کہ ہم نے حجر اور اُن کے دوستوں اور پیرووں اور آپ کے پدر بزرگوار کے شیعوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا اُسے آپ نے بھی سنا؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ معاویہ نے کہا ہم نے انھیں قتل کر ڈالا مگر قتل کر کے انھیں کفن بھی پہنایا اور اُنکی نماز جنازہ بھی پڑھی یہ سُن کر آپ ہنسے اور ہنس کر آپ نے فرمایا! اے معاویہ یہ جماعت قیامت کے دن تمھارا گریبان پکڑے گی۔ قسم بخدا اگر ہم کو تمھارے پیرووں کے ساتھ یہ سلوک کرنے کا موقع ملجاتا تو ہم انھیں کفن بھی نہ دیتے نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھتے مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم میرے والد ماجد امیر المومنینؑ کو بُرا بھلا کہتے ہو، اُنھیں عیب لگاتے ہو اور بنی ہاشم کی بُرائیاں بیان کرتے رہتے ہو۔ قسم بخدا اے معاویہ تم نے پرائی کمان چڑھائی اور اپنے نشانہ کے علاوہ اور نشانہ پر تیر چلایا اور دشمنی و عداوت کیوجہ سے تم نے (حکومت و شہنشاہی) نزدیک ہی سے پالیا، تم نے ایسے شخص کی اطاعت کی جس کا نہ تو ایمان قدیم ہے اور نہ نفاق نیا ہے اور جس نے تمھاری کبھی خیر خواہی نہیں کی، اب تم خود اپنا اچھا برا سمجھو یا اس

واذا عبدوه استغنوا بعبادته عن عبادة ماسواه۔ فقال رجل یا بن رسول اللہؐ بابی انت و امی فما معرفة الله، قال معرفة اهل کل زمان امامهم الذی یجب طاعته

ومن کلام له علیه السلام لعائشة فی مسجد النبیؐ

وذلك لما قبض الحسن بن علیؑ وضع علی سریره و انطلق به الی مصلی رسول اللہؐ فصلی علیه ثم حمل فادخل المسجد، فلما اوقف علی قبر رسول اللہؐ بلغ العائشة الخبر وقیل لها انهم قد اقبلوا بالحسن بن علی لیدفن مع رسول اللہؐ فخرجت مبادرة علی بغل بسرج فکانت اول امرأة رکبت فی الاسلام سرجا، فوقفت، فقالت نحوا ابنکم عن بیتی فانه لا یدفن فیه شیٔ، ولا یهتك علی رسول الله حجابه قال عہ لها قد یماهتکت انت وابوك حجاب رسول اللہؐ و ادخلت بیته من لا یحب رسول اللہؐ قربه وان الله یسئلك عن ذلك یا عائشة، ان اخی امرنی ان اقربه من ابیه رسول اللہؐ لیحدث به عهدا واعلمی ان اخی اعلم الناس بالله ورسوله، واعلم بتاویل کتابه من ان یهتك علی رسول الله ستره لان الله تبارك وتعالی یقول، یا

له بحار الانوار جلد ١٠

شخص سے قطع تعلق کرو (اس سے عمرو عاص مراد ہے)

آپ کی گفتگو اپنے اصحاب سے جو خدا کی معرفت کے بیان پر مشتمل ہے

اے لوگو! خدائے عزّ اسمہٗ سے ڈرو، اُس نے بندوں کو اسی لیئے پیدا کیا ہے کہ لوگ اُسے پہچانیں، جب بندے اُسے پہچان لیں گے تو اُس کی عبادت بھی کرینگے اور جب اُس کی عبادت کرینگے تو اُس کی عبادت کر کے غیر عبادت سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ ایک شخص نے کہا اے فرزند رسولؐ معرفتِ خدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر زمانہ کے لوگوں کے لیئے معرفت خدا کا ذریعہ وہ امام ہے جس کی اطاعت اُن پر واجب ہے۔

مسجد نبوی میں آپ نے عائشہ سے فرمایا

جب امام حسنؑ کی رحلت ہوئی اور آپ کا جنازہ تیار ہوا اور نماز سے فراغت ہوئی تو جنازہ اُٹھا کر مسجد میں لایا گیا، جب قبر رسولؐ کے قریب لا کر رکھا گیا تو اس کی خبر حضرت عائشہ کو پہنچائی گئی کہ یہ لوگ امام حسنؑ کا جنازہ رسولؐ کے پاس دفن کرنے کیلئے لائے ہیں، یہ سُنکر وہ خچر پر زین کس کر سوار آپہنچیں اور وہ اسلام میں پہلی خاتون ہیں جنھوں نے زین لگائی، اُنھوں نے آکر کہا کہ اس جنازے کو میرے گھر سے لے جاؤ میرے گھر میں کوئی دفن نہیں ہو سکتا اور پیغمبر خدا کا پردہ چاک نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر آپ نے فرمایا تم نے اور تمھارے باپ نے تو پہلے ہی پیغمبرؐ کا پردہ چاک کر دیا اور پیغمبرؐ کے گھر میں تم نے ایسے کو جگہ دی جس کی نزدیکی پیغمبرؐ کو پسند نہ تھی!

ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوت النبی الا ان يوذن
لكم، وقد ادخلت انت بيت رسول الله الرجال بغير اذنه
وقد قال الله عزوجل يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم
فوق صوت النبی ولعمری لقد ضربت انت لابيك وفاروقه
عند اذن رسول الله المعادل، وقد قال الله عز وجل
ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله اولئك
امتحن الله قلوبهم للتقوی ولعمری لقد ادخل ابوك
وفاروقه علی رسول الله بقربهما منه الاذی وما رعيا
من حقه ما امرهما الله علی لسان رسول الله ان الله
حرم علی المومنين امواتا ما حرم منهم احياء
تالله يا عائشة، لوكان هذا الذی كرهتيه من دفن
الحسن عند ابيه جائزا فيما بيننا وبين الله لعلمت انه
سيدفن وان رغم معطسك

ثم تكلم محمد بن الحنفية وقال يا عائشة يوما علی
بغل ويوما علی جمل فما تملكين نفسك ولا تملكين
الارض عداوة لبنی هاشم۔ قالت يا ابن الحنفية
هؤلاء الفواطم يتكلمون فما كلامك قال لها و
انت تبعدين محمدا من الفواطم فوالله لقد ولدته
ثلاث فواطم فاطمه بنت عمران بن عائذ بن عمرو بن مخزوم

خدا اس کے متعلق تم سے اے عائشہ ضرور پوچھے گا میرے بھائی نے مجھے حکم
دیا تھا کہ میں ان کے جنازے کو ان کے پدر بزرگوار پیغمبرؐ خدا کے روضے کے پاس
لاکر ایک دفعہ زیارت کرادوں، تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میرے بھائی تمام لوگوں سے
زیادہ خدا و رسولؐ اور کتاب خدا کے معانی و مطالب کا علم رکھتے تھے لہٰذا ناممکن ہو کہ وہ
ہتک پیغمبرؐ کے مرتکب ہوں کیونکہ ارشاد خداوند عالم ہے "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو
جب تک پیغمبرؐ اجازت نہ دیں پیغمبرؐ کے گھر میں نہ داخل ہو" اور تم نے اے عائشہ بغیر اذن
پیغمبرؐ مردوں کو پیغمبرؐ کے گھر میں داخل کیا۔ یہ بھی خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ
"اے ایمان والو! پیغمبرؐ کی آواز پر اپنی آواز نہ بلند کرو" اور میں اپنی زندگی کی قسم کھا کے کہتا
ہوں کہ تم نے اپنے باپ اور ان کے رفیق خاص فاروق کے لیئے رسولؐ کے کانوں پر پھاوڑے
چلوائے ہیں۔ یہ بھی خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "وہ لوگ جو رسولؐ کی حضوری
میں اپنی آواز دھیمی کر لیتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے تقویٰ کے لیئے
.. لیا ہے" اور میں بقسم کہتا ہوں کہ برخلاف اس آیت کے تمھارے باپ اور ان کے
دوست خاص فاروق نے اپنی زندگی سے رسولؐ کو اذیت پہنچائی اور خدا نے پیغمبرؐ
کے جو حقوق بندوں پر لازم کیئے ہیں ان میں سے کوئی حق پورا نہیں کیا، خداوند عالم
نے زندوں کے متعلق جن باتوں کو حرام قرار دیا ہے مردوں کے متعلق بھی اسی طرح حرام
کیا ہے (جس طرح غیبت و ایذا رسانی مومن کی اسکی زندگی میں جائز نہیں اسکے مرنے کے بعد
بھی جائز نہیں) اور بخدا اے عائشہ اگر یہ امر یعنی حسنؑ کو دفن کرنا رسولؐ کے پاس جسے
تم ناپسند کر رہی ہو (حسن مجتبیٰ کی وصیت کی رو سے) ہمارے لیئے ما بین خود و خدا جائز
ہوتا تو تمھیں معلوم ہو جاتا کہ یہ دفن ہو کر رہیں گے چاہے تمھیں کتنی ہی تکلیف ہوتی۔

فاطمة بنت اسد بن هاشم و فاطمة بنت زائده بن الاصم بن رواحة بن حجر بن معیص بن عامر۔

ومن کلام لہ یوم ابن اخاہ الحسن ع

رحمك الله ابا محمد ان كنت لتباصر الحق مظانه وتوثر الله عند تداحض الباطل، فی مواطن التقیة بحسن الرویة وتستشف جلیل معاظم الدنیا بعین لها حاقرة، وتفیض علیها یدا طاهرة الاطراف، نقیة الاسرة، وتردع بادرة غراب اعدائك بایسر المؤنة علیك ولا غرو وانت ابن سلالة النبوة و رضیع لبان الحکمة فالی روح وریحان وجنة ونعیم اعظم الله لنا ولکم الاجر علیه ووهب لنا ولکم السلوة وحسن الاسی عنه

ومن کلام لہ ع ذم بہ مروان بن الحکم

لما قال له لولا فخرکم بفاطمة بم کنتم تفتخرون علینا فوثب وکان شدید القبضة فقبض علی حلقه فعصره ولوی عمامته علی عنقه حتی غشی علیه، ثم ترکه واقبل علی جماعة من قریش قال

ل٥ عیون الاخبار ابن قتیبه۔ ٥٢ ناسخ التواریخ جلد ٦

اسکے بعد محمد بن حنفیہ بولے کہ اے عائشہ ایک دن تم خچر پر سوار ہو کر آئی ہو اور ایک دن اونٹ پر سوار ہو کر نکلی تھیں، نہ تو تم اپنے نفس کو روک سکتی ہو نہ ایک جگہ پر بیٹھی ہو محض بنی ہاشم کی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے۔" عائشہ بولیں یہ تو (امام حسین ع) فاطمہ ع کی اولاد ہیں اسلیئے بول رہے ہیں تم کیوں بولتے ہو۔ امام حسین ع نے فرمایا تم محمد ع کو فاطماؤں سے الگ کرتی ہو، خدا کی قسم محمد بن حنفیہ تین فاطماؤں کی اولاد میں داخل ہیں۔ فاطمہ رض بنت عمران بن عائذ بن عمرو بن مخزوم اور فاطمہ رض بنت اسد بن ہاشم اور فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن عامر۔

آپکا کلام جسمیں اپنے بھائی حضرت امام حسن ع کی وفات پر اظہار تاثرات کیا ہے

اللہ آپ پر اے ابو محمد ع اپنی رحمت نازل کرے۔ آپ حق کے نقطوں پر کامل بصیرت رکھنے والے تھے اور حق و باطل کی کشمکش میں خوف و دہشت کے مواقع پر رضائے الٰہی کو مقدم رکھتے تھے اور دنیا کے بڑے بڑے مفادوں پر حقارت کی نگاہ ڈالتے تھے اور اُن سے اُس ہاتھ کو جو پاک و صاف رہے ہمیشہ رہتے تھے اور آپ نے مخالفین کے غیظ و غضب کو بآسانی صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کر جاتے تھے اور کیوں نہ ہوتا اسلیئے کہ آپ خاندان رسالت کے سپوت اور حکمت کے دودھ سے پرورش یافتہ تھے، آپکو راحت و نعیم اخروی مبارک ہو۔ اللہ ہمکو اور تمھیں اے مسلمانو! اُن کے غم میں اجر و ثواب کا حقدار بنائے اور ہم سب کو صبر و سکون کرامت فرمائے۔

آپکا ارشاد گرامی جسمیں آپ نے مروان بن حکم کی مذمت فرمائی ہے

مروان بن حکم نے امام حسین ع سے جب یہ جملہ کہا کہ اگر جناب فاطمہ ع کی وجہ

انشدکم باللہ الاصد قتمونی ان صدقت اتعلمون ان فی الارض حبیبین کانا احب الی رسول اللہ منی واخی او علی ظہر الارض ابن بنت نبی غیرہما وغیر اخی، قالوا لا قال وانی لا اعلم ان فی الارض ملعونا ابن ملعون غیر ھذا وابیہ طرید رسول اللہ ما بین جابلس وجابلق احدھما بباب المشرق واخر بباب المغرب رجلان، ممن ینتحل الاسلام، اعدی للہ ولرسولہ ولاھل بیتہ منک ومن ابیک اذ کان وعلامۃ قولی فیک اذک اذ غضبت سقط ردائک عن منکبک. قال الراوی فواللہ ما قام مروان من مجلسہ، حتی غضب فانتقض ردائہ عن عاتقہ۔

ومن دعائہ[1] للاستسقاء

اللّٰھم اسقنا سقیا واسعۃ وادعۃ عامۃ نافعۃ غیر ضارۃ تعم بھما حاضرنا وبادینا وتزید بھا فی رزقنا وشکرنا، اللھم اجعلہ رزق ایمان وعطأ ایمان ان عطائک لم یکن محظورا اللھم انزل علینا فی ارضنا سکنہا وانبت فیھا زینتھا ومرعاھا۔

ومن خطبۃ[2] لہ بمنٰی

وقد تضمنت من فضائل علی ومناقبہ ما لا یتضمنہا خطبۃ

---

[1] عیون الاخبار ابن قتیبہ - [2] کتاب سلیم بن قیس۔

سے آپ کو فخر حاصل نہ ہوتا تو پھر اور کس بات سے آپ ہم پر فخر کرتے" یہ جملہ سُن کر آپ مروان پر جھپٹ پڑے، آپ کی گرفت بڑی سخت ہوا کرتی تھی آپ نے اسکی گردن پکڑی اور زور سے دبایا اس کے عمامہ کو اسکی گردن میں لپیٹ کر اتنا کس کر کھینچا کہ وہ بیہوش ہو گیا پھر آپ نے اُسے چھوڑ دیا اور قریش کے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں سچ کہوں تو تم بھی تصدیق کرنا، کیا تم جانتے ہو کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا ہے جس کے ساتھ مجھ سے اور میرے بھائی سے بڑھ کر پیغمبر محبت فرماتے ہوں یا اس زمین پر میرے اور میرے بھائی کے سوا دختر پیغمبر کا کوئی فرزند ہے؟" سب نے یک زبان کہا نہیں! اس کے بعد آپ نے فرمایا اور میں تو نہیں جانتا کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا بھی ہی جو خود بھی ملعون ہو اور اس کا باپ بھی ملعون ہو سوا اس مروان کے کہ یہ خود ملعون ہے اور اس کا باپ حکم بھی ملعون تھا اور پیغمبر نے اُسے نکال باہر کیا تھا مشرق سے لے کر مغرب تک ڈھونڈھنے سے کبھی ایسے نام نہاد مسلمان نہ ملیں گے جو تجھ سے اے مروان اور تیرے باپ سے زیادہ دشمن خدا و رسول و اہلبیت رسول ہوں، اور میری بات کی سچائی کی پہچان یہ ہے کہ جب تو غصہ میں آئے گا تو تیری ردا تیرے کاندھوں پر سے گر پڑے گی۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم جیسے ہی مروان اپنی جگہ سے غضبناک ہو کر اٹھا اسکی ردا اس کے کاندھوں سے جدا ہو کر گر پڑی۔

طلب باراں کے موقع پر آپکی دعا

پالنے والے ہمیں پورا پورا سیراب کر ایسی سیرابی جو کشادہ، پر سکون، عام فائدہ بخش، غیر ضرر رساں ہو، جو ہمارے شہری اور دیہاتی دونوں

وقد جمع من بنی هاشم رجالهم ونساءهم
وموالیهم وشیعتهم ومن اصحاب رسول الله و
ابناهم والتابعین ومن الانصار المعروفین بالصلاح
اکثر من سبع مائة رجل ومن التابعین نحو من مائتی
رجل فلما اجتمعوا قام خطیباً فی سرادقة عامتهم.
حمد الله واثنی علیه، ثم قال اما بعد، فان هذه
الطاغیة قد فعل بنا وبشیعتنا ما قد رأیتم وعلمتم و
شهدتم وانی ارید ان اسئلکم عن شیء فان صدقت
فصدقونی وان کذبت فکذبونی واسئلکم بحق الله
علیکم وحق رسوله وقرابتی من نبیکم علیه واله السلام
الماسترتم مقامی هذا ووصفتم مقالتی ودعوتم
اجمعین فی امصارکم من قبائلکم من امنتم من
الناس" وفی روایة اُخری بعد قوله وان کذبت
فکذبونی" اسمعوا مقالتی واکتبوا قولی ثم ارجعوا الی
امصارکم وقبائلکم، فمن امنتم من الناس ووثقتم به
فادعوهم الیٰ ما تعلمون من حقنا، فانی اتخوف
ان یدرس هذا الامر ویذهب الحق ویغلب الباطل
والله متم نوره، ولو کره الکافرون، قال الراوی فما ترک
شیئاً مما انزل الله فیهم من القران الا تلاه وفسره

کے لئے یکساں ہو اور اُسے ہمارے رزق میں اضافہ اور شکرگذاری میں زیادتی کا سبب بنا، پالنے والے اُسے ایمان کا رزق اور ایمان کا عطیہ قرار دے، تیری عطاؤں سے ہم کبھی محروم نہیں رہے، پالنے والے پانی برسا کر ہماری زمین کو سکون عنایت فرما اور اس میں زیتون اور سبزہ روئیدہ کر۔

آپؑ کا ایک خطبہ جو آپ نے مقام منا میں ارشاد فرمایا

اس خطبہ میں آپ نے حضرت علیؑ کے اتنے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں جو کسی اور خطبے میں نہیں ملتے۔

آپ نے تمام بنی ہاشم کو اکٹھا کیا، مردوں کو عورتوں کو، غلاموں کو اُن کے دوستوں کو، پیغمبرؐ کے صحابیوں کو، بنی ہاشم کے لڑکوں کو، ایسے تابعین اور ایسے انصار کو جن کی دینداری مشہور تھی، جن کی تعداد سات سو سے زیادہ تھی اور تابعین دو سو کے قریب تھے جب سب اکٹھا ہو گئے تو آپ نے ان کے عام مجمع میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی۔

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے فرمایا کہ "یہ سرکش (معاویہ) اس نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے ساتھ جو سلوک کیا اُسے تم نے دیکھا اور جانا اور چشم دید شاہد کیا، میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک بات پوچھوں، اگر میں سچ کہوں تو تم اسکی تصدیق کرنا اور اگر جھوٹ کہوں تو جھٹلا دینا، خدا و رسولؐ کا جو حق تم پر ہے میں اس حق کا واسطہ دیکر اور اپنی قرابت کا جو مجھے پیغمبرؐ سے ہے تم سے کہتا ہوں کہ میرے اس جگہ کھڑے ہونے کو تم پوشیدہ نہ رکھنا اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اُسے اپنے شہروں میں اپنے قبائل میں، اُن لوگوں سے جن پر تمہیں اطمینان ہو بیان کرنا اور ان سب کو دعوت دینا" اور ایک دوسری روایت میں "اگر میں جھوٹ کہوں تو تم نہ مجھے جھٹلا دینا"

ولا شيئاً مما قاله رسول الله ص فی ابیه واخیه وامه وفی نفسه واهل بیته الا رواه ، وکل ذلك یقول اصحابه اللهم نعم وقد سمعنا وشهدنا و یقول التابعی اللهم نعم قد حدثنی به من اصدقه وائتمنه من الصحابة" فقال انشدکم بالله الاحدثتم به من تثقون به وبدینه" قال سلیم فکان فیما ناشدهم الحسین علیه السلام وذکرهم" ان قال انشدکم الله ، اتعلمون ان علی ابن ابی طالب کان اخا رسول الله ص حین آخا بین اصحابه فآخا بینه و بین نفسه وقال انت اخی وانا اخوك فی الدنیا والآخرة قالوا اللّهم نعم، قال انشدکم الله هل تعلمون ان رسول الله اشتری موضع مسجده ومنازله فابتناه ثم ابتنی فیه عشرة منازل، تسعة له وجعل عاشرها فی وسطها لابی ثم سد کل باب شارع الی المسجد غیر بابه فتکلّم فی ذالك من تکلّم فقال ما انا سددت وفتحت بابه ولکن الله امرنی بسد ابوابکم وفتح بابه ثم نهی النّاس ان یناموا فی المسجد غیره وکان یجنب فی المسجد ومنزله فی منزل رسول الله ص فولد لرسول الله ص فیه اولادة

کے بعد یہ ہے کہ میری یہ گفتگو سنو اور میری باتیں لکھ لو، پھر اپنے شہروں اور اپنے قبیلہ والوں کی طرف پلٹ کر جاؤ ان میں جن لوگوں پر تمہیں بھروسہ ہو انھیں ہمارے اس حق کی طرف دعوت دو۔ جسے تم جانتے ہو۔ میں ڈرتا ہوں کہ یہ معاملہ کہیں برباد نہ ہو جائے، حق زائل اور باطل غالب آجائے، خداوند عالم اپنے نور کو درجہ کمال تک پہنچانے والا ہے چاہے کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ گذرے، راوی کہتا ہے کہ خداوند عالم نے اہل بیتؑ کے متعلق جتنی آیتیں نازل فرمائی ہیں اپنی تقریر میں آپنے وہ تمام آیتیں تلاوت فرمائیں اور ہر ایک کی تفسیر بیان کی ایک آیت بھی نہ چھوڑی، اسی طرح حضرت سرور کائنات نے آپ کے والد ماجد آپ کے بھائی، آپ کی مادر گرامی، خود آپ کے متعلق اور آپ کے اہل بیتؑ کے متعلق جتنی حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں وہ تمام حدیثیں بھی آپ نے بیان کیں۔ مجمع میں جتنے صحابی موجود تھے وہ ہر آیت اور ہر حدیث پر کہتے جاتے کہ بیشک بیشک ہم نے خود سنا ہے اور ہم اسکے گواہ ہیں اور جو تابعی تھے وہ کہتے تھے کہ بیشک ہم اس حدیث کو فلاں صحابی سے جنھیں ہم سچا سمجھتے ہیں ہمیں ان پر اطمینان بھی پہلے سے ہے سن چکے ہیں، پھر آپنے فرمایا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری آج کی گفتگو اسی سے بیان کرنا جس پر تمہیں پورا وثوق ہو اور اس کے دین پر بھی تمہیں بھروسہ ہو۔ سلیم کہتے ہیں کہ آپ نے مجمع کو جو قسمیں دیں اور جو باتیں بیان کیں وہ یہ ہیں آپنے فرمایا۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ علی ابن ابی طالب رسولؐ کے بھائی تھے جبکہ رسولؐ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو اپنے اور علیؑ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں دنیا و آخرت دونوں میں؟ تمام مجمع نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں ایسا ہی ہے آپنے

قالوا اللهم نعم، قال افتعلمون ان عمر ابن الخطاب
حرص على كوة قدر عينيه يدعها من منزله
الى المسجد، فابى عليه، ثم خطب فقال ان الله
امرنى ان ابنى مسجداً طاهراً لا يسكنه غيرى و
غير اخى و ابنيه، قالوا اللهم نعم، قال انشدكم
الله اتعلمون ان رسول الله، نصبه يوم غدير
خم، فنادى له بالولاية وقال ليبلغ الشاهد الغائب
قالوا اللهم نعم، قال انشدكم الله اتعلمون ان رسول
الله قال له فى غزوة تبوك انت منى بمنزلة هارون من
موسى، وانت ولى كل مومن بعدى، قالوا اللهم نعم
قال انشدكم الله اتعلمون ان رسول الله حين دعى
النصارى من اهل نجران الى المباهلة، لم يات الا به و
بصاحبته و ابنيه، قالوا اللهم نعم، قال انشدكم
الله اتعلمون انه دفع اليه اللواء يوم الخيبر، ثم قال
لادفعها الى رجل يحبه الله و رسوله و يحب الله و
رسوله، كرار غير فرار يفتحها الله على يديه قالوا
اللهم نعم، قال اتعلمون ان رسول الله بعثه
ببرائة، وقال لا يبلغ عنى الا انا او رجل منى
قالوا اللهم نعم، قال اتعلمون ان رسول الله

فرمایا تمہیں خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ رسولؐ نے مسجد اور اپنے حجرے تعمیر کرنے کے لئے جگہ خریدی جسمیں مسجد بنائی اور دس کمرے بنائے۔ نو اپنے لئے اور دسواں مکان بیچ کا میرے والد ماجد کے لئے، اسکے بعد پیغمبرؐ نے یہ کیا کہ جن لوگوں کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے سب بند کرادئیے صرف علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا، اس پر ایک صاحب نے پیغمبرؐ سے بہت کچھ کہا سنا بھی مگر پیغمبرؐ نے جواب دیا کہ میں نے اپنی مرضی سے تم لوگوں کا دروازہ بند اور علیؑ کا دروازہ کھلا نہیں رکھا بلکہ خداوند عالم نے مجھے حکم دیا کہ میں سب کے دروازے بند کرادوں اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھوں، پھر پیغمبرؐ نے منا ہی کرادی کہ کوئی مسجد میں نہ سوئے سوا علیؑ کے۔ علیؑ کو آپ نے منع نہ فرمایا وہ حالت جنابت میں بھی مسجد میں آجا سکتے تھے، ان کا گھر رسولؐ کے گھر میں تھا اسی گھر میں پیغمبرؐ کی اولاد نواسے پیدا ہوئے، لوگوں نے کہا بیشک آپ صحیح فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ بھی تم جانتے ہو کہ عمر بن خطاب کو بڑی ہوس تھی کہ اُن کے گھر میں آنکھ کے برابر ہی سہی روشندان مسجد کی سمت کھولنے کی اجازت مل جائے لیکن رسولؐ نے اس سے بھی انکار کردیا اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جسمیں کہا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ پاک وصاف مسجد بناؤں جس میں سوا میرے بھائی اور اس کے بچوں کے کوئی نہ رہ سکے، لوگوں نے کہا بیشک آپ صحیح فرماتے ہیں آپنے فرمایا تمہیں خدا کی قسم اس کا تمہیں علم ہے نا کہ پیغمبرؐ نے بروز غدیر خم انھیں منبر پر اپنے برابر کھڑا کیا اور ان کی ولایت کا اعلان کیا اور مجمع سے فرمایا کہ حاضر غیر حاضر کو پہنچا دیں۔ سب نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں، آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے پیغمبرؐ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علیؑ سے کہا تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔ لوگوں نے کہا بے شک

لم ينزل به شديدة قط الا قدمه لها ثقة
به وانه لم يدعه باسمه قط الا يقول يا اخي
وادعوا الى اخي، قالوا اللهم نعم، قال
افتعلمون ان رسول الله ص قضى بينه وبين
جعفر وزيد فقال يا علي انت منّي وانا
منك وانت ولي كل مومن بعدى قالوا
اللّهم نعم، قال اتعلمون انه كان من
رسول الله ص كل يوم خلوة وكل ليلة دخلة،
اذا سأله اعطاه واذا سكت ابتداه، قالوا
اللهم نعم، قال اتعلمون ان رسول الله ص
فضله على جعفر وحمزة حين قال
لفاطمة زوجتك خير اهل بيتي،
اقدمهم سلمًا واعظمهم حلمًا و
اكثرهم علمًا، قالوا اللهم، نعم، قال
اتعلمون ان رسول الله ص قال انا سيّد
ولد آدم ع واخي علي ع سيّد العرب وفاطمة
سيّدة نساء اهل الجنّة والحسن والحسين ع
سيّدا شباب اهل الجنة قالوا اللّهم
نعم، قال اتعلمون انّ رسول الله ص

ہمیں معلوم ہے، آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہے ناکہ جب رسولؐ نے نصاریٰ نجران کو مباہلہ کی دعوت دی تو پیغمبرؐ اس موقع پر صرف علیؑ، اور ان کی زوجہ جناب فاطمہؑ اور ان کے دونوں صاحبزادے حسنؑ و حسینؑ کو لے کر گئے؟ تمام لوگوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں معلوم ہے نا" کہ جنگ خیبر کے دن نشان فوج پیغمبرؐ نے علیؑ ہی کو دیا اور پھر (اس کے قبل) آپ یہ بھی فرما چکے تھے کہ میں علم لشکر ایسے مرد کو دوں گا جسے خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں اور وہ بھی خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے، بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں، خدا اس کے ہاتھوں پر فتح عنایت کرے گا؟" تمام لوگوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے ناکہ پیغمبرؐ نے امیرالمومنینؑ کو سورۂ برأت دے کر بھیجا اور بھیجتے وقت کہا تھا کہ میری طرف سے پہنچانے کا کام یا تو میں خود کروں گا یا وہ جو مجھ سے ہے! لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے کہا یہ بھی جانتے ہو ناکہ رسولؐ پر جب بھی کوئی سخت وقت پڑا آپ نے علیؑ ہی کو قابل اعتماد سمجھ کر آگے بڑھایا اور آپ نے کبھی علیؑ کو ان کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ اے میرے بھائی کہہ کر پکارا یا یہ کہا کہ میرے بھائی کو بلا دو۔ لوگوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں، آپ نے کہا یہ بھی تمہیں معلوم ہے ناکہ پیغمبرؐ نے حضرت علی اور جعفر و زید کے درمیان

قال فی آخر خطبہ خطبہا، انی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ واہل بیتی فتمسکوا بہما لن تضلوا قالوا اللّٰہم نعم۔

فلم یدع شیئاً انزل اللہ فی علی ابن ابی طالب خاصۃ وفی اہل بیتہ، من القرآن ولا علی لسان نبیہ، الّا ناشدہم فیہ، فیقول الصحابۃ اللّٰہم نعم قد سمعنا و یقول التابعی اللّٰہم نعم قد حدثنیہ من اثق بہ فلان وفلان۔

ثم قد ناشدہم انہم قد سمعتموہ یقول انہ من زعم انہ یحبنی و یبغض علیاً فقد کذب لیس یحبنی و یبغض علیاء فقال لہ قائل یا رسول اللہ وکیف ذالک قال لانہ منّی وانا منہ من احبہ فقد احبنی، و من ابغضہ فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ فقالوا اللّٰہم قد سمعناہ،" وتفرقوا علیٰ ذالک۔

ومن[۱] خطبۃ لہ علیہ السلام فی الاستسقاء

لمّا جاء اہل الکوفۃ الی علیؑ فشکو الیہ

۱؎ بحار الانوار جلد ۱۰

فیصلہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور میرے بعد تم ہر مومن کے ولی ہو۔ لوگوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ بھی جانتے ہو نا کہ حضرت علیؑ سے ہر دن پیغمبرؐ تخلیہ میں مشورے فرماتے اور وہ ہر شب پیغمبرؐ کی خدمت میں باریابی حاصل کرتے تھے جب علیؑ رسولؐ سے کوئی بات پوچھتے تو پیغمبرؐ جواب دیتے اور جب علیؑ خاموش رہتے تو پیغمبرؐ خود گفتگو کی ابتدا کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے کہا یہ بھی جانتے ہو نا کہ پیغمبرؐ نے علیؑ کو جعفر و حمزہ پر فضیلت دی تھی جبکہ آپ نے فاطمہؑ سے کہا تھا کہ میں نے اپنے گھر کے بہترین فرد سے تمہیں بیاہا ہے جو سب سے پہلے اسلام لایا، سب سے زیادہ حلیم و بردبار ہے، سب سے بڑھ کر عالم ہے۔ لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بھی جانتے ہو نا کہ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا تھا میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور میرے بھائی علیؑ پورے عرب کے سردار ہیں اور فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؑ و حسینؑ سردار جوانان اہل جنت ہیں۔ لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی جانتے ہو نا کہ رسالتمآبؐ نے اپنی زندگی کے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت و اہلبیت، ان دونوں کو مضبوطی سے تھام رکھو کہ اگر ایسا کروگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ لوگوں نے کہا بے شک ہم جانتے ہیں۔

امساك المطر، وقالوا له، استسق لنا، فقال للحسين
قم واستسق فقام وحمد الله واثنى عليه، وصلى
على النبيّ وقال اللهم معطي الخيرات ومنزل
البركات، ارسل السمآء علينا مدرارًا،
واسقنا غيثًا مغزارًا واسعًا غدقًا، مجللا
سحا سفوحًا فجاجًا تنفس به الضعف من
عبادك وتحيى به الميت من بلادك
آمين ربّ العالمين۔

ومن كلام له في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

اعتبروا ايها النّاس، بما وعظ الله به
اوليائه من سوء ثنائه على الاحبار
اذ يقول لولا ينهاهم الربّانيون والاحبار
عن قولهم الاثم وقال لعن الّذين كفروا
من بني اسرائيل الى قوله لبئس ما كانوا
يفعلون وانّما عاب الله ذالك عليهم
لانهم كانوا يرون من الظلمة الّذين

ـــــــــــ

۵ تحف العقول

غرضنکہ حضرت علیؑ اور اہلبیتؑ کے متعلق کلام مجید میں جتنی آیتیں نازل ہوئیں یا پیغمبرؐ نے جتنی حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں انھیں ایک ایک کر کے آپ نے بیان فرمایا اور ان سے قسمیں لیں جس کے جواب میں صحابہ کہتے کہ بیشک ہم نے سنا ہے اور تابعین کہتے کہ بیشک ہم سے فلاں فلاں ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے۔

پھر آپ نے ان لوگوں کو قسمیں دے کر پوچھا کہ انھوں نے پیغمبرؐ سے سنا ہے ناکہ آں حضرتؐ نے فرمایا جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے باوجودیکہ وہ علیؑ کو دشمن رکھتا ہو تو وہ شخص جھوٹا ہے علیؑ کو دشمن رکھ کر مجھ سے محبت نہیں رکھ سکتا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ کیسے تو آپ نے فرمایا اس لیئے کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں، جو علیؑ کو دوست رکھے گا وہ مجھے بھی دوست رکھے گا اور جو علیؑ کو دشمن رکھے گا وہ مجھے دشمن رکھے گا اور جس نے مجھے دشمن رکھا اس نے خدا کو دشمن رکھا؟ تمام لوگوں نے کہا بیشک ہم نے اس حدیث کو بھی سنا ہے۔ اس کے بعد مجمع متفرق ہو گیا۔

طلب باراں کے موقع پر آپ کا ایک خطبہ

اہل کوفہ امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قحط آب کی شکایت کی اور التجا کی کہ بارش کے لئیے دعا فرمائیں۔ آپ نے امام حسینؑ سے فرمایا کہ اٹھو اور اٹھ کر پانی برسنے کے لیئے دعا مانگو۔ آپ کھڑے ہوئے حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے، پیغمبرؐ پر درود بھیجا اس کے بعد یہ دعا مانگی "اے معبود برحق جو بھلائیاں بخشنے والا اور برکتیں نازل کرنے والا ہے ہم پر چھا جوں

بين اظهرهم المنكر والفساد فلا
ينهونهم عن ذالك رغبة فيما
كانوا ينالون منهم ورهبة ممّا
يحذرون، والله يقول فلا تخشوا
النّاس واخشونی وقال المومنون
والمومنات بعضهم اولياء بعض" يامرون
بالمعروف وينهون عن المنكر فبدء
الله بالامر بالمعروف والنهی عن المنكر
فريضة منه لعلمه بانها اذا اديت واقيمت
استقامت الفرائض كلها هينها وصعبها
وذالك الامر بالمعروف والنهی عن المنكر
دعاء الی الاسلام مع رد المظالم
ومخالفة الظالم وقسمة الفیء والغنائم
واخذ الصدقات من مواضعها ووضعها
فی حقها ثم انتم ايتها العصابة
عصابة بالعلم مشهورة، وبالخير مذكورة
وبالنصيحه معروفة وبالله فی نفس الناس
مهابة يهابكم الشريف ويكرمكم
الضعيف ويوثركم من لا فضل لكم

چھاج پانی برسا اور موسلا دھار بارش سے ہماری پیاس بجھا۔ ایسی دل کھول کر بارش ہو کہ کھیتوں کو سرسبز کر دے اور راستوں میں جل تھل بھر دے۔ اس سے تو اپنے بندوں کی کمزوری کو دفع کر دے اور مردہ زمینوں کو زندہ کر دے۔ آمین، اے پروردگار عالمین۔

آپ کا ارشاد گرامی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق

اے لوگو! خداوند عالم نے علماء یہود کی مذمت فرما کر خاصانِ خدا کی جو نصیحت فرمائی ہے اس سے سبق لو۔ چنانچہ علماء یہود کے متعلق ایک جگہ ارشاد ہوا "ان کو اللہ والے اور علماء! جھوٹ بولنے اور حرام خوری سے کیوں نہیں روکتے؟" ایک اور مقام پر ارشاد ہوا بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے اُن پر داؤد اور عیسیٰؑ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور ہر معاملہ میں حد سے بڑھ جاتے تھے کسی بُرے کام سے جس کو ان لوگوں نے کیا باز نہ آتے تھے، کتنے بُرے ان کے افعال تھے" خداوند عالم نے علمائے یہود کی مذمّت کیوں کی، اس لیے کہ یہ علماء یہود اپنی سوسائٹی کے بیہودہ اشخاص کو بیہودگی اور فتنہ و فساد کے کام کرتے دیکھتے مگر انھیں روکتے نہ تھے ایک تو ان فائدوں کی لالچ کی وجہ سے جو وہ اُن سے حاصل کرتے تھے دوسرے اُن کے ڈر کی وجہ سے۔ حالانکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔" پھر دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ "مومنین اور مومنات ایک دوسرے کے دوست ہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں" اس آیت میں خداوند عالم نے پہلا فریضہ

عليه ولا يد لكم عنده تشفعون في
الحوائج اذا امتنعت من طلابها وتمشون
في الطريق بهيئة الملوك وكرامة
الأكابر أليس كل ذلك انما نلتموه بما
يرجى عندكم من القيام بحق الله وان
كنتم عن اكثر حقه تقصرون فاستخففتم
بحق الائمة فاما حق الضعفاء فضيعتم واما
حقكم بزعمكم فطلبتم فلا مالا بذلتموه
ولا نفسا خاطرتم بها الذي خلقها ولا عشيرة
عاديتموها في ذات الله، انتم تتمنون
على الله جنته ومجاورة رسله، وامانا
من عذابه لقد خشيتم عليكم ايها
المتمنون على الله ان تحل بكم نقمة من
نقماته لانكم بلغتم من كرامة الله
منزلة فضلتم بها ومن يعرف بالله
لا تكرمون وانتم بالله في عباده
تكرمون، وقد ترون عهود الله منقوضة
فلا تفزعون وانتم لبعض ذمم آبائكم
تفزعون وذمة رسول الله محقورة والعمى

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہے سب سے پہلے اسی کو واجب کیا کیونکہ خداوند عالم جانتا تھا کہ اگر یہ فریضہ ادا ہوگیا، اس حکم کی لوگوں نے پابندی کی تو سارے فرائض خواہ وہ سخت ہوں یا آسان سب کی خود بخود پابندی ہو جائے گی۔ اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر درحقیقت اسلام کی طرف بلانا، اور اس کے ساتھ ردّ مظالم اور مظالم کی مخالفت، خراج اور مال غنیمت کی تقسیم، زکوٰۃ جہاں جہاں سے ملنی چاہئے اسکی وصولی اور جہاں جہاں دینا چاہئے وہاں وہاں ادائیگی بھی ہے پھر تم لوگ اے جماعت والو تمہاری جماعت علم کے ساتھ مشہور ہے۔ اور اچھائی کے ساتھ یاد کی جاتی ہے، خیر خواہی کے ساتھ اس کی شہرت ہے اور خدا کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں تمہاری ہیبت ہے، تم سے شریف ڈرتا ہے ضعیف تمہارا اکرام کرتا ہے اور ایسے لوگ بھی جن پر تمہیں کوئی فوقیت حاصل نہیں اور نہ ان پر تمہارا کوئی احسان ہے وہ تمہیں اپنے اوپر مقدم سمجھتے ہیں حاجت مند افراد جب اپنی حاجتوں کے حصول میں ناکام رہتے ہیں تو تم ان کی سفارش کرتے ہو اور تمہاری سفارش سے وہ حاجت ان کی پوری ہو جاتی ہے، تم شاہانہ انداز اور بڑے بزرگوں کے وقار کے ساتھ راستہ چلتے ہو کیا یہ سب باتیں تم نے اسی وجہ سے نہیں پائیں کہ تمہیں سے حقوق خدا کی ادائیگی کے توقعات وابستہ تھے حالانکہ تم اکثر حق خدا کی ادائیگی سے قاصر رہتے ہو۔ تم نے ائمہ کے حق کو سبک سمجھا، کمزوروں کے حقوق کو تم نے ضائع کیا۔ اور اپنے من مانے حقوق کے ہمیشہ طلب گار رہے، نہ تو تم نے کوئی مال خرچ کیا اور نہ جان کو خطرے میں ڈالا اس کی خاطر جس نے اُسے

واليكم والزمن فى المدائن مهملة لاترحمون ولافى منزلتكم تعلمون ولا من عمل فيها تعنون وبالادهان والمصانعة عند الظلمة تامنون كل ذالك مما امركم الله به من النهى والتناهى وانتم عنه غافلون وانتم اعظم الناس مصيبة لما غلبتم عليه من منازل العلماء لو كنتم تسعون ذالك بان مجارى الامور والاحكام على ايدى العلماء بالله الامناء على حلاله وحرامه، فانتم المسلوبون تلك المنزلة وما سلبتم ذالك الا بتفرقكم عن الحق واختلافكم فى السنة بعد البينة الواضحة ولو صبرتم على الاذى وتحملتم المؤنة فى ذات الله كانت امور الله عليكم ترد وعنكم، تصدر واليكم ترجع ولكنكم مكنتم الظلمة من منزلتكم واستسلمتم امور الله فى ايديهم يعلمون بالشبهات ويسيرون فى الشهوات سلطهم على ذالك فراركم من الموت، واعجابكم بالحيوة التى هى مفارقتكم فاسلمتم الضعفاء فى ايديهم

پیدا کیا، اور نہ تم نے اللہ کے کارن کسی قوم سے دشمنی مول لی، پھر بھی تم خدا سے اس کی جنت اس کے رسولوں کی ہمسائیگی اور اس کے عذاب سے امان کی تمنا کرتے ہو، لیکن اے خدا سے تمنا کرنے والو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں خدا کے عذابوں میں سے کوئی عذاب نہ تم پر آجائے کیونکہ تم خدا کی مہربانی کی وجہ سے ایسی منزلت پر فائز ہوئے ہو جس کی وجہ سے تمہیں سب پر فوقیت حاصل ہوگئی۔ اللہ کی معرفت رکھنے والے انسان کی تم خود عزت نہیں کرتے حالانکہ بندگانِ خدا میں خدا پرستی کی وجہ سے تمہاری عزت کی جاتی ہے، تم خدائی عہد وپیمان شکستہ ہوتے دیکھتے ہو مگر تمہیں اس سے کوئی گھبراہٹ نہیں ہوتی، حالانکہ تمہیں اپنے باپ دادا کے بعض معاہدات توڑ دیئے جانے سے بڑی بے چینی ہوجاتی ہے، پیغمبر خدا سے جو عہد وپیمان ہوئے تھے وہ توڑے جاتے ہیں اور اندھے، گونگے، اپاہج شہروں کے کس مپرسی میں چھوڑے جاتے رہیں تم ان پر رحم نہیں کرتے اور نہ اپنے شایانِ شان ان کی مدد کرتے ہو اور ظالموں سے چکنی چپڑی باتیں کر کے اُن کے خطروں سے اپنے کو بچاتے ہو۔ یہ تمام باتیں وہ تھیں جن کے متعلق تمہیں ہدایتیں ملی تھیں اور جن سے منع کیا گیا تھا اور تم ان تمام احکام سے غفلت برتتے ہو۔ سب سے بڑی آفت تم میں یہ ہے کہ علمائے دین کے حقوق تمہارے یہاں ضبط ہوگئے۔ کاش تم نے کوشش کی ہوتی کہ امور کا نظم ونسق اور احکام کا اجرا خدا پرست علماء اور رسم کی شریعت کے محافظوں کے ہاتھ پر ہوتا رہے تمہارے ہاتھ سے یہ بات جاتی رہی اور وہ صرف اس لئے کہ تم حق سے الگ ہوگئے۔ اور واضح دلائل

فمن بين مستبعد مقهور، وبين مستضعف
على معيشة مغلوب، يتقلبون فى الملك باراءهم
ويستشعرون الخزى باهوائهم، اقتداء بالاشرار
وجرأة على الجبار، فى كل بلد منهم على
منبره خطيب يصقع فى الارض لهم شاغرة
وايديهم فيما مبسوطة والناس لهم خول
لايدفعون يد لامس فمن بين جبار عنيد
وذى سطوة على الضعفة شديد مطاع
لايعرف المبدى المعيد. فيا عجبا و مالى اعجب
والارض من غاش غشوم ومتصدق ظلوم
وعامل على المومنين بهم غير رحيم فالله
الحاكم فيما فيه تنازعنا. و القاضى
بحكمة فيما شجر بيننا، اللهم انك
تعلم انه لم يكن ما كان منا تنافسا
فى سلطان ولا التماسا من فضول الحطام
ولكن لنرى المعالم من دينك و
نظهر الاصلاح فى بلادك ويامن
المظلومون من عبادك و
يعمل بفرائضك و سنتك

کے باوجود سنت نبوی میں اختلاف کرنے لگے اور اگر تم سختی کو برداشت کرتے اور راہ خدا میں زحمت اٹھانے پر تیار ہوجاتے تو احکام الٰہی کا اجر تم میں قائم رہتا اور تم ہی انکا مرکز ہوتے، لیکن تم نے ظالموں کو اپنے اوپر قابو دیدیا اور خدا کے احکام کو ان کے ہاتھوں میں سپرد کردیا کہ وہ شبہوں کے ساتھ عمل کرتے اور خواہش نفس کی راہ میں قدم اٹھاتے ہیں، انھیں اس کا موقع مل گیا، موت سے تمہارے بھاگنے اور اس زندگی کی پسندیدگی سے جو بہر حال تم سے رخصت ہونے والی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے کمزوروں کو ان کے ہاتھ میں دیدیا۔ پس کوئی ان میں جلا وطن کیا ہوا مغلوب و مقہور ہے، اور کوئی ایسا ہے جس کے ذرائع معیشت پر دوسروں کا قبضہ ہوگیا ہے، وہ ملک میں اپنی ذاتی رائے سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور اپنے خواہش نفس سے رسوا کن امور کا ارتکاب کرتے ہیں، شریروں کی سی باتیں کرتے رہتے اور خدائے زبردست کے مقابلے میں جرأت و جسارت سے کام لیتے ہیں، ہر شہر کے منبر پر اُن کے زبان آور مقرر چڑھے نظر آتے ہیں، زمین ان کی وجہ سے شرارتوں کی آماجگاہ بن گئی ہے، اور ان کی دراز دستیاں اس میں جاری ہیں اور لوگ ان کے غلام بنے ہوئے ہیں، ظالم کے ہاتھ کو وہ اپنے ہاتھ سے ہٹا نہیں سکتے ایک طرف کوئی حاکم ہے جو سرکشی دکھا رہا ہے دوسری طرف کوئی طاقتور ہے جو کمزوروں پر ظلم ڈھا رہا ہے، دنیا اس کے سامنے اطاعت میں سرنگوں ہے اور اسے ایک خالق کا جو پھر جزا و سزا کے لئے زندہ کرے گا کبھی تصور بھی نہیں ہوتا۔ تعجب ہے اور حقیقت میں تعجب ہی کیا ہے

واحكاملك فانكم الّا تنصروننا وتنصفونا قوى الظلمة عليكم وعملوا فى اطفاء نور نبيكم وحسبنا الله وعليه توكلنا واليه انبنا واليه المصير

ومن كلام له احتج به على عمر

وذالك لمّا خطب النّاس على منبر رسول الله فذكر فى خطبته انّه اولى بالمومنين۔ فقالؑ له من ناحية المسجد انزل ايها الكذّاب عن منبر ابى رسول الله لا منبر ابيك، فقال لهؑ فمنبر ابيك يا حسين لعمرى لا منبر ابى من علمك هٰذا، علمك ابوك علىؑ فقال له ان اطع ابى فيما امرنى فعمرى انه هادٍ وانا مهتد به، وله فى رقاب الناس البيعة على عهد رسول الله نزل بها جبرائيل من عند الله، لا ينكرها الا جاحد بالكتاب قد

۱ؔ تاریخ کبیر ابن عساکر

ان اہل زمانہ سے، کیسے کیسے ظلم ڈھاتے اور کیسی کیسی بندگانِ الٰہی کے ساتھ سختیاں کرتے ہیں اور مسلمانوں کے حاکم ہیں مگر اُن پر قطعاً رحم نہیں کرتے، بس اللہ ہی فیصلہ کرنے والا ہے اس جھگڑے میں ہمارے اور ان کے درمیان خداوندا! تو جانتا ہے کہ جو کچھ ہم نے کیا وہ اقتدار سلطنت کی ہوس اور مال دنیا کی طلب کے لئے نہ تھا بلکہ صرف اس لئے کہ تیرے دین کے نشان نمایاں ہوں اور تیرے شہروں کی اصلاح ہو اور تیرے مظلوم بندوں کو امن و اطمینان نصیب ہو اور تیرے واجب و سنت احکام پر عمل ہو، یاد رکھو اگر تم لوگ ہمارا ساتھ نہ دوگے اور ہمارے حق نہ ادا کروگے تو ظالموں کو تم پر قابو حاصل ہو جائے گا اور وہ تمہارے پیغمبرؐ کے چراغ کو خاموش کرنے کا کام انجام دیتے رہیں گے، اور یوں تو ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ اسی کی طرف لو لگاتے ہیں اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

حضرت عمرؓ سے آپ کی گفتگو

حضرت عمر نے منبر رسول پر اپنے خطبہ کے دوران میں ایک جملہ یہ کہا کہ میں مومنین کا مالک و مولیٰ ہوں۔ تو آپ نے مسجد کے ایک گوشہ سے پکار کر کہا، اے غلط گو ہمارے باپ کے منبر سے اُتر آ، یہ تیرے باپ کا منبر نہیں۔ حضرت عمر نے کہا حسینؑ اپنی جان کی قسم، بیشک یہ تمہارے باپ کا منبر ہے، یہ تم کو کس نے سکھایا تھا کیا تمہارے والد ماجد علیؑ نے یہ بات تمہیں سکھائی تھی؟ آپ نے جواب دیا، اگر ایسا بھی ہو کہ

عرفها الناس بقلوبهم، وانكروها بالسنتهم وويل للمنكرين حقنا اهل البيت ماذا يلقيهم به محمد رسول الله من ادامة الغضب وشدة العذاب فقال له عمر، يا حسين، من انكر حق ابيك فعليه لعنة الله - امرنا الناس فتامرنا ولو امروا اباك لا طعنا، فقال له يا بن الخطاب فاى الناس امرك على نفسه قبل ان تامر ابابكر على نفسك ليؤمرك على الناس، بلا حجة من نبى، ولا رضى من آل محمد فرضا كم كان لمحمد رضى ورضى اهله كان له سخطا اما والله ان للسان مقالا يطول تصديقه وفعلا يعينه المومنون لما تخطات رقاب آل محمد ترقى منبرهم وصرت الحاكم عليهم بكتاب نزل فيهم ولا تعرف معجمه، ولا تدرى تاويله الا سماع والاذان المخطى والمصيب عندك سواء فجزاك الله جزائك وسئلك عما احدثت

میں نے اپنے والد کے حکم کی تعمیل کی ہو تو زندگی کی قسم وہ ہدایت کرنے والے ہیں اور میں ان سے ہدایت پانے والا ہوں، اور ان کی بیعت کا قلادہ لوگوں کی گردنوں میں عہد رسولؐ سے پڑا ہوا ہے جسے جبرئیل خدا کے پاس سے لے کر آئے تھے اس بیعت کا انکار وہی کرسکتا ہے جو کتاب خدا کا منکر ہو، لوگ دل سے بیعت کا یقین رکھتے ہیں مگر زبان سے انکار کرتے ہیں۔ ہم اہل بیت کے حق سے جو انکار کریں اُن کے لئے عذاب جہنم ہو۔ بروز قیامت پیغمبرؐ ان سے کیونکر ملاقات کریں گے، لازوال غضب اور شدید عذاب کے ساتھ؛ حضرت عمر بولے "اے حسینؑ تمہارے باپ کے حق سے جو بھی انکار کرے اس پر خدا کی لعنت ہو (ہم کیا کریں) ہم کیا کریں ہمیں لوگوں نے امیر بنایا مجبوراً ہم امیر بنے، اگر لوگوں نے تمہارے باپ کو بنایا ہوتا تو یقیناً ہم ان کی اطاعت کرتے۔" آپ نے فرمایا اے فرزند خطاب تم کو اپنا امیر بنایا کس نے ؟ سب سے پہلے تو تمہیں نے ابوبکر کو امیر بنایا تا کہ جب وہ اٹھنے لگیں تو لوگوں پر تمہیں مقرر کر جائیں اس میں نہ تو پیغمبرؐ کی طرف سے کوئی تائید حاصل تھی اور نہ آل محمدؐ ہی اس پر راضی تھے تو تمہاری پسند تو پیغمبر کی پسند ہو جائے لیکن خود عترت پیغمبرؐ کی پسند پیغمبرؐ کی ناپسندیدگی کی وجہ ہو؛ بخدا اگر (مسلمانوں کی) زبانیں حق گوئی کی جرأت کرتیں اور وہ ایسا طرز عمل اختیار کرتے جو صاحبانِ ایمان کے شایاں ہے تو تم اس طرح آل رسولؐ کے حاکم نہ بنتے کہ اُن کے منبر پر چڑھتے ہو اور اُن کے حاکم بنے ہو، اس کتاب

سوا الآخفيا.......

رالی ههنا انتهی کلامه ثم ذکر الراوی فی المقام محاورات جرت بین عمرو علی و لا یهمنا التعریض لها و من اراد الاطلاع علیها فلیراجع التاریخ الکبیر لابن عساکر او احتجاج الطبرسی.

ومن خطبة له عند عزمه علی المسیر الی العراق

الحمد لله وما شاء الله ولا قوة الا بالله خط الموت علی ولد آدم مخط القلادة علی جید الفتاة و ما اولهنی الی اسلافی اشتیاق یعقوب الی یوسف و خیر لی مصرع انا لاقیه، کانی باوصالی، یتقطعها عسلان الفلوات بین النواویس و کربلاء فیملأن منی اکراشا جوفا واجربة سغبا لا محیص عن یوم خط بالقلم رضی الله رضانا اهل البیت نصبر علی بلائه و یوفینا اجور الصابرین لن تشذ عن رسول الله

(قرآن) پر عمل کے دعویٰ کے ساتھ جو انھیں اہل بیت کے بارے میں نازل ہوا ہے اور تم اس سے مطلق ناواقف ہو۔ اور اس کی تاویل کی کچھ خبر نہیں رکھتے مگر جتنی کانوں تک صدا جاتی ہے تم تمیز نہیں کر سکتے کہ کون غلط کار ہے اور کون صحیح خیال رکھنے والا ہے۔ خدا تمہیں وہی بدلہ دے جس کے تم مستحق ہو اور تم نے جو حرکتیں کی ہیں وہ اس کے متعلق تم سے مناسب بازپرس کرے"

یہاں پر آپ کی گفتگو ختم ہو جاتی ہے (اس کے بعد اس موقع کے متعلق راوی نے وہ گفتگو نقل کی ہے جو حضرت عمر اور امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کے درمیان ہوئیں وہ ہمارے موضوع سے باہر ہے جو دیکھنا چاہتے ہوں وہ تاریخ ابن عساکر یا احتجاج طبرسی کا مطالعہ فرمائیں)

روانگی عراق کے وقت آپؑ کا خطبہ

تمام ستائشیں اللہ ہی کے لئے ہیں وہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور بغیر اس کے کسی میں قوت نہیں۔ موت فرزند آدم کے یوں گلوگیر ہے جس طرح جوان عورت کے گلے میں گلوبند، نہ پوچھو کہ مجھے اپنے اسلاف سے ملحق ہونے کا کتنا اشتیاق ہے، اتنا ہی کہ جتنا یعقوبؑ کو یوسفؑ سے ملنے کا اشتیاق تھا۔ میرے لئے موت کی جگہ معین ہو چکی ہے اور میں وہاں جا کے رہوں گا، میں گویا اپنے جوڑ بند کو دیکھ رہا ہوں کہ نوادیس اور کربلا کے درمیان جنگل کے بھیڑیے (یعنی افواج کوفہ و شام) ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں اور اس سے

لحمته بل هی مجموعة له فی خطیرة القدس تقربهم عینه وینجز لهم وعده ألا و من کان فینا باذلا مهجته موطنا علی لقاء الله نفسه فلیرحل معنا، فانی راحل مصبحا انشاء الله۔

ومن کلام له عند مسیره الی العراق

التفت الی ابن عباس وقال، ما تقول فی قوم اخرجوا ابن بنت نبیه من وطنه وداره وقراره وحرم جدّه وترکوه خائفا مرعوبا لایستقر فی قرار ولا یاوی الی جوار، یریدون بذالك قتله وسفك دمائه لم یشرك بالله شیئًا ولم یرتکب منکرًا ولا اثما۔

قال له ابن عبّاس جعلت فداك یاحسین ان کان لابد من المسیر الی الکوفة فلا تسر باهلك ونسائك۔

فقال یابن العم انی رأیت رسول الله ص فی منامی، وقد امرنی بامر لا اقدر علی خلافه

لہ ذکری الحسین م۔

اور اس سے اپنے بھوکے شکموں اور خالی توشہ دانوں کو بھر رہے ہیں، قلم قدرت نے موت کا جو دن لکھ دیا ہے اس سے چھٹکارا نہیں، ہم اہل بیتؑ کی وہی مرضی ہے جس میں اللہ کی رضا ہو ہم اس کی آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں اور وہ ہمیں صابروں کا پورا پورا اجر دے گا، رسولؐ کے قرابت دار آپ سے علیحدہ نہ کیے جائیں گے بلکہ سب کے سب حظیرِ قدس میں آپ کے لئے جمع کیے جائیں گے جنھیں دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور پیغمبر ان سے کیے ہوئے وعدے پورے کریں گے۔ دیکھو جو ہمارے لئے جان دینے پر تیار اور لقائے الٰہی کے لئے نفس کو آمادہ کر چکا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے میں کل صبح انشاءاللہ روانہ ہو جاؤں گا۔

عراق روانہ ہونے کے وقت آپکی گفتگو

آپ نے ابن عباس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، اس قوم کے متعلق کیا کہتے ہو جس نے اپنے نبی کے نواسے کو اس کے وطن، اس کے گھر اور اس کے نانا کے مزار سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہو اور اُسے خائف و مصیبت زدہ بنا کر چھوڑا، نہ تو کسی ٹھکانہ ٹھہر سکتا ہے اور نہ کسی جوار میں پناہ لے سکتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اُسے قتل کریں اور اس کا خون بہائیں حالانکہ اس نے ذرہ برابر نہ تو شرک کیا نہ کسی ناپسندیدہ بات کا مرتکب ہوا، نہ اس سے کوئی گناہ ہی سرزد ہوا۔

ابن عباس نے امامؑ سے کہا۔ اے فرزند رسولؐ میری جان آپ پر

وانّه امرنی باخذهن معی۔

ومن کلام له علیه السلام للفرزدق لما سأله

ما اعجلك یابن رسول الله عن الحج

فقال لو لم اعجل لاخذت ثم سأله عن الناس بالکوفة۔ فعرفه بان السیوف علیه۔

فقال لله الامر والله یفعل ما یشاء وکل یوم ربنا فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد الله علی نعمائه وهو المستعان علی اداء الشکر وان حال القضاء دون الرجاء فلم یتعد من کان الحق نیته والتقوی سریرته "ثم سلم علیه وافترقا"

ومن خطبة له خطبها بذی حسم[۱]

لما منعه الحر واصحابه عن قدومه الی الکوفة والرجوع الی المدینه حمد الله واثنی علیه

۱۔ مقتل العوالم ص۷۶ تاریخ کامل ج۴

جدا ہو اگر کوفہ کی طرف جانا ہی ضرور ہے تو عورتوں، بچوں کو ساتھ نہ لے جائیے۔

آپ نے فرمایا اے ابن عباس میں نے پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا ہے آپ نے جو مجھے حکم دے دیا ہے اس کے خلاف میں نہیں کر سکتا۔ آنحضرتؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میرے ساتھ جو لوگ ہیں انھیں اپنے ساتھ لے جاؤں۔

فرزدق سے آپ کی گفتگو

فرزدق نے آپ سے پوچھا کہ فرزند رسولؐ اتنی جلدی آپ نے کیوں فرمائی کہ حج بھی نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا کہ اگر میں عجلت سے کام نہ لیتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر آپ نے کوفہ کے لوگوں کے متعلق دریافت فرمایا۔ فرزدق نے کہا کہ سب کی تلواریں آپ کے خلاف علم ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ فیصلہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ہمارا پروردگار ہر دن نت نئی شان والا ہے۔ اگر تقدیر الٰہی ہماری خواہش کے مطابق ہو تو ہم خدا کی نعمتوں پر اس کے شکر گذار ہیں اور شکر گذاری میں وہی مدد دینے والا ہے اور اگر تقدیر ہمارے اور ہماری آرزوؤں کے درمیان حائل ہو جائے تو جس کی نیت حق ہو اور ضمیر تقوٰی ہو وہ کبھی نامراد نہیں سمجھا جا سکتا پھر سلام وداعی کے بعد آپ اور وہ جدا ہو گئے۔

ثم قال ایها الناس انها معذرة الی الله والیکم انی لم اتکم حتی اتتنی کتبکم وقدمت علی رسلکم ان اقدم علینا فانه لیس لنا امام لعل الله ان یجمعنا بک علی الهدی والحق فان کنتم علی ذالک فقد جئتکم فاعطونی ما اطمئن الیه من عهودکم ومواثیقکم وان لم تفعلوا و کنتم لقدومی کارهین انصرفت عنکم الی المکان الذی جئت منه الیکم۔

ومن خطبة له علیه السلام بذی حسم لما صلی بالحر واصحابه

بعد ما حمد الله واثنی علیه قال اما بعد ایها الناس فانکم ان تتقوا الله و تعرفوا الحق لاهله یکن ارضی الله عنکم ونحن اهل بیت محمد اولی بولایة هذا الامر علیکم من هؤلاء المدعین ما لیس لهم والسائرین فیکم بالجور والعدوان وان ابیتم الا الکراهیة لنا والجهل بحقنا وکان رایکم الان غیر ما اتتنی به کتبکم وقدمت

سلہ تاریخ کامل جلد ۴۔

آپ کا ایک خطبہ مقام ذی حسم پر

جب حُر نے آپکو اور آپ کے اصحاب کو کوفہ کی طرف جانے یا مدینہ پلٹ جانے سے روکا تو آپ نے پہلے حمد و ثنائے الٰہی فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! میں خدا سے بھی اور تم سے بھی اپنا عذر بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ میں خود سے نہیں آیا بلکہ اس وقت آیا جب تمہارے خطوط آئے اور تمہارے قاصد میرے پاس تمہارا پیام لے کر پہنچے کہ جلد تشریف لائیے ہم بغیر امام کے ہیں امید ہے کہ آپ کے آنے کے بعد خدا آپ کے ذریعہ ہمیں ہدایت اور راہ حق پر مجتمع کردے۔ اب اگر تم لوگ اپنی بات پر قائم ہو (اور میری ضرورت سمجھتے ہو) تو میں آگیا ہوں مجھ سے عہد و پیمان، قول و اقرار کرو تاکہ مجھے اطمینان رہے اور اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے اور میرا آنا تمہیں ناپسند ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہاں پلٹ جاؤں گا۔

آپ کا دوسرا خطبہ جو آپ نے مقام ذی حسم پر ارشاد فرمایا

جب آپ نے حر کو اور اسکی فوج کو نماز پڑھائی (تو بعد نماز)

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! اگر تم خدا سے ڈرو اور حق والے کے حق کو پہچانو تو اس کی وجہ سے خدا تم سے خوشنود ہوگا۔ ہم اہلبیت محمد تمہاری سرداری اور امیری کے زیادہ لائق

به علی رسلکم انصرفت عنکم

ومن کلام له علیه السلام بالرهیمة[1]

اجاب به اباهرم لما قال له یابن رسول الله ما الذی اخرجك عن حرم جدك فقال ع یا اباهرم ان بنی امیّة شتموا عرضی فصبرت واخذوا مالی فصبرت وطلبوا دمی فهربت وایم الله لیقتلوننی فیلبسهم الله ذلاً شاملاً وسیفاً قاطعاً ویسلط علیهم من یذلهم حتی یکونوا اذل من قوم سبا اذ ملکتهم امرأة، فحکمت فی اموالهم ودمائهم

ومن خطبة له علیه السلام فی زبالة[2]

وفیها بیان غدر اهل الکوفة

قام فحمد الله واثنی علیه وذکر النبی فصلی علیه، وقال ایها الناس انما جمعتکم

---

[1] مقتل ابن نما [2] منتخب الطریحی

ہیں بہ نسبت اُن جھوٹے دعویداروں کے جو تم سے ظلم وستم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اور اگر تم ہمیں ناپسند ہی کرتے ہو اور ہمارے حقوق نہ پہچاننے ہی پر تمہیں اصرار ہے اور اب تمہاری رائے تمہارے ان خطوط اور تمہارے ان قاصدوں کے خلاف ہے جو ہمارے پاس تمہارے پیغام لے کر آئے تھے تو میں واپس پلٹ جاؤں گا۔

منزل رہیمہ پر آپ کا ارشاد گرامی

ابو ہرم نے جب آپ سے دریافت کیا کہ فرزند رسول نانا کی قبر سے کس چیز نے آپ کو جدا کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا اے ابو ہرم بنو امیہ نے میری منزلت گھٹائی میں نے صبر سے کام لیا، میرا مال لے لیا اس پر بھی میں نے صبر کیا مگر اب میری جان کے پیچھے پڑ گئے تو میں جان بچانے کی خاطر نکل کھڑا ہوا اور خدا کی قسم وہ مجھے قتل کر کے رہیں گے جس کی پاداش میں خدا انھیں ایسی ذلت دے گا جو سب کو شامل ہوگی اور قاطع تلوار کا مزہ چکھائے گا اور اُن پر ایسے کو مسلط کرے گا جو انھیں خوب ذلیل کرے گا اتنا کہ وہ قوم سبا سے (جس پر ایک عورت حکمرانی کرتی تھی اور ان کے مال اور ان کی جانوں پر متصرف تھی) ذلت میں بڑھ جائیں گے۔

منزل زبالہ پر آپ کی ایک تقریر

جس میں آپ نے اہل کوفہ کی بیوفائی بیان فرمائی ہے

آپ کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے پھر پیغمبرؐ کا ذکر کیا

على ان العراق لى، وقد اتانى خبر فظيع عن ابن
عمى مسلم، يدل على ان شيعتنا قد خذلتنا
فمن كان منكم يصبر على حرّ السيوف، وطعن
الاسنة فليات معنا والا فلينصرف عنا۔

ومن خطبة له فى البيضة

خطب بها الحر واصحابه

قال بعد الحمد والثناء، ايها النّاس ان
رسول الله ص قال من راى سلطانًا جائرًا مستحلًا
لحرم الله ناكثا عهده مخالفًا لسنة رسول الله ص
يعمل فى عباد الله بالاثم والعدوان فلم
يغير عليه بفعل ولا قول كان حقًا على الله
ان يدخله مدخله الا وان هٰؤلاء قد
لزموا طاعة الشيطان وتولوا عن طاعة
الرّحمٰن واظهروا الفساد وعطلوا الحدود
واستاثروا بالفى واحلوا حرام الله
وحرّموا حلاله، وانىّ احق بهذا الامر

ك۵ تاريخ طبرى

اور ان پر درود بھیج کر ارشاد فرمایا "اے لوگو! میں نے تمھیں اپنے ساتھ رہنے دیا تھا اُن ظاہری قرائن کی بنا پر کہ عراق میرے تابع حکم ہوگا لیکن اب مجھے اپنے بھائی مسلم کے متعلق بہت ہولناک خبر ملی ہے جو ثابت کرتی ہے کہ ہمیں بلانے والوں نے ہم سے بے وفائی کی۔ لہٰذا اب تم میں سے جو تلوار کی آنچ اور نیزے کا زخم سہ سکتا ہو وہ تو ہمارے ساتھ چلے ورنہ یہیں سے جدا ہو جائے۔

مقام بیضہ پر آپ کی تقریر

جس میں آپ نے حُر اور اُن کے ساتھیوں کو خطاب فرمایا ہے

بعد حمد و ثنائے الٰہی ارشاد فرمایا "اے لوگو! پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم، حلال خدا کو حرام، اور حرام خدا کو حلال سمجھنے والا، عہد و پیمان، الٰہی کو توڑنے والا، سنت رسولؐ کا مخالف، اور بندگانِ خدا سے ظلم و جور کا برتاؤ کرنے والا ہو اور اُسے دیکھنے کے بعد نہ تو قول سے اس کی مخالفت کرے نہ عمل سے تو خداوند عالم پر فرض ہوگا کہ جو اس بادشاہ کا ٹھکانہ ہو (یعنی جہنم) وہی اس کا بھی ٹھکانہ قرار دے۔ دیکھو یہ لوگ (یعنی بنی امیہ) انھوں نے شیطان کی اطاعت اپنے لئے لازم کرلی ہے اور خدا کی اطاعت سے منحرف ہو چکے ہیں انھوں نے فساد پھیلایا، حدود الٰہی معطل کر دیئے خراج سلطنت کو اپنا خاص مال قرار دے لیا، حرام خدا کو حلال اور حلالِ خدا کو حرام کیا

لقرابتي من رسول الله ﷺ وقد اتتني كتبكم و
قدمت على رسلكم ببيعتكم انكم لا تسلموني
ولا تخذلوني فان وفيتم لي ببيعتكم فقد
اصبتم حظكم ورشدكم، وانا الحسين بن علي،
ابن فاطمة بنت رسول الله ونفسي مع انفسكم
وولدي مع اهاليكم واولادكم ولكم بي
اسوة وان لم تفعلوا ونقضتم عهدي وخلفتم
بيعتي فلعمري ما هي منكم بنكر، لقد
فعلتموها بابي واخي وابن عمي مسلم بن عقيل
والمغرور ما اغتر بكم فحظكم اخطاتم ونصيبكم
ضيعتم ومن نكث فانما ينكث على نفسه و
وسيغني الله عنكم والسلام عليكم ورحمة
الله وبركاته[۱]

ومن خطبة له عليه السلام في ادبار الدنيا

حمد الله واثنى عليه ثم قال انه قد نزل بنا
من الامر ما قد ترون وان الدنيا تغيرت وتنكرت و
ادبر معروفها واستمرت حذاء ولم يبق منها الا

---

[۱] حلية الاولياء ابن نعيم جلد ۲

ہے۔ اور میں ان کے خلاف آواز بلند کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں کیونکہ مجھے پیغمبرؐ سے قرابت کا شرف حاصل ہے۔ میرے پاس تمہارے خطوط پہنچے اور تمہارے قاصد یہ پیغام لے کر آئے کہ تم نے میری بیعت کی ہے اور یہ کہ تم مجھے تنہا نہ چھوڑو گے اور نہ ترک نصرت کرو گے۔ پس اگر تم نے جو میری بیعت کی ہے اس میں وفاداری سے کام لیا تو فائدہ میں رہو گے، میں حسینؑ ہوں علیؑ کا فرزند فاطمہ بنت پیغمبر کا لال، میری جان تمہاری جان کے ساتھ ہے، میرے اہل و عیال، تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں اور تمہیں ہر حال میں میرا شریک رہنا ہوگا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور سابق میں جو عہد پیمان تم نے کیے ہیں انھیں توڑ ڈالا اور میری بیعت سے پھر گئے تو یہ تم سے کچھ بعید بھی نہیں، یہی سلوک تم میرے باپ، میرے بھائی، میرے چچا کے بیٹے مسلم ابن عقیل کے ساتھ کر چکے ہو۔ دھوکا کھانے والا وہی ہے جو تمہارے دھوکے میں آجائے، تم نے اپنے، فائدے پر لات ماری، اپنے نصیب کو ضائع کر دیا، اور جس نے عہد و پیمان شکستہ کیا اس نے اپنے ہی کو نقصان پہونچایا۔ اور عنقریب خدا تم سے بے نیاز کر دے گا۔ تم پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔

دنیا کے برگشتہ ہونے کے متعلق آپ کا ایک خطبہ

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے فرمایا" ہم پر یہ مصیبت جو آپڑی

صبابة كصبابة الاناء وخسيس عيش كالمرعى
الوبيل الا ترون الى الحق لا يعمل به والى الباطل
لا يتناهى عنه، ليرغب المومن فى لقاء ربه
محقا، فانى لا ارى الموت الا سعادة و الحياة
مع الظلمين الا برمًا.

ومن دعائه لما وصل الى الارض كربلا[١]

جمع ولده واخوته واهل بيته ثم نظر
اليهم فبكى ساعة، ثم قال اللهم انا عترة
نبيك محمد، وقد ازعجنا وطردنا، واخرجنا
عن حرم جدنا وتعودت بنوامية علينا اللهم
وخذ لنا بحقنا وانصرنا على القوم الكافرين.

ومن كلام له لاصحابه وفيه بيان شهادته ورجعته[٢]

قال ان رسول الله قال لى يا بنى انك ستساق
الى العراق وهى ارض قد التقى بها النبيون
واوصياء النبيين وهى ارض تدعى عمورا،
وانك تستشهد بها ويستشهد معك جماعة

---

[١] ناسخ التواريخ [٢] الخرائج والجرائح.

ہے اسے تم دیکھ رہے ہو۔ دنیا برگشتہ و ناموافق ہو گئی، اس کی بھلائیوں نے ہم سے منھ پھیر لیا! اب اس سے اتنا ہی بچ رہا ہے جتنا برتن میں بچ رہنے والے چند قطرے اور ایسی ذلیل زندگی جیسے ناقابل ہضم چارا، تم نہیں دیکھتے حق کو کہ اب اس پر عمل نہیں کیا جاتا اور باطل کو کہ اس سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔ مومن کو چاہیئے کہ لقاء الٰہی کی سچی رغبت کرے۔ میں تو اب موت کو سعادت ہی سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو جان کا جنجال جانتا ہوں۔"

زمین کربلا پر پہونچ کر آپ کی دعا

آپ نے اپنے لڑکوں، بھائیوں اور گھر والوں کو جمع کیا، ان پر نظر کی تھوڑی دیر روتے رہے پھر فرمایا "پالنے والے ہم تیرے پیغمبرؐ محمد مصطفےٰؐ کی عترت ہیں، ہم ستائے گئے، وطن سے نکالے گئے اور اپنے نانا کے روضہ سے نکال باہر کیے گئے، ہم پر بنی امیہ نے زیادتی کی۔ معبود ہمارے حق کا واسطہ تو ہماری دستگیری کر، کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔

آپؑ کی گفتگو اپنے اصحاب سے جس میں آپ نے اپنی شہادت اور پھر دوبارہ دنیا میں پلٹ کر آنے کو بیان فرمایا ہے

امام حسینؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ خدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے میرے فرزند تم عنقریب سرزمین عراق کی طرف کھینچ کر لائے جاؤ گے۔ عراق کی سرزمین وہ سرزمین ہے جس میں انبیاء اور اوصیائے مصیبتوں کا سامنا کیا ہے اس سرزمین

من اصحابك لا يجدون الم مس الحديد وتلى
يا نار كونى بردًا وسلامًا على ابرهيم يكون
الحرب عليك وعليهم سلمًا فابشروا فوالله
لئن قتلونا فانا نرد على نبينا ثم امكث ماشاء
الله، فاكون اول من تنشق الارض عنه
فاخرج خرجة توافق ذالك خرجه
امير المومنين وقيام قائمنا وحيوة
رسول الله ثم لينزلن على وفد من السماء
من عند الله لم ينزلوا الى الارض قط
ولينزلن الى جبرئيل و ميكائيل و
اسرافيل وجنود من الملائكة
(الى ان قال) ولا يبقى رجلا من شيعتنا
الا انزل الله اليه ملكا يمسح عن
وجهه التراب و يعرفه ازواجه
ومنزلته فى الجنّة ولا يبقى على وجه
الارض اعمى ولا مقعد ولا مبتلى الا كشف
الله عنه بلائه بنا اهل البيت ولينزلن
البركة من السّماء الى الارض حتى ان الشجرة
لتقصف بما يريد الله فيها من الثمرة ولتاكلن

کو عمورا بھی کہتے ہیں اس سرزمین پر تم۔ درجۂ شہادت پر فائز ہو گے اور تمہارے ساتھ تمہارے اصحاب کی ایک جماعت بھی شہید ہو گی، تلوار کی آنچ انھیں محسوس نہ ہو گی اس موقع پر پیغمبرؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (اے آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جا)، اسی طرح جنگ ان لوگوں کے صلح و سلامتی کی طرح طبیعتوں پر سہل و آسان معلوم ہو گی تو اے میرے رفقا تمہیں خوشخبری ہو اگر ان لوگوں نے ہمیں قتل کر ڈالا تو کیا پرواہ ہم اپنے نبی کی خدمت میں پہونچ جائیں گے اور وہاں میں جب تک خدا چاہے گا ٹھہروں گا پھر سب سے پہلے زمین سے باہر آؤں گا اور اس طرح زمین سے برآمد ہوں گا کہ میرا برآمد ہونا امیرالمومنینؑ کے برآمد ہونے اور ہمارے قائمؑ کے قیام اور پیغمبرؐ کی زندگی کے ساتھ ساتھ ہو گا پھر ہمارے پاس آسمان سے خدا کی طرف سے ایسے ملائکہ کا ایک وفد پہونچے گا جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہ آئے ہوں گے اور جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل اور ملائکہ کی فوجیں آئیں گی (کہتے کہتے آپ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں میں سے کوئی شیعہ ایسا باقی نہ رہے گا جس کے پاس خدا ایک فرشتہ نہ بھیجے جو اس کے پاس آکر اس کے چہرے سے گرد جھاڑے گا اور جنت میں اس کی جو جگہ ہو گی اور جتنی اس کی ازدواج ہوں گی انھیں پہنچوائے گا اور روئے زمین پر نہ تو کوئی اندھا رہے گا نہ زمیں گیر نہ کوئی مصیبت کا مارا مگر خداوند عالم ہم اہل بیتؑ کے صدقے میں سب کی مصیبت و بلا کو دور فرمائے گا اور آسمان سے زمین پر برکت نازل ہو گی یہاں تک کہ درخت حسب منشاء الٰہی پھلوں کی کثرت کی وجہ سے ٹوٹ ٹوٹ پڑیں گے تم گرمی میں

ثمرة الشتاء فی الصیف، وثمرة الصیف فی الشتاء
وذالك قوله عز وجل ولو ان اهل الكتاب
امنوا واتقوا لفتحنا علیهم بركات من السماء
والارض ولكن كذبوا فاخذناهم بما كانوا
یكسبون - ثم ان الله لیهب لشیعتنا كرامة
لا یخفی علیهم شی فی الارض وما كان
فیها، حتی ان الرجل منهم یرید ان یعلم
علم اهل بیته فیخبرهم بعلم ما یعملون -

ومن كلام له علیه السلام لاصحابه فی نقض البیعة[١]

یا قوم اعلموا خرجتم معی بعلمكم انی
اقدم علی قوم بایعونا بالسنتهم وقلوبهم وقد
انعكس العلم، واستحوذ علیهم الشیطان،
فانساهم ذكر الله والان لم یكن لهم مقصد
الا قتلی، وقتل من یجاهد بین یدی وسبی
حریمی بعد سلبهم واخشی انكم ما تعلمون
وتستحیون والخدع عندنا اهل البیت محرم

---

[١] ناسخ التواریخ جلد ٦ -

جاڑوں کے پھل اور جاڑوں میں گرمی کے پھل کھاؤ گے جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتے لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے بھی انھیں اُن کے اعمال کی سزا میں اپنی گرفت میں لے لیا پھر خداوند عالم ہمارے شیعوں کو بڑی عزت بخشے گا اور وہ یہ کہ زمین کے اندر جتنی چیزیں ہیں اُن سب کا انھیں علم عنایت فرمائے گا یہاں تک کہ کوئی شخص اپنے گھر والوں کے اندرونی حالات کا علم حاصل کرنا چاہے گا تو وہ بلا تکلف انھیں ان باتوں کی خبر دے گا جو بس انھیں کو معلوم ہو سکتی ہیں۔

بیعت توڑنے کے متعلق آپکا ارشادِ گرامی

اے لوگو! یہ سمجھ لو کہ تم یہ معلوم کر کے میرے ساتھ نکلے تھے کہ میں ایسے لوگوں کے پاس جا رہا ہوں جنھوں نے زبان اور دل، دونوں سے میری بیعت کی ہے لیکن اب معلومات کچھ اور ہیں میرے بلانے والوں پر شیطان نے غلبہ کر لیا اور یاد خدا اُن سے بھلا دی اب ان کا مقصد صرف یہی ہے کہ مجھے اور میرے ساتھ کے مجاہدین کو قتل کر دیں اور میرے حرم کو لوٹنے کے بعد قیدی بنالیں اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ناواقفیت میں پڑے رہو اور حرم کے بارے مجھ سے کچھ کہہ نہ سکو۔ فریب ہم اہل بیت کے نزدیک جائز نہیں لہذا

فمن کرہ منکم ذالک فلینصرف فاللیل ستیر، والسبیل غیر خطیر، والوقت لیس بھجیر، ومن اسانا بنفسہ کان معنا فی الجنان، نجیا من غضب الرحمٰن، وقد قال جدی رسول اللّٰہ ولدی حسین یقتل بطف کربلا، غریبا وحیدا عطشانا، فمن نصرہ فقد نصرنی ونصر ولدہ القائم ولو نصرنا بلسانہ فھو فی حزبنا یوم القیامہ۔

ومن کلام لہ فی ان الدنیا متغیرۃ زائلۃ

ایھا النّاس اعلموا انّ الدنیا دار فناء وزوال متغیّرۃ باھلھا من حال الی حال، معاشر النّاس عرفتم شرائع الاسلام، وقرأتم القرآن وعلمتم ان محمدا رسول الملک الدیان ووثبتم علی قتل ولدہ ظلما وعدوانا معاشر النّاس اما ترون الی ماء الفرات یلوح کانّہ بطون الحیات یشربہ الیھود والنصاریٰ والکلاب والخنازیر وآل الرسول یموتون عطشا۔

لہ ناسخ التواریخ جلد ۶۔

جو میرا ساتھ دینا پسند نہیں کرتا وہ چلا جائے، رات پردہ پوش ہے راستہ بھی خطرناک نہیں اور وقت بھی باقی ہے اور جو ہم پر اپنی جان نثار کریگا وہ ہمارے ساتھ جنت میں ہوگا، خدا کے غضب سے اُسے نجات حاصل رہے گی، میرے نانا پیغمبرؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ میدان کربلا میں غریب، بے یار و مددگار، پیاسا قتل ہوگا، جو اس کی نصرت کرے گا اس نے میری اور حسینؑ کے فرزند قائمؑ کی مدد کی اور اگر زبان ہی سے مدد کرے تو بھی وہ قیامت کے دن ہماری جماعت میں ہوگا۔

آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے دنیا کے رو بہ تغیر اور زوال پذیر ہونے کو بیان فرمایا ہے

اے لوگو! سمجھ لو کہ دنیا فنا اور زوال کا گھر ہے۔ اپنے بسنے والوں کو ایک حال سے دوسرے حال میں الٹنے پلٹنے والی ہے، اے لوگو تم اسلام کے دستور سے واقف ہو۔ قرآن بھی تم نے پڑھا ہے، یہ بھی جانتے ہو کہ حضرت محمد مصطفےٰ شہنشاہ حقیقی کے پیغمبر ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود تم انھیں پیغمبرؐ کے فرزند کو از راہ ستم و جور قتل کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہو اے لوگو! کیا یہ فرات کے بہتے ہوئے پانی کو نہیں دیکھتے جو مثل شکم مار کے چمک رہا ہے، اس فرات کا پانی یہود و نصاریٰ پی سکتے ہیں حتیٰ کہ کتے، سور تک کے لئے روک ٹوک نہیں اور پیغمبرؐ کی آل پیاس سے مری جا رہی ہے۔

ومن كلامه ع لاصحابه

وفيه بيان امارات ظهور القائم ع

قال الا وانى اعلم يوم لنا من هولاء الا وانى قد اذنت لكم فانطلقوا جميعاً فى حل، فقالوا معاذ الله قال ان قدام القائم علامات، تكون من الله تعالى للمؤمنين وهى قوله تعالى لنبلونكم، يعنى المومنين قبل خروج القائم بشيء من الخوف، من ملوك العباس، فى اخر سلطانهم والجوع، غلاء اسعارهم ونقص من اموال، فساد التجارات وقلة الفضل، ونقص من الانفس، موت ذريع، و نقص من الثمرات قلة الزكاة ما يزرع، وبشر الصابرين، عند ذالك بتعجيل خروج القائم ان دولة اهل بيت نبيكم لها فالزموا الارض وكفوا حتى يروا امادا نها فاذا استشارت عليكم الروم والترك و جهزت الجيوش، ومات خليفتكم الذى يجمع الاموال وتخلف بعده رجل صحيح فيخلع بعد

له الخراج والخروج.

آپؑ کی ایک گفتگو اپنے اصحاب سے

جس میں آپ نے حضرت قائمؑ کے ظہور کے علامات بیان فرمائے ہیں
دیکھو میں جانتا ہوں کہ ہم لوگوں کو ان دشمنوں سے ایک نہ ایک دن بچھڑنا ہے، دیکھو میں تمہیں اجازت دیتا ہوں تم سب کے سب چلے جاؤ، میں تمہارے لئے مباح قرار دیتا ہوں۔ اصحاب نے کہا خدا کی پناہ جو ہم آپ کو چھوڑ کر جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت قائم (مہدی آخر الزماں) کے ظہور کی چند علامتیں خدا نے مومنین کے لئے رکھی ہیں چنانچہ ارشاد خداوند عالم ہے ولنبلونکم ہم تمہیں آزمائیں گے یعنی قائم کے خروج سے پہلے مومنین کو آزمائیں گے بشیئٍ من الخوف کچھ خوف سے یعنی شاہان بنی عباس کے خوف سے ان کی سلطنت کے آخری دنوں میں والجوع اور بھوک سے یعنی غلے کی گرانی سے ونقصٍ من الاموال اور مال کی کمی سے یعنی تجارت مندی ہونے اور برکت کم ہونے سے والانفس اور جانوں کی کمی سے یعنی ہمہ گیر موت سے والثمرات اور پھلوں کی کمی سے یعنی پیداوار کی کمی سے وبشر الصابرین صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دو کہ اس وقت بہت جلد ہی قائم خروج فرمائیں گے اور حکومت اہل بیت پیغمبرؐ کی ہوگی۔ لہذا تم ابھی خاموشی سے بیٹھے رہو اور اس وقت تک باز رہو جب تک اس کی مذکورہ علامات ظاہر نہ ہو جائیں۔ ہاں جس وقت روم اور ترک قومیں تم پر حملہ آور ہو جائیں اور فوجوں کی یورش ہو اور تمہارا وہ حکمراں جو اموال کو جمع کرتا تھا مر جائے اور اس کے بعد ایک درشت شخص کی حکومت ہو اور وہ دو برس کے بعد

سنتین بیعته وانی هلاک ملکهم من حیث بدا۔

ومن خطبة له فی وفاء اصحابه

اثنی علی الله احسن الثنا واحمده علی السراء والضراء اللهم انی احمدک علی ان اکرمتنا بالنبوة وعلمتنا القرآن، وفقهتنا فی الدین وجعلت لنا اسماعا وابصارا وافئدة فاجعلنا لک من الشاکرین۔ اما بعد فانی لا اعلم اصحابا اوفی، ولا خیرا من اصحابی ولا اهل بیت ابر ولا اوصل من اهل بیتی فجزاکم الله عنی خیرا الا وانی لاظن یوما لنا من هو هولاء الا وانی قد اذنت لکم، فانطلقوا جمیعا فی حل، لیس علیکم منی ذمام هذا قد غشیکم فاتخذوه جملا ولیاخذ کل واحد منکم بید رجل من اهل بیتی وتفرقوا فی سواد هذا اللیل وذرونی وهولاء القوم فانهم لا یریدون غیری۔

ومن کلامه لعسکره واهل بیته

انتم من بیعتی فی حل، فالحقوا بعشائرکم

---

۱ تاریخ طبری جلد ۲ ۲ تفسیر العسکری

معزول ہو جائے تو اُس وقت سمجھ لو کہ اب ان کی سلطنت تباہ ہونے والی ہے۔

آپ کی ایک تقریر جو آپ نے اپنے اصحاب کی وفا کے متعلق فرمائی

میں خدا کی مدح کرتا ہوں، بہترین مدح اور خوش حالی و بدحالی دونوں حالتوں میں اس کا حمد و شکر بجا لاتا ہوں، پالنے والے تیری حمد و شکر کرتا ہوں کہ تو نے ہمیں نبوت کے ذریعہ عزت بخشی، ہمیں قرآن کی تعلیم دی، دین کی سمجھ عنایت فرمائی، ہمیں گوش شنوا، چشم بینا اور دل حق آگاہ عنایت فرمایا۔ ہمیں اپنے شکر گزاروں میں سے بھی قرار دے۔ میں کسی کے اصحاب کو نہیں جانتا جو میرے اصحاب سے زیادہ بہتر و وفادار ہوں، اور نہ کسی کے اہل بیت ایسے نظر سے گزرے جیسے میرے اہل بیت نیکوکار اور صلۂ رحم کرنے والے ہیں۔ تم لوگوں کو خداوند عالم میری طرف سے بہترین جزا عنایت فرمائے۔ دیکھو مجھے یقین ہے کہ ہمیں ان لوگوں سے سخت مقابلہ درپیش ہوگا۔ دیکھو میں تمہیں اجازت دے رہا ہوں۔ تم سب چلے جاؤ۔ تمہارے لئے چلا جانا جائز و مباح ہے۔ میری طرف سے تم پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ یہ رات تم کو اپنے پردے میں ڈھانکے ہے۔ اس رات کو مرکب بنا لو اور تم میں سے ہر شخص میرے اہلبیت میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ لے اور تم اس رات کی تاریکی میں منتشر ہو جاؤ اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ تنہا چھوڑ دو کہ یہ بس میرے طلبگار ہیں۔

آپ کا ارشاد گرامی جو آپ نے اپنے لشکر اور اپنے اہلبیت سے فرمایا

میں اپنی بیعت کی گرہ تمہاری گردنوں سے کھولے دیتا ہوں۔ تم اپنے قوم و قبیلہ

وموالیکم، وقال لاهل بیته قد جعلتکم فی حل من مفارقتی فانکم لا تطیقونهم لتضاعف اعدادهم وقواهم، وما المقصود غیری. فدعونی والقوم، فان الله عزوجل یعیننی ولا یخلینی من حسن نظره کعادته فی اسلافنا الطیبین فاما عسکره ففارقوه واما اهله والادنون من اقربائه فابوا وقالوا لا نفارقك، ویحل بنا ما یحل بك ویحزننا ما یحزنك ویصیبنا ما یصیبك، وانا اقرب ما یکون الی الله اذا کنا معك فقال لهم فان کنتم قد وطنتم انفسکم علی ما قد وطنت نفسی علیه فاعلموا ان الله یهب المنازل الشریفة لعباده لصبرهم باحتمال المکاره وان الله وان کان خصنی مع من مضی من اهلی الذین انا اخرهم لقاءً فی الدنیا من المکرمات بما سهل معها علی احتمال الکریهات فان لکم شطر ذالك من کرامات الله، واعلموا ان الدنیا حلوها ومرها حلم، والانتباه فی الآخرة والفائز من فاز فیها والشقی من یشقی فیها اولا احدثکم باول امرنا وامرکم، معاشر اولیائنا محبینا والمعتصمین بنا لیسهل علیکم احتمال

اور رشتہ داروں سے جا ملو۔ اور آپ نے اپنے عزیزوں سے فرمایا کہ میں تمہارے لیئے مباح کیے دیتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ تم ان دشمنوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کی قوت بھی زیادہ ہے اور یہ صرف مجھے چاہتے ہیں، مجھے اور ان لوگوں کو چھوڑ دو، خداوند عالم میری مدد کرے گا اور اپنی اچھی نگاہ مجھ سے نہ ہٹائے گا جیسا کہ میرے پاکیزہ اسلاف کے ساتھ اس کا دستور رہا ہے۔

اس حکم کے بعد لشکر والے تو جدا ہو گئے لیکن آپ کے اعزا اور قریبی رشتہ دار انھوں نے ساتھ چھوڑ کر جانے سے انکار کیا انھوں نے کہا کہ ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے جو آپ پر گزرے گی وہ ہم پر بھی گزرے گی اور جو دکھ آپ جھیلیں گے وہی ہم بھی جھیلیں گے جو مصیبت آپ پر آئے گی وہ ہم پر بھی آئے گی، ہم آپ کے ساتھ ہی رہ کر خدا سے زیادہ قریب رہ سکتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے بھی اپنے نفوس کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے جس پر میں اپنے نفس کو آمادہ کر چکا ہوں تو یہ جان لو کہ خداوند عالم اپنے بندوں کو اچھے مدارج مصائب جھیلنے میں صبر کرنے پر عنایت فرماتا ہے اللہ نے مجھے میرے ان بزرگوں کی شرکت میں جن کی میں آخری فرد ہوں، مصائب کے برداشت کی وجہ سے جو عزتیں عطا کی ہیں ان خداوندی اعزازوں میں تمہارا بھی حصہ ہوگا، اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا اس کا تلخ و شیریں جو کچھ ہے سب خواب ہی خواب ہے اور اس خواب سے بیداری آخرت میں ہوگی جو آخرت میں کامیاب رہا درحقیقت وہی کامیاب ہے اور جو آخرت میں بدبخت رہا وہی دراصل بدبخت ہے۔ اے ہمارے دوستو! ہمارے ملنے والو اور ہمارا دامن پکڑنے والو! کیا مناسب نہ ہوگا کہ میں تم سے اپنا اور تمہارا

ما انتم له معرضون، قالوا بلی یا ابن رسول الله،
قال ان الله لما خلق آدم واستواه وعلمه اسماء
کل شیء، وعرضهم علی الملائکة جعل محمداً وعلیاً
وفاطمة والحسن والحسین اشباحاً خمسة فی
ظهر آدم وکانت انوارهم تضیء فی الآفاق،
من السموات والحجب والجنان - والکرسی
والعرش فامر الملائکة بالسجود لآدم
تعظیماً له انه قد فضله بان جعله وعاء لتلک
الاشباح التی قد عم انوارها الآفاق فسجدوا الّا
ابلیس ابی ان یتواضع لجلال عظمة الله وان یتواضع
لانوارنا اهل البیت، وقد تواضعت لها الملائکة کلها
واستکبر وترفع، وکان باباۂ ذالک وتکبره من الکافرین

ومن خطبة له یعظ بها اهل العراق

الحمد لله الذی خلق الدنیا فجعلها
دار فناء وزوال، متصرفة باهلها حالاً بعد
حال فالمغرور من غرته، والشقی من فتنته
فلا تغرنکم هذه الدنیا، فانها تقطع رجاء

لے تاریخ طبری، ناسخ۔

پہلا پہلا ماجرا بیان کروں تاکہ تمہارے لئے ان مصائب کی برداشت آسان ہوجائے جو تمہیں درپیش آنے والے ہیں؟ لوگوں نے کہا اے فرزندِ رسولؐ ضرور بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب خداوند عالم نے آدم کو پیدا کیا اور انھیں استقامت بخشی اور انھیں تمام چیزوں کے نام بتائے اور ملائکہ کے سامنے پیش کیا تو حضرت محمد مصطفےٰؐ، علی ابن ابی طالبؑ، سیدہ فاطمہؑ، حسنؑ حسینؑ کی پانچ شکلیں پشت آدم میں ودیعت کیں، اس وقت اُن کی حالت یہ تھی کہ ان کے نور سے آفاق روشن تھے، کل آسمان، تمام زمین، پردہ ہائے عرش و کرسی اور جنتیں سبھی ان کے نور سے منور تھے۔ اس کے بعد خداوند عالم نے آدم کی تعظیم کی خاطر ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں آدم کو خداوند عالم نے اسی وجہ سے یہ فضیلت بخشی کہ انھیں خزینہ دار بنایا تھا ان شکلوں کا جن کے انوار سے تمام آفاق نورانی تھے سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے اس نے آدم کی عظمت اور ہم اہلبیتؑ کے انوار کے سامنے سر جھکانے سے انکار کیا حالانکہ کل ملائکہ نے سر جھکایا، مگر شیطان نے اپنے کو بڑا اور رفیع المنزلت سمجھا اور اپنے اس انکار اور تکبر کی وجہ سے کافروں میں سے قرار پایا۔

آپ کی ایک تقریر جس میں آپ نے اہل عراق کو نصیحت فرمائی ہے

تمام ستائشیں زیبا ہیں اس معبود برحق کے لئے جس نے دنیا کو خلق فرمایا اور پھر اُسے فنا و زوال کا گھر اور اپنے بسنے والوں کو ایک حال سے دوسرے حال میں الٹنے پلٹنے والی بنایا۔ دھوکے میں وہی ہے جسے دنیا دھوکے میں ڈالے اور بدبخت وہ ہے جسے یہ دنیا پھانس لے پس تمھیں یہ دنیا دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ جو بھی اس پر بھروسہ کرتا ہے اس کی امیدوں کو یہ منقطع کردیتی ہے اور جو اس کی لالچ کرتا ہے اُسے

من ركن اليها، وتخيب طمع من طمع فيها
واراكم قد اجتمعتم على امر قد اسخطتم
الله فيه عليكم واعرض بوجهه الكريم عنكم
واحل بكم نقمته وجنبكم رحمته فنعم الرب
ربنا وبئس العبيد انتم! اقررتم بالطاعة
وآمنتم بالرسول محمد ثم انكم زحفتم على
ذريته وعترته تريدون قتلهم، لقد استحوذ
عليكم الشيطان فانساكم ذكر الله العظيم
فتبا لكم ولما تريدون! انا لله وانا اليه راجعون
هؤلاء قوم كفروا بعد ايمانهم فبعدا للقوم الظالمين
فتقدم شمر لعن وقال افهمنا حتى نفهم فقالؑ اقول
اتقوا الله ربكم ولا تقتلوني، فانه لا يحل لكم قتلي
ولا انتهاك حرمتي، فاني ابن بنت نبيكم، وجدتي
خديجة زوجة نبيكم، ولعله قد بلغكم
قول نبيكم، الحسن والحسين سيدا شباب
اهل الجنة ثم نادى باعلى صوته يا اهل العراق
ايها الناس اسمعوا قولي ولا تعجلوا حتى اعظكم
بما يحق لكم علي وحتى اعذر اليكم فان اعطيتموني
النصف كنتم بذلك اسعد، وان لم تعطوني النصف

محروم بناتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم سب نے ایسی بات پر ایکا کر لیا ہے جس کی وجہ سے خدا کو تم نے اپنے اوپر غضبناک کر لیا ہے اور اُس نے اپنا منھ تم سے پھیر لیا ہے اور تم پر اپنا عذاب مسلط کر دیا ہے اور اپنی رحمت تم سے الگ کر لی ہے بہترین پروردگار ہمارا پروردگار ہے اور بدترین بندے تم لوگ ہو تم نے اطاعت کا اقرار کیا پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ پر ایمان لائے اور ان سب کے بعد تم پیغمبرؐ کی ذریت اور عترت پر ٹوٹ پڑے اور ہجوم کر کے انھیں قتل کرنا چاہتے ہو تم پر شیطان غالب آ گیا اور تم سے خدائے بزرگ عظیم کی یاد بھلا دی۔ بربادی ہو تمہیں بھی اور تمہارے اس مقصد کی بھی جسے تم چاہتے ہو۔ ہم خدا ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم پلٹنے والے ہیں یہ لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ ہلاکت ہو ظالمین کی جماعت کو۔ شمر ملعون آگے بڑھا اور بولا کہ ہمیں سمجھا کے کہئے تاکہ ہم اچھی طرح سمجھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں کہتا ہوں کہ تم اپنے پروردگار معبود برحق سے ڈرو اور مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میرا قتل تمہارے لئے کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا اور نہ میری ہتک حرمت تمہارے لئے مباح ہو سکتی ہے کیونکہ میں تمہارے نبی کی دختر کا فرزند ہوں اور میری نانی خدیجہ ہیں جو تمہارے پیغمبرؐ کی بی بی تھیں اور تم نے اپنے پیغمبرؐ کا یہ قول تو سنا ہو گا کہ حسنؑ و حسینؑ سردار جوانان جنت ہیں۔ پھر آپ نے بلند آواز سے پکار کر کہا اے اہل عراق اے لوگو میری بات سنو، اور جلد بازی سے کام نہ لو یہاں تک کہ میں تمہیں وعظ و پند کر لوں جو تمہارا حق ہے مجھ پر اور اپنا عذر تم سے بیان کر لوں اگر تم نے میرے ساتھ انصاف کیا تو تم اس کی وجہ سے نیک بخت ہو گے اور اگر تم نے انصاف نہ کیا تو تم کم سے کم اتنا تو کرو کہ باہم رائے مشورہ کر لو تاکہ تمہارا معاملہ تمہارے لئے پیچیدہ نہ رہے

عن انفسكم فاجمعوا رأيكم ثم لا يكن امركم عليكم غمة، ثم اقضوا الىّ ولا تنظرون انّ وليّ الله الذي نزل الكتاب وهو يتولى الصّالحين۔

ومن كلام له يبشر اصحابه بالجنّة وقصورها

ياكرام ان هذه الجنة قد فتحت ابوابها واتصلت انهارها واينعت اثمارها وزيّنت قصورها وتالفت ولدانها وحورها وهذا رسول الله والشهداء الذين قتلوا في سبيل الله يتوقعون قدومكم ويتباشرون بكم فحاموا عن دين الله ودين نبيه وذبوا عن حرم الرّسول۔

ومن خطبة له في الاحتجاج على اهل الكوفه

حمد الله واثنى عليه ثم قال اما بعد، فانسبوني فانظروا من انا ثم ارجعوا الى انفسكم وعاتبوها فانظروا اهل يصلح لكم قتلي و

---

۱ ناسخ (اسرار) ۲ تاريخ طبري جلد ۲

پھر اپنے فیصلہ سے مجھے آگاہ کردو اور یہ بات نظر انداز نہ کردینا کہ میرا نگراں وہ اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور وہی نیکوکاروں کا سرپرست ہے۔

آپؑ کا ارشادِ گرامی جس میں آپؑ نے اپنے اصحاب کو بہشت اور اس کے قصروں کی بشارت دی ہے

اے عزت دارو! یہ جنّت ہے جس کے دروازے کھول دیے گئے ہیں جس کی نہریں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اور پھل پکنے کے قریب ہیں اور اس کے قصر آراستہ کیے گئے ہیں اور اس کے حور و غلماں اکٹھا کیے گئے ہیں اور یہ حضرت سرورِ کائنات اور وہ شہدا ہیں جو راہ خدا میں قتل کیے گئے، یہ سب تمہاری آمد کے منتظر ہیں اور تمہیں خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔ تم دینِ خدا اور پیغمبرؐ کے دین کی حمایت کرو اور حرم رسولؐ سے دشمنوں کو مار بھگاؤ۔

آپؑ کی ایک تقریر جس میں آپؑ نے اہل کوفہ کے مقابلے میں احتجاج فرمایا ہے

حمد و ثنائے الٰہی فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ اے اہل کوفہ! میرے شجرۂ نسب پر نظر ڈالو اور پھر غور کرو کہ میں کون ہوں اس کے بعد اپنے دل سے رجوع کرو اور اپنے نفس کی ملامت کرو اور سوچو کہ کیا میرا قتل اور میری ہتک حرمت مناسب اور تمہارے لیے جائز ہوسکتی ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ اور پیغمبرؐ کے وصی اور چچا زاد بھائی کا بیٹا نہیں جو خدا پر سب سے پہلے ایمان لانے والے اور پیغمبرؐ اور خدا کے یہاں سے ان کی لائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرنے والے تھے۔ کیا

انتهاك حرمتی الست انا ابن بنت نبیکم وابن وصیه وابن عمه واول المؤمنین بالله والمصدق برسول الله وبما جاء به من عند ربه اولیس حمزة سیّد الشهداء عمی او لیس جعفر الطیّار فی الجنة بجناحین عمی اولم یبلغکم ما قال رسول الله لی ولاخی هذا ان سیّدا شباب اهل الجنّة فان صدقتمونی بما اقول وهو الحق والله ما تعمدت کذبا مذ علمت انّ الله یمقت اهله وان کذبتمونی فان فیکم من اذا سالتموه عن ذالك اخبرکم سلوا جابر بن عبد الله الانصاری وابا سعید الخدری وسهل بن سعد السّاعدی والبراء بن عازب اوزید بن ارقم اوانس بن مالك یخبروکم انهم سمعوا هذه المقالة من رسول الله لی ولاخی اما فی هذا احاجزلکم عن سفك دمی۔

ثم قال لهم فان کنتم فی شك من هذا فتشکون فی انی ابن بنت نبیکم ؟ فوالله ما بین المشرق والمغرب ابن بنت نبی غیری فیکم

حمزہ سید الشہداء میرے چچا نہیں ؟ کیا جناب جعفر جو جنت میں دو بازوؤں کے ساتھ محو پرواز ہیں میرے چچا نہ تھے ؟ کیا تم تک پیغمبرؐ کا یہ ارشاد گرامی نہیں پہنچا جو آپ نے میرے اور میرے بھائی کے لئے فرمایا ہے کہ یہ دونوں سردار جوانان جنت ہیں ؟ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو اور میں سچ ہی کہہ رہا ہوں خدا کی قسم میں جب سے سن شعور کو پہنچا کبھی جھوٹ نہ بولا، خدا جھوٹوں کو ان کے جھوٹ کی وجہ سے دشمن رکھتا ہے اور اگر تم مجھے جھوٹا ہی سمجھتے ہو تو تم میں ایسے افراد موجود ہیں کہ اگر تم ان سے پوچھو تو وہ تمہیں خبر دیں گے پوچھو جابر بن عبد اللہ انصاری سے، ابو سعید خدری سے، سہل بن سعد ساعدی سے، براء بن عازب سے، زید بن ارقم سے یا انس بن مالک سے، وہ تمہیں بتائیں گے کہ انھوں نے اس کلام کو خود رسالت مآب سے سنا ہے جو آپ نے میرے اور میرے بھائی کے لئے فرمایا تھا، کیا اس حدیث میں ایسی بات نہیں جو تمہیں میرا خون بہانے سے روکے ؟۔

: پھر آپ نے اُن سے ارشاد فرمایا اگر تم اس میں شک کرتے ہو تو کیا اس میں بھی تمہیں شک ہے کہ میں دختر پیغمبرؐ کا فرزند ہوں ؟ خدا کی قسم مشرق و مغرب کے درمیان تم میں اور تمہارے ماسوا لوگوں میں میرے سوا کوئی نہیں جو دختر پیغمبرؐ کا فرزند ہو۔ وائے ہو تم پر کیا میں نے تمہارے کسی شخص کو قتل کیا ہے جس کے قصاص میں تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو کیا میں نے تمہارا مالی نقصان کیا ہے یا میں نے تمہیں کوئی زخم پہونچایا ہے جس کا انتقام لینا چاہتے ہو ؟۔ اس پر سب خاموش ہو گئے کوئی نہ بولا۔

ولا فی غیرکم دیحکم اتطلبونی بقتیل منکم قتلته اومال لکم استهلکته او بقصاص من جراحة "فاخذ وا لایکلمونه۔

فنادی یا شبث بن ربعی ویا حجار بن ابجر ویا قیس بن الاشعث ویا یزید بن الحارث الم تکتبوا الی ان قد اینعت الثمار واخضرت الجناب وانما تقدم علی جند لک مجند فاقبل۔" فقالوا له لم نفعل فقال سبحان الله بلی والله لقد فعلتم، ثم قال ایها الناس، اذکرهتمونی فانصرف عنکم الی مامنی من الارض۔

فقال له قیس بن الاشعث ماندری ماتقول ولکن انزل علی حکم بنی عمک فاهم لن یروک الا ماتحب

فقال لا والله لا اعطیهم بیدی اعطاء الذلیل و لا اقر اقرار العبید، عباد الله انی عذت بربی و بربکم ان ترجمون اعوذ بربی و ربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب۔

ومن خطبة له[۱] علیه السلام

متوکئا علی قائم سیفه نادیا باعلی صوته انشدکم الله هل تعرفوننی، قالوا نعم، انت ابن رسول الله ص وسبطه، قال انشدکم الله

[۱] ناسخ التواریخ۔

پھر آپ نے پکار کر کہا، اے شبث بن ربعی، اے حجار بن بجر، اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث! کیا تمہیں لوگوں نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پکنے کے قریب ہیں اور میدان سرسبز و شاداب ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے نہیں لکھا۔ آپ نے فرمایا، سبحان اللہ یقیناً خدا کی قسم تم ہی نے لکھا تھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اگر تم مجھے ناپسند کرتے ہو تو میں اس زمین کے کسی اور حصے کی طرف چلا جاؤں۔

قیس بن اشعث بولا آپ جو کہہ رہے ہیں وہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا لیکن آپ اپنے چچا کی اولاد (یعنی یزید) کی تعمیل حکم کیجئے وہ آپ کے لئے وہی صورت سامنے لائیں گے جو آپ کی پسندیدہ خاطر ہو۔

آپ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم نہیں میں ذلّت کے ساتھ اپنا ہاتھ اُسے نہیں دوں گا، نہ غلاموں جیسا اقرار کروں گا۔ بندگانِ خدا میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس شخص سے جو متکبّر اور روزِ حساب کا ایمان نہیں رکھتا۔

آپ کی ایک تقریر
جو آپ نے تلوار پر ٹیک لگا کر ارشاد فرمائی

میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم مجھے پہچانتے ہو نا! لوگوں نے کہا ہاں، آپ پیغمبرؐ کے فرزند اور ان کے نواسے ہیں۔ آپ نے کہا تمہیں خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ میری ماں فاطمہ ؑ بنت پیغمبرؐ تھیں، لوگوں نے کہا

هل تعلمون ان امی فاطمة بنت محمدؐ قالوا
اللهم نعم قال انشدکم الله هل تعلمون
ان ابی علی بن ابی طالب علیه السلام قالوا اللهم
نعم قال انشدکم الله هل تعلمون انّ جدّتی
خدیجة بنت خویلد، اول نساء هذه الامة اسلاما
قالوا اللهم نعم قال انشدکم الله، هل تعلمون
انّ الطیار فی الجنّة عمّی قالوا اللهم نعم قال انشدکم
الله هل تعلمون انّ هذا سیف رسول الله انا متقلده
قالوا اللهم نعم قال انشدکم الله هل تعلمون
انّ هذه عمامة رسول الله انا لابسها، قالوا
اللهم نعم قال انشدکم الله هل تعلمون
ان علیًا کان اول القوم اسلامًا واعلمهم
علما، واعظمهم حلمًا وانه ولی کل
مومن ومومنةٍ قالو اللهم نعم، قال
فبم تستحلون دمی وابی الذائد عن الحوض
یذودعنه رجالا کما یذاد البعیر الصادر
عن الماء ولواء الحمد فی ید ابی یوم القیامة
قالوا قد علمنا ذالك کله ونحن غیر تارکیك
حتی تذوق الموت عطشًا۔

ہاں ہم جانتے ہیں، آپ نے کہا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی تم جانتے ہو نا کہ علی ابن ابی طالب میرے پدر بزرگوار ہیں، لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپ نے کہا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی جانتے ہو نا کہ میری نانی خدیجہ بنت خویلد ہیں جو اس امت میں سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی جانتے ہو کہ جناب جعفر طیار جو جنت میں محو پرواز ہیں میرے چچا ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں آپ نے فرمایا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی تم جانتے ہو کہ یہ تلوار جو میں لگائے ہوں پیغمبر تلوار ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی جانتے ہو نا! کہ یہ عمامہ جو میں پہنے ہوئے ہوں پیغمبر کا عمامہ ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی جانتے ہو نا! کہ علی تمام لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے سب سے زیادہ عالم سب سے بڑے حلیم اور ہر مومن و مومنہ کے مولا تھے۔

لوگوں نے کہا ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر کس وجہ سے مجھے ذبح کرنا تم نے جائز سمجھ لیا۔ حالانکہ میرے ہی باپ حوض کوثر سے لوگوں کو ہنکانے والے ہیں، جیسے چشمے سے لوٹتے ہوئے اونٹ ہنکائے جاتے ہیں، اور قیامت کے دن لواء حمد میرے باپ ہی کے ہاتھ میں ہو گا۔ لوگوں نے کہا ہم یہ باتیں جانتے ہیں لیکن ہم اس وقت تک آپ کو نہ چھوڑیں گے جب تک تشنگی کے عالم میں آپ موت کا مزہ نہ چکھ لیں۔

ومن خطبة له علیہ السّلام عقیب صلوٰة الصبح فی یوم عاشورا یحث اصحابہ علی القتال[۱]

حمد اللہ واثنیٰ علیہ، ثم قال ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ قد اذن فی قتلکم وقتلی فی ھذا الیوم فعلیکم بالصبر والقتال۔

ومن خطبة له (بالطف) فی التحذیر عن الدنیا[۲]

قال بعد الحمد والثناء عباد اللہ اتقوا اللہ وکونوا من الدنیا علی حذر، فان الدنیا لو بقیت لاحد وبقی علیھا احد لکانت الانبیاء احق بالبقاء واولی بالرضاء وارضی بالقضاء غیر ان اللہ خلق الدنیا للبلاء وخلق اھلھا للفناء فجدیدھا بال ونعیمھا مضمحل وسرورھا مکفھر والمنزل بلغة والدار قلعة، فتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔

---

۱۵ اثبات الوصیة مسعودی۔

۵۲ تاریخ کبیر ابن عساکر۔

آپ کا ایک خطبہ جو آپ نے بروز عاشورا نماز صبح کے بعد ارشاد فرمایا جس میں اپنے اصحاب کو جنگ پر آمادہ فرمایا ہے

آپ نے پہلے حمد و ثنائے الٰہی ادا فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے آج کے دن تمھارے اور میرے قتل ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے لہٰذا تمھارا فرض ہے کہ ثابت قدمی کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرو۔

آپ کا ایک خطبہ

جو آپ نے ساحل فرات پر دنیا سے پرہیز کرنے کے متعلق فرمایا

بعد حمد و ثنائے الٰہی آپ نے ارشاد فرمایا، بندگان خدا! خدا سے ڈرو اور اس دنیا سے ہوشیار رہو۔ اگر یہ دنیا کسی کے لئے ہمیشہ باقی رہتی اور دنیا میں کوئی ہمیشہ باقی رہ سکتا تو انبیا ہمیشہ باقی رہنے کے زیادہ حقدار تھے اور اس کے زیادہ مستحق تھے کہ ہر بات ان کی مرضی کے مطابق ہو اور وہ سب سے زیادہ تقدیر کے فیصلے اپنی پسند کے مطابق پاتے مگر یہ کہ خدا نے اس دنیا کو بلا و مصیبت ہی کے لئے خلق کیا ہے اور اس دنیا کے لوگوں کو فنا ہو جانے کے لئے دنیا کی ہر نئی چیز کہنہ ہو جانے والی اور اس کی نعمتیں فرسودہ ہو جانے والی اس کی خوشی بس ناخوشی ہے۔ یہ ایک دوسری منزل کا پیش خیمہ اور ناقابل سکونت گھر ہے لہٰذا اس دنیا سے زاد راہ فراہم کر لو اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ خدا سے ڈرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔

ومن کلام له علیه السلام

یامر اصحابه بالصبر و یرغبهم فی الآخرة

وذالك لما اشتد الامر به نظر من کان معه فاذا هو بخلافهم لانهم کلما اشتد الامر تغيرت الوانهم وارتعدت فرائصهم ووجلت قلوبهم وکان ع و بعض من معه من خصائصه تشرق الوانهم وتهدی جوارحهم وتسکن نفوسهم فقال بعضهم لبعض انظروا لا یبالی بالموت قال ع لهم صبرا بنی الکرام فما الموت الا قنطرة تعبر بکم عن البوس والضراء الی الجنان الواسعة والنعیم الدائمة فایکم یکره ان ینتقل من سجن الی قصر، وما هو لاعدائکم الا کمن ینتقل من قصر الی سجن و عذاب، ان ابی حدثنی عن رسول الله ص ان الدنیا سجن المومن وجنة الکافر والموت جسر هولاء الی جنانهم وجسر هولاء الی جحیمهم ماکذبت ولا کذبت

---

۱ معانی الاخبار صدوق رح

آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے اپنے اصحاب کو صبر کی تلقین فرمائی ہے اور آخرت کا شوق دلایا ہے

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ کی مصیبت انتہا کو پہونچ گئی تو آپ نے اپنے ہمراہیوں کی طرف نگاہ کی وہ آپ کی طرح مطمئن دل نہ تھے کیوں کہ ان پر جب سختی بڑھ جاتی تو ان کے رنگ متغیر ہو جاتے، جوڑ بند کانپنے لگتے اور دل سہم جاتا اور خود امام اور آپ کے چند رفقاء جو آپ کی خصوصیات کے حامل تھے ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے چہرے کا رنگ کھل جاتا، دل مطمئن ہو جاتے اور نفس کو سکون ہوتا تھا۔ تو آپ کے بعض ساتھیوں نے دوسرے ساتھیوں سے کہا کہ امام کو دیکھو آپ کو موت کی پرواہ نہیں۔ امام نے ان سے ارشاد فرمایا صبر سے کام لو۔ اے شریفوں کی اولاد موت تو ایک پل ہے جس کے ذریعہ تم مصائب و شدائد جھیل کر وسیع جنت اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں تک پہونچ جاؤ گے۔ تم میں کسے ناپسند ہے کہ وہ قید خانے سے منتقل ہو کر قصر عالیشان میں پہنچ جائے موت تمھارے دشمنوں کے لئے ایسی ہے جیسے کوئی قصر سے منتقل ہو کر قید خانے و عذاب میں پہونچ جائے۔ میرے والد ماجد نے پیغمبر خدا سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ اور موت مومنوں کو جنت تک پہونچانے والا اور کافروں کو جہنم تک پہونچانے والا پل ہے۔ نہ میں جھوٹ کہتا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ بتایا گیا ہے۔

ومن خطبة له فى ذم اهل الكوفة

وهى مظهر ابائه وعظمة نفسه

حمد الله واثنى عليه وذكره بما هو اهله وصلّى على محمد وعلى الملئكة والانبياء والرسل نظير متكلم بليغ مثله، ثم قال تبا لكم وترحا ايتها الجماعة احين استصرختمونا والهين، فاصرخناكم موجفين، مستعدين سللتم علينا سيفا لنا فى ايمانكم وحششتم علينا نارا قد اججناها على عدوكم وعدونا، فاصبحتم البا على اوليائكم ويدا عليهم لاعدائكم بغير عدل افشوه فيكم ولا امل اصبح لكم فيهم الا الحرام من الدنيا انالوكم وخسيس عيش طمعتم فيه من غير حدث كان منا ولا راى تغيل لنا، فهلا لكم الويلات اذ كرهتمونا وتركتمونا، تجهزتموها والسيف مشيم والجاش طامن والراى لما يستصحف ولكن اسرعتم اليها كطيرة الدبا، وتداعيتم اليها كتداعى

کوفے والوں کی مذمت میں آپ کی ایک تقریر

جو آپ کی غیرت وحمیت اور بلند کرداری کا آئینہ ہے

حمد وثنائے الٰہی اور پیغمبر اکرام اور دیگر انبیاء اور ملائکہ پر درود وسلام اس طرح ادا فرمایا جس طرح کسی فصیح وبلیغ متکلم سے اس کے پہلے نہیں سنا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہلاکت ومصیبت ہو تمھارے لئے، اے لوگو! ارے جب خود ہی تم لوگوں نے بدحواس ہو کر ہم سے فریاد کی اور ہم پوری تیاری کے ساتھ دوڑتے ہوئے تمھاری فریاد کو پہونچے تو کل جو تلواریں تمھارے ہاتھوں میں ہماری حمایت کے لئے بلند تھیں آج انھیں تلواروں کو تم نے ہم پر کھینچا ہے اور کل جو آگ ہم نے اور تم نے مل کر اپنے مشترکہ دشمن کے لئے بھڑکائی تھی وہی آگ آج تم میرے لئے بھڑکا رہے ہو۔ دشمن کے دست وبازو بن کر آج تم اپنے ہی دوستوں پر ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ تمھارے دشمنوں نے تمھارے ساتھ کوئی انصاف نہیں برتا اور نہ تم کو ان سے کسی منفعت ہی کی امید ہے۔ سوا اس کے کہ دنیا کی حرام چیزیں تم نے ان سے حاصل کی ہیں اور ذلیل عشرت کے سامان کی ان سے لالچ کی ہے حالانکہ ہم سے تمھارے خلاف کوئی بات بھی رونما نہیں ہوئی اور نہ ہمارے متعلق تمھارا عقیدہ غلط ثابت ہوا ہے۔ کیونکر نہ تمھارے لئے بربادی وہلاکت ہو کہ تم نے ہمیں ناپسند کیا، ہمیں چھوڑ دیا، جنگ کی تیاریاں کیں حالانکہ ہماری تلواریں نیام میں تھیں دل تمھاری طرف سے مطمئن تھے تمھارے متعلق رائے بھی بدلی نہ تھی لیکن تم جنگ کے لئے یوں امنڈ پڑے جس طرح ٹڈیاں

الفراش فسحقا لكم يا عبيد الامة فانما انتم
من طوا غيت الامة وشذاذ الاحزاب ونبذة
الكتاب ونفثة الشيطان، وعصبة الانام و
محرفي الكتاب مطفئ السنن، وقتلة اولاد
الانبياء ومبيدي عترة الاوصياء وملحقي العهار
بالنسب، موذي المومنين صراخ ائمة
المستهزئين الّذين جعلوا القران عضين و
لبئس ما قدّمت لهم انفسهم وفي العذاب هم
خالدون وانتم ابن حرب واشياعه
تعضدون، وعنّا تخاذلون، اجل والله الخذل
فيكم معروف وشجت عليه اصولكم وتازرت
عليه فروعكم وثبتت عليه قلوبكم
وغشيت صدوركم. فكنتم اخبث ثمر شجي
للنّاظر واكلة للغاصب الّا لعنة الله على
الناكثين الذين ينقضون الايمان بعد توكيدها
وقد جعلتم الله عليكم كفيلاً فانتم والله هم،
الاوان الدعي ابن الدعي قد ركز بين اثنتين
بين السلة والذلة وهيهات منّا الذلة
يابي الله ذالك لنا ورسوله والمومنون، بجدود

کے دل کے دل امنڈ پڑتے ہیں اور یوں ٹوٹ پڑے جس طرح پروانے (شمع پر) ٹوٹتے ہیں۔ اے لوگو ہلاکت و بربادی ہو تمہاری تم امت کے سرکش لوگوں میں سے ہو جماعت سے علیحدہ رہنے والے اور کتاب خدا کو چھوڑ دینے والے شیطان کے سحر کا شکار، گنہگاروں کی ٹولی، کتاب خدا میں تحریف کرنے والے سنتوں کو مٹانے والے، اولاد انبیاء کو قتل کرنے والے، اوصیاء کی نسل کو ہلاک کرنے والے، زنا کی اولاد کو نسبی اولاد قرار دینے والے، مومنین کو اذیت دینے والے اور آیات الٰہی کے ساتھ تمسخر کرنے والی ٹولی کے سرغنہ کی مدد کرنے والے ہو جنھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ بہت ہی بری چیز ان کے نفسوں نے ان کے سامنے پیش کی ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ تم حرب کے بیٹے اور اس کے پیروؤں کی مدد کر رہے ہو اور ہمارے ساتھ بے وفائی کر رہے ہو ہاں کیوں نہ ہو؟ تمہارا بے وفائی کرنا دنیا جانتی ہے اسی پر تمہاری جڑوں نے جگہ پکڑی اسی سے تمہاری شاخیں بارآور ہوئیں اسی پر تمہارے دل قائم اور اسی کو تمہارے سینے چھپائے ہوئے ہیں۔ تم بدترین پھل ہو دیکھنے والوں کیلئے رنج و اندوہ اور غاصب کے لئے لقمہ ہو۔ خدا کی لعنت ہو عہد و پیمان توڑنے والوں پر جو عہد و پیمان استوار کر کے توڑ ڈالتے ہیں حالانکہ اپنے عہد و پیمان پر خدا کو ضامن بھی بنا چکے تھے۔ تم لوگ خدا کی قسم وہی ہو۔ دیکھو! یہ حرامی کا حرامی لڑکا (ابن زیاد) دو باتوں کے درمیان جم گیا ہے، یا تو مجھ پر تلوار کھینچے یا مطیع بنا کر مجھے قید کرے۔ اطاعت کی ذلت و خواری برداشت کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ خدا کی قسم اس کا رسول پاکیزہ گود، طیب و طاہر آغوش، اونچی

رحجور خل) طابت وحجر طهرت انوف حمية ونفوس ابية من ان توثر طاعة اللئام على مصارع الكرام، الا قد اعذرت وانذرت، الا وانى زاحف بهذه الاسرة مع قلة العدد، وكثرة العدو، وخذلان النّاصر، وخذلة الاصحاب، ثم تمثل بابيات فروة بن مسيك المرادى۔

فان نهزم فهزامون قدما
وان نغلب فغير مغلبينا
وان طبنا جبن ولكن
منايانا ودولة آخرينا
اذا ما الموت رفع عن اناس
كلاكله اناخ باخرينا
فافنى ذلكم سروات قومى
كما افنى القرون الاولينا
فلو خلد الملوك اذا خلدنا
ولو بقى الكرام اذا بقينا
فقل للشامتين بنا افيقوا
سيلقى الشامتون كما لقينا

ناک، غیرت مند نفس ہمیں قطعاً اجازت نہیں دیتے کہ ہم شریفانہ موت کو چھوڑ کر کمینوں کی اطاعت اختیار کریں۔ دیکھو! میں نے اپنا عذر بیان کر دیا۔ تمھیں خدا کا خوف بھی دلایا۔ میں اپنے لوگوں کے ساتھ دراں حالیکہ یہ تعداد میں بہت تھوڑے ہیں اور دشمنوں کو تعداد بہت زیادہ ہے دوستوں نے منھ چرا لیا ہے، احباب نے مدد سے دست کشی کر لی ہے (مگر ان سب کے باوجود) میں مقابلہ کر کے رہوں گا۔ اس کے بعد آپ نے مثالاً فروہ بن مسیک مرادی کے یہ اشعار پڑھے:—

اگر آج ہم شکست کھا جائیں تو خیر، پہلے تو ہم ہی شکست دیتے رہے ہیں

اور اگر آج ہم مغلوب ہو جائیں تو ہمیشہ ایسا نہیں ہوا ہو گا کہ مغلوب ہی ہوتے رہے ہوں

ہم میں کوئی بزدلی نہیں پیدا ہوئی ہے مگر ہماری موت کا وقت آ گیا ہے۔

اور دوسروں کی قسمت میں اقتدار حاصل کرنا ہے

اگر موت کچھ لوگوں سے اپنا سینہ ہٹا لے

تو دوسروں پر مسلط ہو کر رہے گی

اسی موت نے ہماری قوم کے سرداروں کو فنا کیا

جس طرح اگلے زمانے کے لوگوں کو فنا کیا

اگر بادشاہ ہمیشہ زندہ رہے ہوتے تو ہم بھی زندہ رہتے

اگر شریف عزت والے انسان ہمیشہ باقی رہے ہوتے تو ہم بھی باقی رہتے

جو ہماری موت پر خوش ہوتے ہیں ان سے کہہ دو کہ ہوش میں آؤ

ہماری موت پر خوش ہونے والے بھی اسی موت کا سامنا کریں گے جس کا ہم نے سامنا کیا

ثم قال اما واللہ لا تلبثون بعدھا الا کریث مایرکب الفرس حتی تدور بکم دور الرحی وتقلق بکم قلق المحور عہد عہدہ الی ابی عن جدی فاجمعوا امرکم وشرکائکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنظرون ثم کیدونی جمیعاً فلا تنظرون انی توکلت علی اللہ ربی وربکم ما من دابۃ الا ھو اخذ بناصیتھا، ان ربی علی صراط مستقیم اللھم احبس عنھم قطر السماء وابعث علیھم کسنی یوسف وسلط علیھم غلام ثقیف یسقیھم کاسا مصبرۃ ولا یدع فیھم احداً الا قتلہ بقتلۃ وضربۃ بضربۃ ینتقم لی ولاولیائی واھل بیتی واشیاعی منھم فانھم غرونا وکذبونا وخذلونا وانت ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد خدا کی قسم تم بس اتنی ہی دیر ٹکنے پاؤ گے جتنی دیر گھوڑے پر سوار ہونے میں لگتی ہے یہاں تک کہ فوراً ہی چکی کی گردش تمھیں گردش دے گی اور چرخی کی طرح چکنا چور کر ڈالے گی۔ میرے پدر بزرگوار میرے نانا سرور کائنات سے سن کر مجھ سے اس کا وعدہ فرما چکے ہیں۔ تو تم اور تمھارے شریک سب مل کر اپنا کام ٹھیک کر لو، پھر تمھاری بات تم میں سے کسی پر مخفی نہ رہے پھر تمھارا جو جی چاہے میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے دم مارنے کی بھی مہلت نہ دو۔ میں تو صرف خدا ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی اور روئے زمین پر جتنے چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے، اس میں تو شک ہی نہیں کہ میرا پروردگار انصاف کی سیدھی راہ پر ہے۔"

بارالہا! ان سے بارش کے قطرے روک لے، ویسے ہی قحط سے ان کا سامنا کر جیسی قحط سالی حضرت یوسف کے زمانے میں ہوئی تھی، ان پر ثقیف کے نوجوانوں کو مسلط کر دے جو انھیں کڑوا جام پلا دے اور اس وقت تک انھیں نہ چھوڑے جب تک ان سے قتل کا بدلا قتل کی صورت میں، وار کا بدلہ وار کر کے نہ لے لے، میرا اور میرے تمام انصار، میرے اہل بیت، میرے شیعوں کا ان سے انتقام لے کیونکہ انھوں نے ہمیں دھوکا دیا، ہمیں جھٹلایا، ہماری مدد سے گریز کیا۔ تو ہی ہمارا پروردگار ہے، اور تجھ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے۔

ومن کلام لہ مخاطباً لاھل الکوفہ

وھو یقاتل علی رجلیہ

اعلیٰ قتلی تحاثون اما واللہ تقتلون بعدی عبداً من عباد اللہ اللہ اسخط علیکم لقتلہ منی وایم اللہ انی لارجوان یکرمنی اللہ بھوانکم ثم ینتقم لی منکم من حیث لا تشعرون، اما واللہ ان لو قد قتلتمونی لقد القی اللہ باسکم بینکم، وسفک دمائکم ثم لا یرضی لکم حتی یضاعف لکم العذاب الالیم.[۱]

ومن کلام لہ لما نظر الی کثرۃ من قتل

من اصحابہ قبض علی شیبتہ المقدسۃ

وقال اشتد غضب اللہ علی الیھود، اذجعلوا لہ ولداً واشتد غضبہ علی النصاری اذجعلوہ ثالث ثلاثۃ، واشتد غضبہ علی المجوس اذعبدوا الشمس والقمردونہ واشتد غضبہ علی قوم اتفقت کلمتھم علی قتل ابن بنت نبیھم، اما واللہ لا اجیبھم الی شیء مما

[۱] تاریخ طبری جلد ۲ ص ۵۲ لہوف

آپ نے اہلِ کوفہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اور اس وقت آپ پیدل ہو کر جہاد فرما رہے تھے

ارے کیا میرے قتل پر باہم ایک دوسرے کو ابھارتے ہو۔ خدا کی قسم مجھے قتل کرنے پر خداوند عالم جس قدر تم پر غضب ناک ہوگا، میرے بعد اور کسی بندے کے قتل پر اتنا غضب ناک نہ ہوگا۔ قسم بخدا مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے، تمھیں ذلیل کر کے عزت بخشے گا پھر میرا انتقام بھی تم سے اس طرح لے گا جس کا تمھیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو خداوند عالم اپنا قہر و دبدبہ اور غضب تم پر مسلط کر دے گا، تمھارا خون بہائے گا، پھر بھی تم سے راضی نہ ہوگا اور تمھارے لئے دردناک عذاب دہ چند کر دے گا۔

جب آپ نے کثرت سے اپنے اصحاب کو قتل ہوتے دیکھا تو اپنی ریش مقدس مٹھی میں لے کر ارشاد فرمایا

خداوند عالم یہودیوں پر بے حد غضب ناک ہوا کیونکہ انھوں نے اس کے لئے فرزند کا قرار دیا تھا۔ عیسائیوں پر بے حد غضب ناک ہوا کیونکہ انھوں نے خداوند عالم کو تین میں کا تیسرا قرار دیا۔ مجوس پر بے حد غضب ناک ہوا کیونکہ انھوں نے خداوند عالم کو چھوڑ کر آفتاب و ماہتاب کی پرستش کی۔ اب اس قوم پر شدید غضب ناک ہوگا جنھوں نے اپنے پیغمبر کے نواسے کے قتل پر ایکا کر لیا۔ خدا کی قسم وہ جو مجھ سے چاہتے ہیں اس میں ایک بات بھی میں منظور نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اپنے خون

یریدون، حتی القی الله، وانا مخضب بدمی ثم صاح اما من مغیث یغیثنا، اما من ذاب یذب عن حرم رسول الله فبکت النسوة وکثر صراخهن۔

ومن دعائه علیه السلام

فی یوم العاشر من المحرم لما صبحت الخیل رفع یدیہ

وقال اللهم انت ثقتی فی کل کرب وانت رجائی فی کل شدة وانت لی فی کل امر نزل ثقة وعدة، کم کرب یضعف فیه الفواد وتقل فیه الحیلة ویخذل فیه الصدیق ویشمت فیه العدو، انزلته بک وشکوته الیک، رغبة منی عمن سواک ففرجته عنی وکشفته فانت ولی کل نعمة وصاحب کل حسنة ومنتهی کل رغبة۔

ومن کلام له علیه السلام

به ودع عیاله وامرهم بالصبر

قال علیه السلام استعدوا للبلاء، واعلموا

---

۵۱ تاریخ طبری جلد ۲۔ ۵۲ جلاء العیون مجلسی ر۲

میں ڈنگا ہوا خداوند عالم سے ملاقات کروں اس کے بعد آپ نے آواز بلند فرمایا کیا کوئی فریاد کو پہونچنے والا نہیں ہے میری فریاد کو پہونچے کیا کوئی دشمنوں کو دفع کرنے والا نہیں جو حرم رسول سے دشمنوں کو دفع کرے امام کی اس فریاد پر اہل حرم کی صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی)

بصبح عاشورا جب لشکر عمر سعد نے جنگ کا آغاز کیا ہے تو

آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر عرض کیا

پالنے والے! تجھ ہی پر ہر رنج واندوہ میں میرا بھروسہ ہے، ہر سختی میں تو ہی میری امید دل کا مرکز ہے۔ جب کبھی مجھ پر کوئی مصیبت پڑی تو ہی میرا آسرا اور (اس مصیبت سے بچنے کا) سامان رہا ہے۔ نہ جانے کتنے مصائب والام تھے جن میں دل کمزور، راہ چارہ وتدبیر مسدود ہوگئی، دوستوں نے ساتھ چھوڑ دیا، دشمنوں نے خوشیاں منائیں، میں نے ان مصائب والام میں گھر کر تیری طرف رجوع کی تجھ سے اپنا غم بیان کیا، تیرے ماسوا سے بے نیاز ہو کر تجھ ہی سے آرزومند ہوا اور تو نے وہ مصائب والام دور کر دیے ان کے گھیرے سے مجھے باہر نکال لایا تو ہی ہر نعمت کا مالک اور ہر نیکیوں والا ہے تو ہی قبلہ حاجات ہے۔

اس وقت کا کلام جب آپ رخصت آخر کو خیمے میں آئے ہیں اور اہل حرم کو صبر کی تاکید کی ہے

تو آپ نے ارشاد فرمایا مصیبتیں جھیلنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور یہ جان لو

ان الله حاميكم وحافظكم، وسينجيكم من شر الاعداء ويجعل عاقبة امركم الى خير ويعذب عدوكم بانواع العذاب ويعوضكم عن هذه البلية بانواع النعم والكرامة فلا تشكوا ولا تقولوا بالسنتكم ما ينقض عن قدركم.

الخطبة المنسوبة اليه التى قال فيها

ايه يا متحلة دين الاسلام ويا اتباع شر الانام، هذا آخر مقام اقرع به اسماعكم واحتج به عليكم زعمتم انكم بعد قتلى تتنعمون فى دنياكم وتستظلون قصوركم هيهات هيهات، ستحاطون عن قريب بما ترتعد به فرائصكم وترجف منه افئدتكم حتى لا يؤيكم مكان ولا يظلكم امان، وحتى تكونوا اذل من فرام الامة، وكيف لا تكونوا كذلك وقد اليتم على انفسكم ان تسفكوا دم رسول الله ص وتقتلوا ذريته وتظمأوا

کہ خدا تمھارا مددگار اور محافظ ہے اور وہ عنقریب تمھیں دشمنوں کے شر سے نجات دے گا اور تمھارا انجام کار بخیر کرے گا اور تمھارے دشمنوں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرے گا اور اس مصیبت کے بدلے میں تمھیں قسم قسم کی نعمتیں اور عزت و شرف بخشے گا لہٰذا حرف شکایت زبان پر نہ آئے اور نہ کوئی ایسی بات دہن سے نکلے جو تمھاری قدر و منزلت گھٹانے کی باعث ہو۔

ایک اور خطبہ جو آپ کی طرف منسوب ہے

جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں

اے دین اسلام کی طرف اپنے کو جھوٹی نسبت دینے والو! اے بدترین خلائق کے پیرو! یہ آخری موقع ہے کہ میں تمھیں متنبہ کرتا ہوں اور تم سے احتجاج کرتا ہوں تم سمجھتے ہو کہ مجھے قتل کرنے کے بعد تم دنیا میں نعمتوں سے لذت اندوز ہو گے۔ اپنے محلات میں مقیم ہو گے۔ ناممکن ہے، ناممکن ہے۔ عنقریب تم ایسے آفتوں میں گھر جاؤ گے جس سے تمھارے جوڑ بند کانپنے لگیں گے۔ تمھارے دل تھرا اٹھیں گے یہاں تک کہ تمھیں کہیں پناہ نہ ملے گی نہ کہیں ٹھکانا نصیب ہو گا۔ اور یہاں تک کہ تم امت کے ذلیل ترین لوگوں میں سے ہو جاؤ گے اور کیوں نہیں تم ویسے ہو گے جب تم نے جی میں قسم کھالی ہے کہ پیغمبر کا خون بہاؤ گے، ان کی اولاد کو قتل کرو گے، ان کے بچوں کو پیاس سے تڑپاؤ گے اور ان کی عورتوں کو قیدی بناؤ گے۔ میں نے تمھارے سامنے تین باتیں پیش کیں کہ کسی ایک کو پسند کر لو مگر تم نے ایک بھی نہ مانی اور اپنی طاقت و کثرت کے گھمنڈ میں اڑے رہ گئے۔ بھلا

صيبته وتوسر وانسوئته ولقد خيرتكم بين
خلال ثلاث فابيتم، ومنتكم شوكتكم
ان انقاد لطاغيتكم الملحد معاذ الله نفوس
ابية وانوف حمية تقعدنا عن الدنية وتنهض
بنا فى الغزالى ورود حياض المنية وما اشوقنى
الى اللحوق بهذه الفتية واشار بيده الى
مصارع الاحبة) والوفاء بعهدى لربي فخذوا
حذركم ثم كيدونى جميعًا ولا تنظرون -
تم الخطب وكلامه۴-

میں تمہارے بے دین پیشوا (یزید) کی اطاعت کروں؟ خدا کی پناہ! غیرت مند نفس اونچی ناک ذلیل باتوں کے پاس ہمیں پھٹکنے بھی نہیں دیتیں اور عزت کے ساتھ ہمیں موت کے گھاٹ تک جانے پر آمادہ کرتی ہیں (پھر آپ نے اپنے انصار کی لاشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) مجھے اپنے ان نوجوانوں سے جلد مل جانے اور اپنے معبود سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کا کتنا اشتیاق ہے۔ تم سوچ سمجھ لو پھر سب مل کر مجھ پر دھاوا بول دو پھر مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو

بلاغتِ الحسین علیہ السلام

حصّۂ دُوم

اِمام حسینؑ کے خطوط و مُراسلات

باسمه سبحانه

الباب الثاني

في كتب مولانا السبط الشهيد الحسين بن علي

كتابه عليه السلام جوابا عن كتاب اهل البصرة اليه، يسألونه عن الصمد

بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد - فلا تخوضوا في القرآن ولا تجادلوا فيه بغير علم، فقد سمعت جدي رسول الله يقول من قال في القرآن بغير علم فليتبوء مقعده من النار، وان الله قد فسر الصمد فقال الله الصمد، ثم فسره فقال لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفوا احد، لم يلد، لم يخرج منه شيء كثيف كالولد وسائر الاشياء الكثيفة التي تخرج

له توحيد الصدوق.

باسمہ سبحانہ

بابِ دوم

حضرتِ سید الشہداء کے مکتوبات

اہل بصرہ نے "صمد" کی تفسیر دریافت کی تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دیکھو قرآن میں دخل نہ دو، نہ بغیر علم کے اس میں بحث و مباحثہ کرو۔ کیونکہ میں نے اپنے نانا پیغمبر خدا کو یہ کہتے سنا ہے کہ "جو شخص بغیر علم کے قرآن کے متعلق لب کشائی کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے"۔ خداوند عالم نے لفظ صمد کی خود تفسیر فرمادی ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے "اللہ الصمد" پھر اس لفظ صمد کی تفسیر اپنے بعد کے اس جملے سے فرمائی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد نہ تو اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہے "لم یلد" کسی کو پیدا نہیں کرتا یعنی اس سے نہ تو کوئی ٹھوس چیز برآمد ہوتی ہے جیسے لڑکا لڑکی یا اور دیگر مادی چیزیں جو عموماً مخلوقات سے پیدا ہوتی رہتی ہیں، اور نہ کوئی لطیف چیز اس سے برآمد ہوتی ہے جیسے نفس اور نہ عارضی حالات اس میں

من المخلوقين، ولا شئ لطيف كالنفس، ولا يتشعب منه البدوات كالسنة، والنوم، والخطرة والهم، والحزن والبهجة والضحك والبكاء، والخوف والرجاء والرغبة والسأمة والجوع، والشبع، تعالى ان يخرج منه شئ وان يتولد منه شئ كثيف او لطيف، ولم يولد، ولم يتولد من شئ ولم يخرج من شئ كما يخرج الاشياء الكثيفة من عناصرها، كالشئ من الشئ، والدابة من الدابة، والنبات من الارض، والماء من الينابيع والثمار من الاشجار ولا كما يخرج الاشياء اللطيفة من مراكزها، كالبصر من العين والسمع من الاذن والشم من الانف والذوق من الفم، والكلام من اللسان والمعرفة والتميز من القلب وكالنار من الحجر، لا بل هو الله الصمد الذى لا من شئ ولا فى شئ ولا على شئ مبدع الاشياء وخالقها ومنشئ الاشياء بقدرته، يتلاشى ما خلق للفناء بمشيئته ويبقى ما خلق للبقاء بعلمه فذالكم الله الصمد الذى لم يلد ولم يولد عالم الغيب والشهادة الكبير المتعال ولم يكن له كفوا احد.

نمودار ہوتے ہیں جیسے اونگھنا، سونا، اندیشہ، تصور، رنج، غم، خوشی، ہنسنا، رونا، ڈر، امید، رغبت، تھکن بھوک کا ہونا، شکم سیر ہونا ——

خداوند عالم بزرگ و برتر ہے کہ اس سے کوئی چیز خارج ہو اور ٹھوس یا لطیف چیز اس سے متولد ہو "ولم یولد" یعنی کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا کسی شے سے نکلا نہیں جیسے اور دیگر ٹھوس چیزیں اپنے عناصر سے متولد ہوتی ہیں جیسے چیز چیز سے، چوپایہ چوپائے سے، نباتات زمین سے، پانی چشموں سے، پھل درختوں سے اور نہ اس طرح کسی چیز سے برآمد ہوا جس طرح لطیف چیزیں اپنے مرکزوں سے برآمد ہوتی ہیں جیسے نگاہ آنکھوں سے سماعت کانوں سے، سونگھنا ناک سے، چکھنا منھ سے، بات زبان سے، معرفت شناخت دل سے یا آگ پتھر سے۔ (خدا لطیف و کثیف کسی چیز سے متولد نہیں ہوا) بلکہ وہ اللہ الصمد ہے جو نہ تو کسی چیز سے ہے نہ کسی چیز میں ہے نہ کسی چیز پر ہے۔ اشیاء کا ایجاد کرنے والا اور ان کا خالق ہے۔ اپنی قدرت و اختیار سے چیزوں کو خلق کرتا ہے۔ جن چیزوں کو اس نے فنا ہو جانے کے لئے پیدا کیا ہے وہ اس کی مشیت سے نابود ہو جاتی ہیں اور جن چیزوں کو رہنے کے لئے پیدا کیا وہ اس کے علم کے سبب باقی رہتی ہیں۔ پس یہی تمھارا خدائے بے نیاز ہے جو نہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہے نہ کسی چیز سے پیدا ہوا، حاضر و غائب کا جاننے والا بزرگ و برتر ہے کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

———

(٢) كتابه عليه السلام جواباً لما كتب اليه الحسن البصري يسئله عن القدر

فاتبع ما شرحت لك في القدر مما افضى الينا اهل البيت فانه من لم يؤمن بالقدر خيره وشره كفر، ومن حمل المعاصي على الله جل وعز فقد افترى على الله افتراء عظيماً ان الله تبارك وتعالى لا يطاع باكراه ولا يعصى بغلبة ولا يهمل العباد في الحكمة لكنه المالك لما ملكهم والقادر لما عليه اقدرهم، فان ائتمروا بالطاعة لم يكن الله صاداً عنها مبطئاً، وان ائتمروا بالمعصية نشاء ان يمن عليهم فيحول بينهم وبين ما ائتمروا به فعل وان لم يفعل، فليس هو حملهم عليها قسراً ولا كلفهم جبراً بتمكينه اياهم بعد اعذاره وانذاره لهم، واحتجاجه عليهم طوقهم ومكنهم وجعل لهم السبيل الى اخذ ما اليه دعاهم وترك ما عنه نهاهم جعلهم مستطيعين لاخذ ما امرهم به من شئ غير اخذيه، ولترك

له تحفه الرضا.

(۲) آپ کا مکتوب حسن بصری کے نام

انھوں نے قدر کے متعلق سوال کیا تھا اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

دیکھو پیروی کرو اس کی جو میں تمھیں قدر کے متعلق لکھتا ہوں اس علم سے جو ہم اہل بیت تک پہونچا ہے اس لئے کہ جو شخص اچھی اور بری ہر قسم کی تقدیر پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔ اور جو گناہوں کی ذمہ داری اللہ پر قرار دے اس نے خدا پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ خداوند عالم کی اطاعت زبردستی نہیں ہوتی اور نہ نافرمانی خدا کے مقابلہ میں غالب آنے کے بنا پر ہوتی ہے اور نہ وہ اپنی حکمت سے اپنے بندوں کو مطلق العنان چھوڑتا ہے بلکہ وہ مالک ہے اس کا بھی جسے اس نے ان کی ملکیت میں دیا ہے، اور قادر ہے اس پر بھی جسے اس نے ان کی قدرت میں رکھا ہے لہٰذا اگر وہ اس کے احکام کی اطاعت کرنا چاہیں تو اللہ اس سے روکنے والا یا دیر کرنے والا نہ ہوگا اور اگر گناہ کرنا چاہیں تو اس وقت اگر وہ چاہے کہ اپنے احسان سے کچھ موانع پیدا کر کے ان کو ان کے ارادہ کئے ہوئے گناہ سے باز رکھے تو ایسا کر دیتا ہے لیکن اگر ایسا نہ کرے تب بھی ان کے گناہ کا باعث اور مجبور کرنے والا وہ نہ ہوگا۔ اور نہ یہ کہ اس نے زبردستی اس کا مرتکب کیا ہوگا بلکہ قدرت دینے کے ساتھ انھیں پورے طور پر اچھا برا بتانے اور حجت تمام کرنے کے بعد اس نے انھیں اپنے افعال پر طاقت دی ہے اور ان کے لئے راستہ کھلا رکھا ہے اس کا کہ اس عمل کو اختیار کریں جس کی طرف اس نے اپنی دعوت دی ہے اور اسے ترک کریں کہ جس سے اس نے انھیں منع کیا ہے انھیں پورے

ما نهاهم عنه من شئ غير تاركيه والحمد لله الذی جعل عباده اقویاء لما امرهم به ینالون بتلك القوة وما نهاهم عنه وجعل العذر لمن لم یجعل له السبیل حمدا متصلاً فانا علی ذلك اذهب وبه اقول والله وانا واصحابی ایضا علیه وله الحمد۔

(٣) کتابه علیه السّلام جوابا لمّا کتب الیه معاویة یعیره فی تزویجه علیه السّلام جاریة بعد ما اعتقها

امّا بعد۔ فقد بلغنی کتابك وتعییرك ایای بانی تزوجت مولاتی، وترکت اکفائی من قریش فلیس فوق رسول الله ص منتهی فی شرف، ولا غایة فی نسب، وانما کانت ملك یمینی خرجت عن یدی بامر التمست فیه ثواب الله ثم ارتجعتها علی سنة نبیه ص وقد رفع الله بالاسلام الخسیسة ووضع عنا به النقیصة

له زهر الادب قیروانی۔

طور پر قادر بنایا ہو اُن اعمال کے کرنے پر جن کا انھیں حکم دیا تھا، چاہے یہ انھیں بجا نہ لائیں اور ان چیزوں کے ترک پر جن سے انھیں منع کیا ہے چاہے یہ انھیں ترک کریں یا نہیں اور مسلسل و متصل حمد ہو بس اللہ کے لئے جس نے اپنے بندوں کو طاقت دے رکھی ہے اپنے احکام کی تعمیل پر اور اسی طاقت سے (جب چاہتے ہیں) وہ تعمیل کرتے ہیں اور احکام کی مخالفت پر بھی طاقت دی ہے، اور جس کے لئے راستہ تعمیلِ احکام کا موجود ہی نہ ہو اُسے تو معذور قرار دیا ہے (وہ مکلف ہی نہیں ہے) یہی میرا مسلک ہے اور بخدا اسی کا میں قائل ہوں، اور میں اور میرے تمام اصحاب بحمداللہ اسی پر قائم ہیں۔

(۳) آپ نے ایک کنیز کو آزاد کر کے اس سے عقد کر لیا تھا اس پر معاویہ نے اعتراض کرتے ہوئے آپ کو ایک خط لکھا جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

تمہارا نوشتہ مجھے ملا جس میں تم نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے اپنی آزاد کردہ کنیز سے عقد کر لیا اور قریش میں سے کسی برابر کی لڑکی سے شادی نہ کی، تو ظاہر ہے رسول کی قرابت سے بڑھ کر (جو کہ مجھے حاصل ہے) نہ تو کوئی شرف ہے نہ اس کے برابر نسب کی کوئی منزل ہے۔ وہ پہلے میری کنیز تھی جسے میں نے ثواب خدا حاصل کرنے کے لئے آزاد کر کے اپنی ملکیت سے نکال دیا پھر میں نے پیغمبرؐ کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے (عقد کر کے) اُسے اپنے پاس پلٹا لیا۔ خداوند عالم نے اسلام کے ذریعہ ہر پستی کو بلندی بخش دی ہے اور اسی اسلام کے ذریعہ ہم (مسلمانوں) سے ہر کمی کو دور کر دیا ہے۔ لہٰذا مرد مسلمان اسی وقت مستحق ملامت ہے

فلا لوم على امرئ مسلم الا فى امر ماثم وانما اللوم لوم الجاهلية.

(۴) كتابه عليه السلام فى الشؤون العامة جوابا عن كتاب معاوية اليه

اما بعد. فقد بلغنى كتابك، تذكره فيه انه انتهت اليك عنى امور، انت لى عنها راغب، وانا بغيرها عندك جدير وان الحسنات لايهدى لها، ولا يسدد اليها الا الله تع واما ما ذكرت انه رقى اليك عنى، فانه انما رقاه اليك الملاقون المشاؤون بالنميمة، المفرقون بين الجمع، وكذب الغاوون، ما اردت لك حربا، ولا عليك خلافا، وانى لاخشى الله فى ترك ذلك منك ومن الاعذار فيه اليك، والى اوليائك القاسطين الملحدين، حزب الظلمة واولياء الشياطين الست القاتل حجر بن عدى اخا كندة واصحابه المصلين العابدين، كانوا ينكرون الظلم ويستفظعون البدع ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر ولا

له الامامة والسياسة ابن قتيبه

جب کہ اس سے کسی گناہ کا ارتکاب ہو ۔ ذلیل و گھٹیا اور بڑی کمینگی تو یہ ہے کہ مسلمان ہو کر جاہلیت کی ذہنیت پر برقرار رہے ۔

(۴) آپ کا مکتوب معاویہ کے جواب میں عام ملکی معاملات کے متعلق

مجھے تمہارا خط ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ میرے متعلق تمہیں کچھ خبریں پہنچی ہیں جنھیں تم میرے لئے ناپسند کرتے ہو اور اگر یہ باتیں مجھ سے ظہور میں نہ آتیں تو تمہارے نزدیک زیادہ بہتر تھا حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ نیکیوں کی ہدایت کرنے والا اور اپنی توفیق شامل حال کرنے والا صرف خداوند عالم ہے ۔ اور تم نے یہ جو لکھا ہے کہ تم تک میرے متعلق یہ باتیں پہونچی ہیں تو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ باتیں تم تک چغل خور، پھوٹ ڈالنے والے، جھوٹے، گمراہ لوگوں ہی نے پہنچائی ہیں، میرا تم سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور نہ تم سے مخالفت کرنے کا (ابھی تک) قصد کیا ہے ۔ اگرچہ ایسا نہ کرنے کی وجہ سے میں خدا سے ڈرتا ہوں (کہ وہ مجھ سے جواب نہ طلب کرے) کہ میں نے تمہارے مقابلے میں اور تمہارے ان ستمگار اور لامذہب ساتھیوں کے مقابلے میں جو ظالموں کا جتھا اور شیطانوں کے پیرو ہیں ۔ پوری پوری امکانی کوشش کیوں نہ کر لی ۔ کیا تم حجر بن عدی کے جو قبیلۂ کندہ سے تھے اور ان کے عبادت گزار نمازی اصحاب کے قاتل نہیں ہو ۔ جو ظلم سے انکاری اور بدعتوں کے مخالف تھے، امر بالمعروف کرتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے اور خدا کے بارے میں کسی ملامت

يخافون في الله لومة لائم ثم قتلتهم ظلما و
عدوانا من بعد ما اعطيتهم الايمان المغلظة
والمواثيق الموكدة جراءة على الله واستخفافا
بعهده، اولست قاتل عمرو بن الحمق، صاحب
رسول اللهؐ العبد الصالح الذی ابلته العبادة
فنحل جسمه واصفر لونه فقتلته بعد ما امنته
واعطيته العهود ما لو فهمه العصم لنزلت
من رؤوس الجبال اولست بمدعی زیاد بن سمية
المولود على فراش عبيد ثقيف فزعمت انه ابن
ابيك، وقد قال رسول الله الولد للفراش و
للعاهر الحجر، فتركت سنة رسول اللهؐ
تعمدا وتبعت هواك بغير هدى من الله ثم
سلطته على اهل الاسلام، يقتلهم و يقطع
ايديهم وارجلهم و يسمل اعينهم و يصلبهم
على جذوع النخل كانك لست من هذه الامة
وليسوا منك اولست قاتل الحضرميين الذين
كتب اليك فيهم زياد انهم على دين علی
فكتبت اليه ان اقتل كل من كان على دين
علی فقتلهم و مثل بهم بامرك و دين علی هو

کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرتے تھے پھر تم نے انھیں سخت قسم کے عہد و
پیمان کرنے اور پختہ ترین وعدہ کرنے کے باوجود خدا پر جرارت کر کے اور اس کے
عہد کو خفیف سمجھ کر محض از راہ ظلم و جور شہید کر دیا کیا تم عمرو بن حمق کے
قاتل نہیں، جو رسول کے صحابی اور نیکوکار اللہ کے بندے تھے جنھیں عبادت
نے اتنا لاغر کر دیا تھا کہ ان کا جسم کاہیدہ اور ان کا رنگ زرد ہو گیا تھا، تم نے
انھیں امان دینے کے بعد ایسے سخت و شدید وعدہ کرنے کے بعد کہ اگر ایسے
وعدے بزِ کوہی سے کئے جائیں تو وہ بھی پہاڑ چھوڑ کر نیچے اتر آئے، قتل کیا
کیا تم نے زیاد بن سمیہ کو جو ثقیف کے غلام کے گھر پیدا ہوا تھا۔ بھائی نہیں بنایا
اور یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ تمھارے باپ کا بیٹا ہے حالانکہ پیغمبرؐ فرما چکے تھے کہ
لڑکا شوہر کے لئے ہے اور زناکار کے لئے سنگساری ہے۔ تم نے عمداً شریعت
پیغمبر سے گریز کیا اور اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس میں خدا کی طرف سے تم
بالکل ہدایت پر نہ تھے۔ پھر (اسی پر تم نے بس نہ کی بلکہ) اس زیاد کو تم
نے مسلمانوں پر مسلط کر دیا کہ وہ انھیں قتل کرے، ان کے ہاتھ پیر کاٹے
ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروائے اور درخت خرما پر پھانسی چڑھاوے
ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم اس امت سے ہو ہی نہیں، اور نہ یہ امت اسلام
تم سے سروکار رکھتی ہے کیا تم نے حضرمی جماعت کو قتل نہیں کیا جس کے
متعلق زیاد نے تمھیں لکھا تھا کہ وہ علیؑ کے دین پر ہیں تو تم نے زیاد کو لکھا کہ جو بھی
علیؑ کے دین پر ہو اُسے قتل کر ڈالو۔ تمھارے حکم کی بنا پر اس نے سب کو قتل
کر ڈالا، اور تمھارے حکم کی وجہ سے اس نے ان کا مثلہ کیا (ہاتھ پیر کاٹے

دين ابن عمه الذى اجلسك مجلسك الذى انت فيه
ولولا ذلك لكان شرفك و شرف آبائك
تجشم الرحلتين رحلة الشتاء والصيف ، و
قلت فيما قلت ، انظر لنفسك ولدينك ولامة
محمد افضل من ان اجاهدك فان فعلت
فانه قربة الى الله وان تركته فانى
استغفر الله لدينى واسئله توفيقه لارشاد
امرى وقلت فيما قلت انى ان انكرتك تنكرنى و
ان اكدك تكدنى فكدنى ما بدالك ، فانى
ارجوا ان لا يضرنى كيدك ، وان لا يكون
على احد اضر منه على نفسك ، لانك
قد ركبت جهلك وتحرصت على نقض
عهدك ، ولعمرى ما وفيت بشرط ولقد
نقضت عهدك بقتل هؤلاء النفر الذين
قتلتهم بعد الصلح والايمان والعهود
والمواثيق فقتلتهم من غير ان يكونوا
قاتلوا وقتلوا ولم تفعل بهم الا لذكرهم
فضلنا وتعظيمهم حقنا فقتلتهم مخافة
امر لعلك لو لم تقتلهم مت قبل ان

حالاں کہ علیؑ کا دین بعینہٖ محمد مصطفیٰؐ کا دین ہے، وہ محمد مصطفیٰؐ جن کی وجہ سے
آج تم اس جگہ پر بیٹھے ہو اگر وہ نہ ہوتے تو تمھاری اور تمھارے آبا و اجداد کی عزت
بس بھیریاں لگانی ہوتیں جاڑے کی بھیری اور گرمی کی بھیری اور تم نے اپنے خط
میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ذرا اپنے اور اپنی مذہبی ذمّہ داریوں کے متعلق خوب
غور کریں اور میں نے خوب غور کیا تو اپنے لئے اور اپنے مذہبی مفاد اور امّت
حضرت محمد مصطفیٰؐ کے لئے اس سے بہتر کچھ نظر نہیں آتا کہ جہاں تک ہو سکے
میں تمھارا مقابلہ کروں اب اگر میں نے ایسا کیا تو میرے لئے رضائے الٰہی کا
ذریعہ ہوگا اور اگر اُسے ترک کیا تو پھر خدا سے مجھے اپنی مذہبی فرض کی بنا پر
طالبِ مغفرت ہونا پڑے گا اور اسی سے میری درخواست ہے کہ وہ مجھے صحیح طریقہ کار
کے اختیار کرنے کی توفیق عطا کرے اور تم نے اپنے سلسلہ کلام میں مجھے دھمکایا ہے
کہ اگر میں تم سے مخالفت کروں گا تو تم بھی مجھ سے مخالف ہو جاؤ گے اور میں تمھارے
مقابلے میں تدبیر کروں گا تو تم بھی تدبیر کرو گے۔ اچھا تو تم جو چاہو میرے خلاف تدبیر
کرلو مجھے اُمید ہے کہ تمھاری تدبیروں سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور سب سے
زیادہ ان کا نقصان خود تم ہی کو ہوگا۔ اس لئے کہ تم جہالت کی سواری پر
سوار ہو اپنے عہد کے توڑنے کی فکر میں ہو اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ تم نے ایک
شرط بھی پوری نہیں کی ہے۔ اور تم اپنا عہد توڑ چکے ہو ان لوگوں کو قتل کر کے جو تمھارے
ساتھ مصالحت کر چکے تھے اور جن کے لئے امان دیئے جانے کی قسمیں اور عہد و پیمان ہو چکے
تھے تم نے انھیں قتل کر ڈالا بغیر اس کے کہ وہ جنگ کرتے اور کسی کو قتل کرتے اور
تم نے یہ سلوک ان سے صرف اس جرم میں کیا کہ وہ ہمارے فضائل بیان کرتے تھے

يفعلوا او ماتوا قبل ان يدركوا، فابشر يا معاوية بالقصاص واستيقن بالحساب، واعلم ان الله تعالیٰ كتابا لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصٰها، وليس الله بناس لاخذك بالظنة وقتلك اولياءه على التهم ونفيك اولياءه من دورهم الى دار الغربة واخذك للناس ببيعة ابنك غلام حدث يشرب الشراب ويلعب بالكلاب، ما اراك الا قد خسرت نفسك وتبرئت دينك وغششت رعيتك واخربت امانتك وسمعت مقالة السفيه الجاهل واخفت الورع التقى والسلام۔

(۵) كتابه لرجل من اهل الكوفة بعد ما كتب اليه

يا سيدى اخبرنى بخير الدنيا والآخرة

بسم الله الرحمن الرحيم[۱]

امّا بعد۔ فان من طلب رضى الله بسخط الناس

[۱] بحار الانوار جلد ۱۷

اور ہمارے حقوق کا احترام کرتے تھے تو تم نے انھیں قتل کر ڈالا صرف ایسے خطروں کے توہمات کے بنا پر جو اگر تم انھیں قتل نہ کرتے تو شاید تمھاری زندگی میں وہ خطرات پیش نہ آتے یا ممکن ہے کہ اس قسم کے اقدامات سے پہلے وہ ہی مرجاتے اب تھیں مبارک ہو کہ ان کا قصاص تم سے ضرور لیا جائے گا اور تمھیں آخرت میں بازپرس کا یقین رکھنا چاہیئے۔ اور معلوم ہونا چاہیئے کہ خداوند عالم کی طرف سے ہر شخص کا ایک اعمال نامہ مرتب ہوتا رہتا ہے جس میں کوئی چھوٹا بڑا کام ایسا نہیں ہوتا جو درج نہ ہو۔ اور خدا فراموش نہیں کرے گا تمھارے ان افعال کو کہ تم نے لوگوں کو صرف بدگمانیوں کی بنا پر گرفتار کیا اور دوستان خدا کو بے بنیاد الزامات پر قتل کیا اور انھیں ان کے گھروں سے جلا وطن کر کے پردیس پہنچایا اور لوگوں کو اپنے اس گمراہ لڑکے کی بیعت پر مجبور کیا جو شراب خوار اور کتوں سے کھیلنے والا ہے۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ تم نے اپنے کو بڑے خسارے میں مبتلا کر رکھا ہے اور اپنے دین کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور اپنی رعایا سے کھوٹ کی ہے اور اپنے امانت داروں کو رسوا کر دیا ہے اور جاہل احمقوں کی باتوں پر عمل کیا ہے اور متقی و پرہیزگار افراد کو خوف و دہشت میں مبتلا کیا ہے۔

(۵) اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ مولا مجھے دنیا و آخرت کی بھلائی بتایئے اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جو شخص لوگوں کو ناخوش کر کے خدا کی خوشنودی چاہے تو خداوند عالم اس کو لوگوں کی امداد سے بے نیاز کر دیگا اور جو خدا کو ناراض

كفاه الله امور الناس ومن طلب رضی الناس بسخط الله وکله الله الی الناس والسلام ۔

(٦) کتابه جوابا لما کتب الیه رجل عظنی بحرفین فیهما خیر الدنیا والآخرة

من حاول امرا بمعصیة الله تع کان افوت لما یرجو واسرع لمجیئ ما یحذر ۔

(٧) کتابه الی اخیه الحسن فی موضوع اعطاء الشعراء

انت (اعلم منی خ ل) بان خیر المال ما وقی (ما صین خ ل) به العرض ۔

(٨) کتابه عند توجهه الی العراق وهو جواب کتاب کتب الیه عمرو بن سعید

اما بعد ۔ فانه لم یشاقق الله ورسوله من دعا الی الله

عه وکان کتاب عمرو بن سعید الیه بسم الله الرحمن الرحیم من عمرو بن سعید الی الحسین بن علیؑ ۔ اما بعد فانی اسئال الله ان یصرفک ۔

له بحار الانوار جلد ١٠ ٢ه تاریخ کبیر ابن عساکر ٣ه مقتل خوارزمی

کر کے لوگوں کو خوش رکھنا چاہے خدا اُسے لوگوں ہی کے حوالے کر دے گا۔

(اور اپنی ... و تائید سلب کرے گا)

(۶) ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ ہمیں دو حرفوں سے نصیحت فرمایئے اور انھیں دونوں حرفوں میں دنیا و آخرت کی بھلائی آجائے

آپ نے تحریر فرمایا، جو شخص خدا کی نافرمانی کر کے کوئی کام کرنا چاہے۔ تو جس چیز کے ملنے کی اُمید رکھتا ہے وہ نہ ملے گی اور جس چیز سے ڈرتا ہے (اور چاہتا ہے کہ اس کا سامنا نہ کرنا پڑے) وہ بہت جلد پیش آئے گی۔

آپ کا ایک خط امام حسنؑ کے نام جسمیں آپ نے شعراء کو عطیہ و بخشش دینے کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ مال وہی اچھا ہے جس سے آبرو کی حفاظت ہو۔

جب آپ عراق تشریف لے جا رہے تھے تو عمرو بن سعیدؓ نے ایک خط آپکو لکھا آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔

جو شخص خدا کی طرف دعوت دے اور عمل صالح کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

عمرو بن سعید کے خط کا ترجمہ یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عمرو بن سعید کی طرف سے حسینؑ ابن علیؑ کی خدمت میں، میں خداوند عالم سے دست بہ دعا ہوں کہ جس چیز میں آپکی ہلاکت ہے

(بقیہ صفحہ ۲۰۳ پر)

عزوجل وعمل صالحا، وقال انني من المسلمين وقد
دعوت الى الامان والبر والصلة فخير الامان امان الله
ولن يومن الله يوم القيامة من لم يخفه فى الدنيا فنسئل
الله مخافة فى الدنيا توجب لنا امانه يوم القيامة
فان كنت نويت بالكتاب صلتى وبرى فجزيت خيرا
فى الدنيا والآخرة والسلام۔

(۹) كتابه المحتوى على وصية لاخيه محمد بن الحنفية لما عزم على المسير الى العراق

بسم الله الرحمن الرحيم۔ هذا ما اوصى به
الحسين بن على ابن ابى طالب الى اخيه محمد المعروف

(بقیہ ص۲۰۱) عما يوبقك وان يهديك لما يرشدك بلغنى انك
قد توجهت الى العراق وانى اعيذك بالله من الشقاق فانى
اخاف عليك فيه الهلاك وقد بعثت اليك عبد الله
بن جعفر ويحيىٰ بن سعيد فاقبل الىّ معهما فان لك عندى
الامان والصلة والبر وحسن الجوار لك الله علىّ بذلك
شهيد وكفيل ومراع ووكيل والسلام عليك۔

له ناسخ التواريخ۔

تو وہ خدا و رسول کا مخالف ہرگز سمجھا نہیں سکتا۔ تم نے مجھے امان، سلوک، صلۂ رحم کی طرف دعوت دی تو امان تو خدا ہی کی بہتر ہے، خدا قیامت کے دن ہرگز اس شخص کو امان نہ دے گا جو دنیا میں خدا سے ڈرتا نہ رہا۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں اس سے ڈرتے رہیں تاکہ وہ بروز قیامت امان کا ہمیں مستحق سمجھے۔ رہ گیا یہ کہ اگر تم نے یہ خط بھیج کر صلۂ رحم اور میرے ساتھ نیکی کرنی چاہی ہے تو خدا تم کو دنیا و آخرت میں اس کی نیک جزا دے۔

(۹) آپ کا ایک نوشتہ جو آپ نے عراق کی روانگی کے وقت اپنے بھائی محمد حنفیہ کو بطور وصیت نامہ تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیت ہے حسینؑ ابن علیؑ کی اپنے بھائی محمد سے جو ابن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حسینؑ گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں سوا اس معبود حقیقی کے اور وہ واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کے پاس سے حق باتیں لے کر آئے ہیں اور

(بقیہ صفحہ ۲۰۲) اس میں پڑنے سے آپ کو روک دے اور جس بات میں آپ کی فلاح ہے اس کی آپ کو ہدایت کرے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ عراق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں خدا نہ کرے کہ آپ اختلاف و افتراق کا باعث بنیں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اس صورت میں آپ ہلاک نہ ہو جائیں۔ میں آپ کی خدمت میں عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو بھیجتا ہوں ان کے ساتھ میرے پاس تشریف لائیے میرے یہاں آپ کو امان بھی حاصل رہے گا اور صلۂ رحم حسن سلوک اور اچھی ہمسائگی بھی، میں اپنے اس عہد پر خدا کو گواہ اور ضامن و کفیل بناتا ہوں

یا بن الحنفیة ان الحسین اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریک له، وان محمداً عبده ورسوله جاء بالحق من عنده وان الجنة والنار حق وان الساعة آتیة لاریب فیها وان الله یبعث من فی القبور، وانی لم اخرج اشراً ولا بطراً ولا مفسداً ولا ظالماً، وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی، وشیعة ابی علی ابن ابی طالب، فمن قبلنی بقبول الحق فالله اولیٰ بالحق، ومن رد علی هذا اصبر حتی یقضی الله بینی وبین القوم بالحق وهو خیر الحاکمین و هذه وصیتی لک اخی وما توفیقی الا بالله علیه توکلت و الیه انیب، ثم طوی الکتاب وختمه بخاتمه ودفعه الی اخیه

(۱۰) کتابہ الیٰ أهل المدینة

وقد وجهوا ابیاتاً کانت لیزید ولم یعلموه انها منه فلما نظر الیها علم انها منه کتب الیهم فی الجواب

بسم الله الرّحمٰن الرّحیم۔ فان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بریٔ مما تعملون ۔

سلہ مقتل خوارزمی ۔

جنت و جہنّم حق ہے۔ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور خدا قبر کے مردے کو زندہ کرے گا۔ اور میں بڑا بننے، اکڑنے، فساد پھیلانے اور ظلم کرنے کے لئے نہیں نکل رہا ہوں بلکہ اپنے نانا کی اُمّت اور اپنے والد بزرگوار کے شیعوں کی اصلاح کے ارادے سے نکلا ہوں۔ جو مجھے حق سمجھ کر قبول کرے گا تو خداوند عالم حق کا زیادہ سزاوار ہے (یعنی وہی اس کی حقیقی جزا دے گا) اور جو مجھے رد کر دے گا تو میں صبر کو راہ دوں گا۔ یہاں تک کہ خداوند عالم میرے اور اس جماعت کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے یہ میری وصیّت ہے تم سے لے میرے بھائی! مجھے توفیق شامل حال ہونا خدا ہی کے ذریعے ہے اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں،، پھر آپ نے نوشتہ تہ کر کے اس پر انگوٹھی سے مہر کی اور اپنے بھائی کو دیدیا۔

(۱۰) آپ کا ایک مکتوب اہل مدینہ کے نام وہ انھوں نے چند اشعار آپ کی خدمت میں بھیجے جو حقیقت میں یزید کے تھے۔ لیکن ان لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ اشعار یزید کے ہیں۔ جب امام مظلومؑ نے ان اشعار پر نظر کی آپ سمجھ گئے کہ اشعار اسی کے ہیں پھر آپ نے ان کے جواب میں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛۔ پس اگر وہ تمھاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ میرا عمل میرے لئے ہے، تمھارا عمل تمھارے لئے ہے جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے تم بری ہو! اور جو تم کرتے ہو اس سے میں بری ہوں

(۱۱) کتابہٗ الیٰ اشراف البصرۃ
یدعوھم الیٰ نصرتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من الحسین بن علیؑ الیٰ مالک بن مسمع والاحنف بن قیس، والمنذر بن جارود، ومسعود بن عمرو وقیس بن الھیثم سلام علیکم اما بعد فانی ادعوکم الیٰ احیاء معالم الحق واماتۃ البدع فان تجیبوا تھتدوا سبیل الرشاد۔

(۱۲) کتابہٗ الیٰ بنی ھاشم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من الحسین ابن علی الیٰ بنی ھاشم اما بعد فانہ من لحق بی منکم استشھد و من تخلف عنی لم یبلغ الفتح۔

(۱۳) کتابہٗ الیٰ محمد بن الحنفیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من الحسین بن علی الیٰ محمد بن علی ومن قبلہ من بنی ھاشم۔ اما بعد فکان الدنیا لم تکن، وکان الاٰخرۃ لم تزل۔

(۱۴) کتابہٗ الیٰ اھل البصرۃ
یدعوھم لنصرتہ (نسخۃ اخریٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من الحسین بن علی بن ابی طالب فان اللہ تعر

۱؎ و ۲؎ و ۳؎ ناسخ التواریخ ۴؎ تاریخ طبری

(۱۱) آپ کا مکتوب شرفائے بصرہ کے نام
جس میں آپ نے انھیں اپنی مدد کے لئے بلایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے مالک بن مسمع، احنف بن قیس، منذر بن جارود، مسعود بن عمرو اور قیس بن ہثیم کی طرف تم پر میرا سلام ہوا۔ میں تمھیں حق کے آثار زندہ کرنے اور بدعتوں کو مردہ کرنے کی طرف دعوت دیتا ہوں، اگر تم نے میری دعوت قبول کی تو فلاح و نیکی کے راستوں کی طرف ہدایت پاؤ گے۔

(۱۲) آپ کا نوشتہ بنی ہاشم کے نام

حسینؑ بن علی کی طرف سے بنی ہاشم کے نام۔ جو مجھ سے آملے گا وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوگا اور جو گریز کرے گا وہ کامرانی کو نہ پہونچے گا۔

(۱۳) آپ کا مکتوب محمدؒ بن حنفیہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسین ابن علیؑ کی طرف سے محمد بن علی اور دیگر بنی ہاشم کی طرف۔ دنیا کو سمجھو کبھی تھی ہی نہیں اور آخرت کو سمجھو کہ ہمیشہ سے ہے

(۱۴) آپ کا مکتوب اہل بصرہ کے نام
جس میں آپ نے انھیں مدد کیلئے بلایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف سے۔

اصطفیٰ محمداً علیٰ جمیع خلقه واکرمه بنبوته، وحباه برسالته، ثم قبضه الیه مکرما وقد نصح العباد وبلغ رسالات ربه وکان اهله واصفیائه احق بمقامه من بعده وقد تامر علینا قوم فسلمنا ورضینا کراهة للفتنة وطلبا للعافیة وقد بعثت الیکم بکتابی هذا وانا ادعوکم الیٰ کتاب الله وسنة نبیه، فان سمعتم قولی واتبعتم امری اهدیکم الیٰ سبیل الرشاد والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

(۱۵) کتابه جوابا عن کتاب کتبه الیه ابن عمه عبدالله بن جعفر الطیار

امابعد۔ فان کتابك ورد علی فقرأته و

عه وکان کتاب عبدالله بن جعفر الطیار۔ بسم الله الرحمن الرحیم للحسین بن علی من عبدالله بن جعفر امابعد فانی انشدك الله ان تخرج من مکة فانی خائف علیك من هذا الامر الذی قد أزمعت علیه ان یکون فیه هلاکك واستئصال اهل بیتك، فانك ان قتلت خفت ان یطفأ نور الله، فانت علم المهتدین ورجاء المومنین فلا تعجل بالمسیر الی العراق فانی آخذ لك الامان من یزید ومن جمیع بنی امیه لنفسك ولمالك ولاولادك والسلام

له مقتل خوارزمی۔

خداوند عالم نے محمد مصطفیٰؐ کو اپنی تمام مخلوقات سے برگزیدہ کیا اور نبی بنا کر انھیں معزز بنایا اور انھیں رسالت بخشی عزت و احترام کے ساتھ انھیں اپنے پاس بلا لیا محمد مصطفیٰؐ نے بندوں کی خیر خواہی کی۔ خدا کے پیام ان تک پہنچائے اور ان کے بعد ان کے اہلبیت اور ان کے پیارے ان کی جانشینی کے زیادہ حقدار ہیں۔ ایک قوم ہم پر زبردستی حکمراں بن بیٹھی۔ ہم نے ان سے جھگڑا نہیں کیا اور بظاہر راضی رہے۔ مسلمانوں میں شورش انگیزی کو ناپسند کرنے اور امن قائم رکھنے کے خیال سے اب میں یہ خط تمھیں بھیج رہا ہوں اور تمھیں کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم نے میری بات سنی اور میرا حکم مانا تو میں بھلائی کی راہ کی طرف تمھاری رہبری کروں گا

(۱۵) آپ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفر طیار نے آپ کو ایک خط لکھا تھا اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔

تمھارا خط مجھے ملا اور میں نے اسے پڑھا اور تمھارا مطلب سمجھا۔ سنو!

---

۱۵ عبداللہ بن جعفر طیار کے خط کا مفہوم یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسین ابن علی کی خدمت میں عبداللہ بن جعفر کی طرف سے۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مکہ سے تشریف نہ لے جائیں آپ نے جس بات کا قصد کیا ہے اس کے متعلق آپ کے بارے میں مجھے بہت زیادہ خوف لاحق ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ہلاک ہو جائیں اور آپ کے اہلبیت کی بربادی ہو۔ اگر آپ مقتول ہوئے تو ڈرتا ہوں کہ کہیں نور خدا نہ بجھ جائے آپ منارۂ ہدایت ہیں اور مومنین کی تمناؤں کا مرکز، لہٰذا عراق جانے میں جلدی نہ کیجئے۔ میں یزید اور تمام بنی امیہ سے آپ کے لئے آپ کے مال و اسباب اہل و عیال کے لئے امان حاصل کر لوں گا والسلام

فهمت ما فيه، اعلم انى قد رأيت جدى رسول اللهؐ فى منامى فاخبرنى بامرٍ انا ماض له كان لى الامر وعلى، فوالله يا ابن عم لو كنت فى حجر هامة من هوام الارض لاستخرجونى حتى يقتلوننى والله ليعتدن على كما اعتدت اليهود فى يوم السبت والسلام۔

(۱۶) كتابهٔ الى مسلم بن عقيل جوابا عن كتابه اليهؑ

بسم الله الرحمٰن الرحيم۔ من الحسين ابن على الى ابن عمه مسلم بن عقيل اما بعد۔ فقد خشيت ان لا يكون حملك على الكتاب الىّ فى الاستعفاء

عه كتب اليه مسلم بن عقيل من المواضع المعروف المضيق مع قيس بن مسهر اما بعد فانى اقبلت من المدينة مع الدليلين لى فحادا عن الطريق فضلا واشتد عليهما العطش فلم يلبثا ان ماتا واقبلنا حتى انتهينا الى الماء فلم ينج الا بحشاشة انفسنا وذلك الماء بمكان يدعى المضيق من بطن الخبة وقد تطيرت من توجهى هذا فان رأيت اعفيتنا وبعثت غيرى۔ والسلام۔

له ناسخ التواريخ۔

میں نے اپنے نانا پیغمبر خدا کو خواب میں دیکھا ہے انھوں نے مجھے ایسے کام کا حکم دیا ہے جسے میں بہرحال پورا کروں گا چاہے نتیجہ میرے موافق ہو یا مخالف۔

اے بھائی! خدا کی قسم اگر میں زمین کے کیڑوں مکوڑوں میں سے کسی کیڑے کے سوراخ میں بھی جا چھپوں تو یہ وہاں سے مجھے نکال لیں گے۔ بخدا میرے ساتھ اسی طرح زیادتی کریں گے جیسے یہودیوں نے ہفتے کے دن میں زیادتی کی تھی۔

(۱۲۶) جناب مسلمؑ بن عقیل نے آپ کو ایک[1] خط لکھا تھا اُن کے خط کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے ان کے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل کی طرف میں ڈرتا ہوں کہ کہیں دل کی کمزوری ہی نے تمھیں یہ خط لکھنے پر آمادہ نہ کیا ہو۔ جس میں تم نے معافی چاہی ہے اس طرف جانے سے

---

[1] جناب مسلم نے ایک مقام سے جس کا نام مضیق (یعنی تنگ) مشہور ہے قیس بن مسہر کے ہاتھ یہ خط امام کو لکھا تھا۔ میں مدینہ سے دو رہبروں کے ساتھ نکلا دونوں راستہ سے بھٹک کر کھو گئے اور ان پر پیاس کا یہ غلبہ ہوا اور وہ تھوڑی دیر میں مر گئے۔ ہم آگے بڑھے یہاں تک کہ ہم میں صرف رمقِ جان باقی تھی جب ہم کسی طرح پانی تک پہونچے وہ پانی جس جگہ پر ہے اس کا نام مضیق ہے جو جنت کے دامن میں ہے مجھے ان باتوں کا سامنا کرنے سے برا شگون محسوس ہوتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے معاف فرما دیں اور میری جگہ کسی اور کو بھیج دیں۔ والسلام

من التوجه الذی وجهتك الا الجبن، فامض لوجهك الذی وجهتك یا بن العمرانی سمعت جدی رسول اللهؐ یقول ما منا اهل البیت من تطیر ولا یتطیر به فاذا قرأت کتابی فامض علی ما امرتك والسلام علیك ورحمة الله وبرکاته

(۱۷) کتابہ الی اهل الکوفة عند توجهه الی العراق

بسم الله الرحمٰن الرحیم

من الحسین بن علی الی اخوانه من المؤمنین والمسلمین سلام علیکم فانی احمد الیکم الله الذی لا اله الا هو اما بعد فان کتاب مسلم بن عقیل جائنی یخبرنی بحسن رایکم واجتماع ملأکم علی نصرنا والطلب بحقنا فسئلت الله ان یحسن لنا الصنیع و ان یثیبکم علی ذلك اعظم الاجر وقد شخصت الیکم من مکة یوم الثلاثاء لثمان مضین من ذی الحجة یوم الترویة فاذا قدم الیکم رسولی فانکمشوا فی امرکم وجدوا فانی قادم الیکم فی ایامی هذه انشاء الله تعـ والسلام علیکم ورحمة الله و برکاته۔

لـه ناسخ التواریخ۔

جدھر میں نے تم کو روانہ کیا ہے لے میرے بھائی! میں نے جدھر تمہیں روانہ کیا ہے بلا تامل ادھر متوجہ رہو۔ میں نے اپنے نانا محمد مصطفےٰؐ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ ہم اہلبیتؑ میں سے وہ نہیں جو بُرا شگون لے یا جس کے ذریعہ شگون لیا جائے لہذا جب میرا یہ خط تمہاری نظر سے گزرے تو جدھر کا میں نے حکم دیا ہے ادہر روانہ ہو جاؤ۔ تم پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔

(۱۷) عراق جاتے ہوئے آپ نے اہل کوفہ کو یہ خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین ابن علی کی طرف سے برادران مومنین و مسلمین کی طرف۔ تم پر میرا سلام ہو۔ میں حمد و ستائش کرتا ہوں اس معبود برحق کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے مجھے مسلم ابن عقیل کا خط ملا جس میں انھوں نے تمھاری رائے کی عمدگی اور ہماری مدد اور ہمارے حق کی طلب پر تمھاری جماعت کے متفق ہونے کی خبر دی ہے میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس بات پر تمھیں گراں قدر اجر بخشے میں مکہ سے منگل کے دن ۸ ذی الحجہ بروز ترویہ تمھاری طرف روانہ ہو رہا ہوں۔ لہذا جب میرا قاصد تمھارے پاس پہنچے تو اپنے کام میں تیزی سے مصروف ہو جاؤ۔ اور سرگرمی سے کوشش کرو۔ میں انھیں دنوں تمھارے پاس انشاء پہنچا جاتا ہوں تم پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔

(۱۸) کتابہ جواباً عن کتاب اہل الکوفۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من الحسین بن علی الی الملاء من المسلمین والمومنین۔ اما بعد فان هانیا وسعیدا قدما علیّ بکتبکم وکان اٰخر من قدم علیّ من رسلکم، وقد فهمت کل الذی اقتصصتم وذکرتم ومقالۃ اجلائکم انہ لیس علینا امام فاقبل لعل اللہ ان یجمعنا بک علی الهدی وانا باعث الیکم اخی وابن عمی وثقتی من اہل بیتی فان کتب الی انہ قد اجمع رای اجلائکم وذوی الحجی والفضل منکم علیّ مثل ما قدمت بہ رسلکم وقرأت فی کتبکم، فانی اقدم الیکم وشیکاً انشاء اللہ تعالیٰ فلعمری ما الامام الا الحاکم بالکتاب، القائم بالقسط والدائن بدین اللہ الحابس نفسہ علی ذات اللہ۔ والسلام۔

عہ وکان کتابهم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الی الحسین بن علی من شیعتہ من المومنین والمسلمین۔ اما بعد فحیهلا فان الناس منتظرونک ولا رای لهم فی غیرک فالعجل والسلام علیک۔

لہ ناسخ التواریخ۔

(۱۸) آپ کا نوشتہ اہل کوفہ کے نام انکے خط کے جواب[1] میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم: حسین ابن علی کی طرف سے مومنین و مسلمین کے گروہ کی طرف، ہانی و سعید میرے پاس تمھارے خطوط لے کر پہنچے۔ یہ دونوں تمھارے آخری قاصد ہیں جو میرے پاس آئے۔ تم نے جو باتیں بیان کی ہیں اور جن امور کا ذکر کیا ہے انھیں میں سمجھا۔ تمھارے معزز لوگوں کا یہ قول ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں جلد تشریف لائیے کہ خدا آپ کی بدولت ہمیں ہدایت نصیب کرے۔ اب میں تمھاری طرف اپنے بھائی، چچا کے بیٹے اور اپنے اہل بیت میں بھروسے کے لائق شخص (مسلم بن عقیل) کو بھیجتا ہوں، اگر انھوں نے وہاں پہونچکر لکھا کہ تمھارے معزز افراد اور صاحبان عقل و خرد کی رائے بھی وہی ہے جو تمھارے قاصدوں نے آکر بیان کی ہے اور جسے میں نے تمھارے خطوں میں پڑھا ہے تو میں جلد ہی تمھارے پاس پہونچ جاؤں گا۔ میری زندگی کی قسم امام بس وہی ہے جو از روئے کتاب الٰہی فیصلہ کرنے والا انصاف قائم کرنے والا، خدا کے دین کا پابند اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا ہو۔ والسّلام

---

[1] اہل کوفہ کے خط کا مفہوم یہ ہے:۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم حسینؑ ابن علی کی طرف سے ان کے مسلمان و مومن شیعوں کی طرف۔۔ جلد تشریف لائیے کہ لوگ آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں اور آپ کے سوا کسی کے متعلق ان کی رائے نہیں جلدی کیجئے۔ آپ پر ہمارا سلام ہو۔"

(۱۹) کتابہؑ فی مسیرہ الی الکوفة الی حبیبؓ بن مظاہر

لما علم بقتل ابن عمه وغدر اهل الكوفة به عقد اثنتی عشر راية فامر جمعا ان يحمل كل واحد راية منها وحملوا الرايات وبقيت راية منها فقال بعضهم سيدی تفضل علے بحملها فجزاه الحسينؑ خيرا و قال ياتی اليها صاحبها ثم كتب۔

"من الحسين بن على ابن ابى طالب الى الرجل الفقيه حبيب بن مظاهر" اما بعد ياحبيب فانت تعلم قرابتنا من رسول اللهؐ وانت اعرف بنا من غيرك وانت ذو شيمة وغيرة فلا تبخل علينا بنفسك يجازيك جدی رسول اللهؐ يوم القيامة۔

لہ اسرار الشہادۃ۔

(۱۹) حبیب ابن مظاہر کے نام کوفے جاتے وقت آپ نے یہ خط لکھا

جب آپ کے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کی شہادت اور اہل کوفہ کے وفائی کی خبر ملی تو آپنے بارہ نشان تیار کئے اور چند افراد کو منتخب فرماکر حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک نشان اٹھالے۔ لوگوں نے نشان اٹھالئے۔ ایک نشان باقی بچ گیا بعض اصحاب نے عرض کی کہ اُسے اٹھانے کا ہمیں شرف عنایت فرمایئے آپ نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اس کا اٹھانے والا آیا ہی چاہتا ہے اس کے بعد آپ نے یہ نوشتہ لکھا۔

"حسین ابن علی ابن ابی طالب کی طرف سے مرد فقیہہ حبیب ابن مظاہر کے نام۔ اے حبیب تم بخوبی جانتے ہو کہ ہمیں رسول سے کیا قرابت ہے اور دوسروں کے بہ نسبت ہماری معرفت بھی تمھیں زیادہ ہے نیز تم غیرت و مروّت والے شخص ہو۔ لہذا اپنی جان ہم سے عزیز نہ رکھنا۔ اس کی جزا تمھیں ہمارے نانا پیغمبر خدا قیامت کے دن دیں گے۔

بلاغۃ الحسین علیہ السلام

حصۂ سوم

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے مختصر کلمات

الباب الثالث

فی القصار من کلمات الامام السبط الشہید الحسین

وفیہا حکمۃ ومواعظ ومحاسن ادب

(۱) قال[۱] من عبد اللّٰہ حق عبادتہ اٰتاہ اللّٰہ فوق امانیہ وکفایتہ۔

(۲) قال[۲] من عرف حق ابویہ الافضل محمد وعلی واطاعہما حق طاعتہ قیل لہ تبحبح فی ای الجنان حیث شئت۔

(۳) قال[۳] ان قوما عبدوا اللّٰہ رغبۃ، فتلک عبادۃ التجار وان قوما عبدوا اللّٰہ رھبۃ فتلک عبادۃ العبید وان قوما عبدوا اللّٰہ شکرا فتلک عبادۃ الاحرار۔

قیل لہ کیف اصبحت یا ابا عبد اللّٰہ۔

---

[۱] تفسیر العسکری [۲] تحف العقول [۳] بحار الانوار جلد ۱۷۔

باسمہٖ سبحانہٗ

باب سوم

امام مظلوم کے مختصر فقرے

جن میں حکمت کی باتیں بھی ہیں، مواعظ بھی اور اچھے آداب بھی

(۱) فرمایا حضرت نے "جس نے خداوند عالم کی ٹھیک ٹھیک عبادت کی خداوند عالم اُسے اس کی تمناؤں سے زیادہ اور ضرورت سے فاضل عنایت فرمائیگا۔

(۲) فرمایا حضرت نے "جس نے اپنے افضل و اشرف دونوں (روحانی) باپ محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ کے حقوق پہچانے اور ان کی پوری پوری اطاعت کی اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں جہاں دل چاہے رہ۔

(۳) فرمایا حضرت نے "ایک جماعت نے خدا کی عبادت ثواب کی اُمید میں کی یہ تاجروں کی سی عبادت ہے اور ایک جماعت نے عذاب کے خوف سے عبادت کی یہ غلاموں کی سی عبادت ہے اور ایک جماعت نے ازراہ شکر گذاری عبادت کی یہ البتہ آزاد اور شریف آدمیوں کی عبادت ہے۔ اور یہ تمام عبادتوں میں سب سے افضل ہے۔

(۴) آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس حال میں صبح کی، تو آپ نے فرمایا میں نے

(۴) فقال اصبحت ولی رب فوقی والنار امامی، والموت یطلبنی، والحساب محدق بی، وانا مرتهن بعملی، لا اجد ما احب، ولا ادفع ما اکره، والامور بید غیری فان شاء عذبنی وان شاء عفی عنی فای فقیرا فقر منی

(بحار الانوار جلد ۱۷)

(۵) وقال لولا ثلاثة ما وضع ابن آدم راسه لشیٔ الفقر والمرض والموت (نزهة الناظر فی تنبیه الخاطر)

(۶) وقال من اتانا لم یعدم خصلة من اربع آیة محکمة وقضیة عادلة واخا مستفادا ومجالسة العلماء۔ (کشف الغمہ)

(۷) وقال لرجل اغتاب عنده رجلا یا ھذا کف عن الغیبة فانھا ادام کلاب النار۔

(۸) وقال الاستدراج من اللہ سبحانه لعبده ان یسبغ علیه النعم ویسلبه الشکر۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۹) وقال البخیل من بخل بالسلام۔

(۱۰) قال رجل ان المعروف اذا اسدی الی غیر اھله ضاع فقال لیس کذلک، ولکن تکون الصنیعة

ے۵ و ے۶ و ے۹ بحار الانوار جلد ۱۷

اس طرح صبح کی کہ میرا پروردگار میرے فوق ہے اور آتش جہنم سامنے ہے اور موت میری طلب گار ہے، اور حساب مجھ پر نگاہ جمائے ہے اور میں اپنے اعمال کا اسیر ہوں، جو چاہتا ہوں وہ پاتا نہیں اور جس سے بیزار ہوں اس کو اپنے سے دور نہیں کر سکتا اور کل امور کسی اور کے ہاتھ میں ہیں وہ چاہے تو مجھ پر عذاب کرے اور اگر چاہے تو معاف کر دے۔ لہٰذا اب کون نادار مجھ سے بڑھ کر نادار ہو سکتا ہے۔

(۵) آپ نے فرمایا کہ "اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو فرزندِ آدم کسی چیز کے آگے سر نہ جھکاتا، ناداری، بیماری اور موت۔

(۶) آپ نے فرمایا "جو شخص ہمارے پاس آئے وہ چار باتوں میں سے کسی ایک بات سے محروم نہ رہے گا یا تو کسی محکم آیت کے معانی و مطالب کی تفسیر سے واقفیت حاصل کرے گا یا کسی عادلانہ فیصلے سے مطلع ہوگا یا اپنا کوئی بھائی پائے گا۔ یا علماء کی ہم نشینی حاصل ہوگی۔

(۷) آپ کی خدمت میں کسی نے کسی کی غیبت کی، آپ نے ٹوکا کہ غیبت سے باز رہو کیونکہ غیبت جہنم کے کتوں کی غذا ہے۔

(۸) فرمایا آپ نے "خدا کا اپنے بندے کو ڈھیل دینا یہ ہے کہ نعمتوں سے نہال کر دے اور شکر کرنے کی توفیق چھین لے۔"

(۹) فرمایا آپ نے "بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔

(۱۰) ایک شخص نے کہا کہ جب نیکی نا اہل کے ساتھ کی جائے گی تو ضایع جائیگی آپ نے فرمایا "ایسا نہیں۔ احسان بارش کی بڑی بوندوں کی طرح ہونا

مثل وابل المطر فتصيب البر والفاجر (بحار الانوار ج١١)

(١١) قال له رجل ابتداء كيف انت عافاك الله

فقال له السلام قبل الكلام عافاك

الله ثم قال لا تاذنوا لاحد حتى

يسلم .. ..

(١٢) اتاه رجل فسأله فقالؑ ان المسئلة لا تصلح

الا في غرم فادح او فقر مدقع او حمالة

مفظعة فقال الرجل ما جئت الا في احدهن

فامر له بمائة دينار۔

وسئل عن معنى قول الله واما بنعمة ربك

فحدث۔

(١٣) فقالؑ امره ان يحدث بما انعم الله به

عليه في دينه۔

(١٤) وقالؑ (لابنه علی) اياك وظلم من لا يجد عليك

ناصرا الا الله جل وعز۔

جائه رجل من الانصار يريد ان يسئله حاجة۔

(١٥) فقالؑ يا اخا الانصار صن وجهك من بذل

المسئلة وارفع حاجتك في رقعة أت فيها

---

١١ و١٢ و١٣ و١٤ بحار الانوار ج١٧

جاہیئے جو ہر نیکو کار و بدکار کو پہنچتا ہو۔

(۱۱) ایک شخص نے بغیر سلام و دعا کے گفتگو کی ابتدا ہی یوں کی "وہ کیسے ہیں آپ؟ خدا آپ کو تندرستی عنایت فرمائے" آپ نے فرمایا "بات کے پہلے سلام ہونا چاہیئے، خدا تمہیں بھی تندرستی عنایت فرمائے۔" اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب تک کوئی سلام نہ کرے گفتگو کی اجازت نہ دو۔

(۱۲) ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ سوال کرنا تین ہی وقتوں میں مناسب ہے جب کہ شدید قرض ہو۔ یا جان لیوا ناداری ہو یا ناقابل برداشت بوجھ پیٹھ پر لدا ہو۔ اس شخص نے کہا میں ان تین باتوں ہی میں سے کسی ایک وجہ سے حاضر ہوا ہوں آپ نے سو دینار دیئے جانے کا حکم دیا۔

آپ سے واما بنعمۃ ربک فحدث (اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کرو) کے معنی پوچھے گئے۔

(۱۳) تو آپ نے فرمایا۔ خدا نے حکم دیا ہے کہ دین کی جو نعمت خدا نے بخشی ہے اس کا اظہار کرو

(۱۴) آپ نے اپنے فرزند علیؑ سے فرمایا "خبردار ایسے پر کبھی ظلم نہ کرنا جو تمھارے مقابلے میں خدا کے سوا کوئی دوسرا مددگار نہ رکھتا ہو"

انصار میں سے ایک شخص کسی حاجت برآری کے لیئے سوال کرنے آیا۔

(۱۵) تو آپ نے فرمایا اے انصاری بھائی سوال کی ذلت سے اپنے کو بچاؤ جو تمھاری حاجت ہو اسے رقعے میں لکھ کر دے دو۔ خدا نے چاہا تو تمھاری خوشی

ما سرك انشاء الله" فكتب اليه يا ابا عبد الله ان لفلان علی خمسمائة دینار وقد الح بی فکلمه ینظرنی الی میسرة" فلما قرأ الرقعة دخل الی منزله، فاخرج منها صرة فیها الف دینار وقال ع اما خمسمائة فاقض بها دینک، واما خمس مائة فاستعن بها علی دهرک، ولا ترفع حاجتک الا الی احد ثلثة، الی ذی دین او مروة او حسب، اما ذوالدین فیصون دینه، واما ذوالمروة فانه یستحی لمروته، واما ذوالحسب فیعلم انک لم تکرم وجهک ان تبذل له فی حاجتک فهو یصون وجهک ان یردک بغیر قضاء حاجتک

(بحار الانوار جلد ۱۷)

(۱۶) قال ع من دلائل علامات القبول الجلوس الی اهل العقول ومن علامات اسباب الجهل المماراة لغیر اهل الکفر، ومن دلائل العالم انتقاده لحدیثه وعلمه بحقائق الفنون۔

(۱۷) وقال ع ان المومن اتخذ الله عصمته، وقوله مرآته۔ فمرة ینظر فی نعت۔

---

۱۶ و ۱۷ بحار الانوار جلد ۱۷۔

ہی کی بات ہوگی۔" اس نے رقعہ لکھا، "اے ابوعبداللہ فلاں شخص کے ۵۰۰ دینار پر قرض ہیں اور اب وہ مجھ سے شدید تقاضے کر رہا ہے آپ اس سے کہہ سن کر اسوقت تک مہلت دلا دیجئے جب تک اتنی رقم میں مہیا کر لوں۔" جب آپ نے یہ رقعہ پڑھا۔ گھر میں تشریف لے گئے اور ایک تھیلی لائے جسمیں ہزار دینار تھے اُسے دے کر فرمایا ۵۰۰ دینار سے تو تم اپنا قرضہ ادا کرو اور ۵۰۰ وقت ضرورت کام میں لاؤ اور دیکھو اپنی احتیاج تین شخصوں پر کسی ایک سے بیان کردینا دیندار سے مروت والے سے یا حسب والے سے دیندار تو اسلئے کہ جب تم اس سے سوال کرو گے تو وہ دین کی حفاظت کے خیال سے تمھاری حاجت روائی کریگا اور مروّت والے سے اس لئے کہ وہ تمھاری حاجت پوری نہ کریگا تو اپنی مروّت کی وجہ سے شرمائے گا اور اونچے حسب والے سے اسلئے کہ وہ جانتا ہے کہ تم نے اپنی حاجت بیان کرنے میں اپنی آبرو عزیز نہ کی تو وہ بھی بغیر تمھاری حاجت پوری کئے تمھیں لوٹانے میں اپنی آبرو بچائے گا۔

(۱۶) مقبولیت کی علامتوں میں سے صاحبان عقل کی ہم نشینی ہے اور جہالت کی علامتوں میں سے کافروں کو چھوڑ کر خود اپنوں سے الجھتے رہنا ہے اور عالم کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی بات کی جانچ پرتال کرے اور فنون کی حقیقتوں سے آگاہ ہو۔

(۱۷) مومن کی شان یہ ہے کہ اللہ اس کو گناہوں سے بچنے کی توفیق کرامت فرماتا ہے اور اس کی گفتار اسکے باطن کی آئینہ دار ہوتی ہے وہ کبھی مومنین کے

المؤمنين، وتارة ينظر في وصف المتجبرين فهو منه في لطائف ومن نفسه في تعارف ومن فطنته في يقين، ومن قدسه على تمكين۔

(۱۸) وقالؑ اياك وما تعتذر منه فان المومن لا يسئ ولا يعتذر والمنافق كل يوم يسئ و يعتذر۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۱۹) وقالؑ سبعون حسنة تسع وستون للمبتدى وواحد للراد۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۲۰) وقالؑ ان الله يعلم ان ما يبدى يزيل لغيره، بانه لم يكتسبه لغيره، يسيره لو انصف النفس الخون لقصرت من سيره ولكان ذلك منه ادنى شره من خيره۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۲۱) وقالؑ صاحب الحاجة لم يكرم وجهه عن سوالك، فاكرم وجهك عن رده۔

(۲۲) وقالؑ من احبنا لله، و ردنا نحن واياه على نبينا هكذا وضم اصبعيه و من

اوصاف پر نظر کرتا ہے اور کبھی جبار و سرکش لوگوں کے اوصاف پر غور کرتا ہے تاکہ پہلی صفتوں سے اپنے کو آراستہ اور دوسری سے دور رکھے، اس طرح وہ ہمیشہ اپنی دل بستگیوں میں لگا رہتا ہے اور اپنے نفس ہی کی شناخت کرتا رہتا ہے اور اپنے خیالات میں یقین کے درجے پر اور اپنے تقدس میں قرار و سکون کی منزل پر رہتا ہے۔

(۱۸) ایسے کام سے بچو جس میں عذر و معذرت کی ضرورت پیش آئے کیونکہ مومن نہ تو برائی کرتا ہے نہ معذرت کرنے کی اس کو ضرورت لاحق ہوتی ہے اور منافق آئے دن برائی کرتا ہے اور پھر اس کی معذرت کرتا ہے۔

(۱۹) ستر نیکیاں ہوتی ہیں اُنہتر اس کے لئے جو کسی کارِ خیر کی ابتدا کرے اور ایک اس کے لئے جو پھر اُسے دُہرائے۔

(۲۰) خدا خوب جانتا ہے کہ جو عمل ظاہر ہوا ہے وہ اس کے لئے ہے یا اس کے غیر کے لئے ہے اور اگر جانتا ہو کہ کسی نے صرف خوشنودی الٰہی کے لئے اپنے کارِ خیر کو نظرِ خلق سے چھپایا ہے تو وہ اُسے نمایاں کرکے رہتا ہے اگر یہ بے ایمان نفس انصاف سے کام لے تو اپنی رفتار میں کمی کرے اور اُسکی شرارتوں کی کمی اُسے خیر سے نزدیک کرے۔

(۲۱) صاحبِ حاجت نے تم سے سوال کرکے اپنی آبرو کا خیال نہ کیا تو تم بھی اپنی آبرو کا خیال کرتے ہوئے اُسے محروم پلٹانے سے پرہیز کرو۔

(۲۲) جس نے ہمیں خوشنودی خدا کے لئے محبوب رکھا تو ہم اور وہ نبی کے پاس یوں اکٹھا پہنچیں گے جیسے یہ دو انگلیاں (آپ نے اپنی دو اُنگلیاں ملا کر بتایا

احبنا للدنيا فان الدنيا تسع البر والفاجر۔ (ابن عساکر جلد ۴ ص ۲۲۳)

(۲۳) وقالؑ من احجم عن الرای واعيت له الحيل كان الرفق مفتاحه۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۲۴) وقالؑ ما كفل لنا يتيما قطعته عنا محنتنا باستتارنا فواساه من علومنا التی سقطت اليه حتى ارشده وهداه الا قال الله تعٰ له يا ايها العبد الكريم المواسی، انا اولى بهذا الكرم اجعلوا له يا ملائكتی فی الجنان بعدد كل حرف علمه الف الف قصر وضموا اليها ما يليق بها من سائر النعم۔ (تفسير العسکری)

(۲۵) وقالؑ لولا التقية ما عرف ولينا من عدونا ولولا معرفة حقوق الاخوان ما عرف من السيئات شئ الا عوقب على جميعها لكن الله عز وجل يقول، وما اصابكم من مصيبة فيما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

قال له رجل يا ابن رسول الله انا من شيعتكم الخاص۔

(۲۶) فقالؑ يا عبد الله فاذا انت كابراهيم الخليل الذی قال الله تعٰ "وان من شيعته لابراهيم"

اور جو ہمیں دنیا کے لئے محبوب رکھے گا۔ تو دنیا تو نیک اور بد سب ہی کو مل جاتی ہے۔

(۲۱) جو شخص رائے قائم نہ کرنے پائے اور راہ چارہ و تدبیر مسدود ہو جائے تو نرمی اس کی کلید ہو گی۔

(۲۴) جو ہمارے کسی یتیم کی جسے ہماری غیبت پر مجبوری نے ہم سے جدا کر دیا ہے اس طرح کفالت کرے کہ اسے ہمارے ان علوم سے جو اس تک پہنچے ہیں بہرہ مند بنائے یہاں تک کہ اس کی رہبری و ہدایت کرے تو خدائے تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ ہمدردی کرنے والے نیک مرد تجھ سے زیادہ فیاضی کرنیکا حق دار میں ہوں اے میرے فرشتو اس کے لئے بہشت میں ہر ایک حرف کی تعداد کے مطابق جس کی اس نے تعلیم دی ہے ہزار ہزار محل بنا دو اور ہر ایک قصر میں جو دوسری مناسب نعمتیں ہیں وہ سب بھی فراہم کر دو۔

(۲۵) اگر تقیہ کا فریضہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست اور دشمن میں امتیاز نہ ہوتا اور اگر بھائی بندوں کے حقوق کی شناخت نہ ہوتی تو کوئی خطا کسی سے ایسی سرزد نہ ہوتی جس کی اسے سزا نہ ملے مگر خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ جو تمہیں مصیبت پہنچتی ہے۔ وہ تمہارے ہاتھوں ہے اور بہت سی باتوں کو خدا معاف بھی کر دیتا ہے۔

ایک شخص نے آپ سے کہا کہ فرزند رسولؐ میں آپ کے مخصوص شیعوں میں سے ہوں

(۲۶) تو آپ نے فرمایا تب تم مثل خلیل خدا ابراہیم ہو جن کے متعلق خداوند عالم نے فرمایا ہے و یقیناً ان ہی شیعوں میں سے ابراہیم بھی تھے جب وہ پروردگار

اذجاء ربه بقلب سليم، فان كان قلبك كقلبه فانت
من شيعتنا وان لم يكن قلبك كقلبه فهو طاهر من الغش
والغل فانت من محبينا، والا فانك ان عرفت
انك بقولك كاذب فيه انك لمبتلى بفالج لا
يفارقك الى الموت اوجذام ليكون كفارة
لكذبك هذا۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)
قال له رجل یا بن رسول الله انا من شيعتكم۔
(۲۷) فقال اتق الله ولا تدعين شيئاً يقول الله تع لك
كذبت وفجرت فى دعواك، ان من شيعتنا من
سلمت قلوبهم من كل غش وغل ودغل، ولكن قل
انا مواليكم ومحبيكم۔
قال له رجل عظنی یا بن رسول الله۔
(۲۸) فقال افعل خمسة اشياء واذنب ما شئت
فاول ذلك لا تاكل رزق الله واذنب ما شئت
والثانى اخرج من ولاية الله واذنب ما شئت
والثالث اطلب موضعا لا يراك الله
واذنب ما شئت والرابع اذا جاء ملك الموت
ليقبض روحك فادفعه عن نفسك واذنب

ـــــــــ
ـه بحار الانوار جلد ۱۷۔

کی طرف ایسا دل لئے ہوئے بڑھے جو ہر عیب سے پاک تھا، تو اگر تمھارا دل بھی انھیں کے دل کا ایسا ہو تو تم بھی ہمارے شیعوں میں سے ہو، اور اگر تمھارا دل ان کے دل کا ایسا نہیں مگر مکر و فریب اور کھوٹ سے پاک ہے تو تم ہمارے دوستداروں میں سے ہو۔ اور اگر ایسا بھی نہیں اور تم نے یہ جان کر کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں یہ فقرہ کہا تو تم پر فالج گرے۔ جس میں مرتے دم تک مبتلا رہو گے یا کوڑھ ہو جائے گا۔ تاکہ تمھارے جھوٹ کا کفّارہ ہو سکے۔

ایک اور شخص نے کہا فرزندِ رسول میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں۔

(۲۷) آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اور کسی بات کا دعویٰ نہ کرو۔ خدا کا یہی حکم تمھارے لئے ہے تم اپنے دعوے میں جھوٹ بولے اور گنہ گار ہوئے ہمارے شیعوں میں سے وہ ہیں جن کے دل کھوٹ، آمیزش فساد کی باتوں سے پاک و صاف ہوں، ہاں یہ کہو کہ میں آپکے دوستداروں اور ماننے والوں میں سے ہوں

ایک شخص نے کہا فرزندِ رسول مجھے نصیحت فرمائیے۔

(۲۸) آپ نے فرمایا پانچ باتیں کرو۔ اس کے بعد جو چاہے گناہ کرو۔ پہلی بات تو یہ کہ خدا کا رزق نہ کھاؤ اس کے بعد جو چاہو گناہ کرو۔ دوسرے یہ کہ خدا کی سلطنت سے نکل جاؤ اس کے بعد جو چاہو گناہ کرو۔ تیسرے یہ کہ ایسی جگہ تلاش کرو جہاں خدا تمھیں نہ دیکھے پھر جو گناہ چاہو کرو۔ چوتھے یہ کہ ملک الموت جب تمھاری روح قبض کرنے کے لئے آئیں تو انھیں اپنے نفس سے دور کر دو اور روح قبض نہ کرنے دو پھر جو چاہو گناہ کرو۔ پانچویں یہ کہ جب

ما شئت، والخامس اذا ادخلك مالك فی النار فلا تدخل واذنب ما شئت۔ (بحار الانوار جلد۱۷)

(۲۹) وقالؑ الاخوان اربعة، فاخ لك وله واخ عليك ولا لك ولا له فسئل عن معنى ذالك فقالؑ الاخ الذی هو لك وله، فهو الاخ الذی يطلب باخائه بقاء الاخاء ولا يطلب باخائه موت الاخاء فهذا لك وله لانه اذا تم الاخاء طابت حياتهما جميعا، واذا دخل الاخاء فی حال التناقض بطلا جميعا، والاخ الذی هو لك فهو الاخ الذی قد خرج بنفسه عن حال الطمع الى حال الرغبة، فلم يطمع فی الدنيا، اذا رغب فی الاخاء فهو موفور عليك بكليته، والاخ الذی هو عليك فهو الاخ الذی يتربص بك الدوائر و يغشى السرائر، ويكذب عليك بين العشائر وينظر فی وجهك نظر الحاسد، فعليه لعنة الواحد، والاخ الذی لا لك ولا له، فهو الذی قد ملاه الله

مالک خازن جہنم تمھیں جہنم میں لے جائے تو جانے سے انکار کر دو اور پھر جو چاہو گناہ کرو۔

(۲۹) آپ نے فرمایا کہ بھائی چار طرح کے ہیں منجملہ ان کے ایک ایک تو وہ جو تمھارے لئے بھی مفید اور اپنے لئے بھی مفید دوسرے وہ جو سراسر تمھارے لئے مضر نہ تمھارے لئے مفید نہ اپنے لئے مفید آپ سے اس کی تشریح چاہی گئی فرمایا وہ بھائی جو تمھارے اور اپنے دونوں کے لئے مفید ہے وہ بھائی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہو کہ اخوت ہمیشہ قائم رہے اور اس کا درپے نہ ہو کہ (اس کی خود غرضیوں کو دیکھ کر) برادری بالکل ختم ہی ہو جائے یہ وہ ہے جو تمھارے اور اپنے دونوں کے لئے مفید ہو گا اس لئے کہ جب برادری ایسی مکمل ہو گی تو دونوں کی زندگی خوشگوار ہو گی اور جب برادری کا یہ عالم ہو گیا کہ اختلاف طبیعت نے ھندم ھندا کی شکل اختیار کر لی تو دونوں طرف کے رشتے قطع ہو جائیں گے اور بھائی جو تمھارے ہی لئے مفید ہے وہ ہے جس نے ہر طرح کی لالچ کو خیر باد کہہ کر بس تمھاری رضا کے حصول کے لئے اپنے کو وقف کر دیا ہے اور اس نے تمھاری برادری کے لئے دنیا کی لالچ دل سے نکال ہی دی ہے یہ وہ ہے جو بالکل تمھارا ہو گیا ہے اور وہ بھائی جو تمھارے لئے ضرر رساں ہے وہ ہے جو طرح طرح سے تمھیں نقصان پہنچانے کا درپے رہتا ہو، تمھارے رازوں کو افشا کرتا اور مجمعوں میں تم پر تہمت لگاتا اور تمھارے چہرے پر حسد کے ساتھ نظر کرتا ہو، یہ وہ ہے جس پر واحد حقیقی کی لعنت ہے اور وہ بھی جو نہ تمھارے لئے مفید ہے اور نہ اپنے لئے وہ ہے جس کی

حمقا، فابعدہ سحقا فتراہ یوثر نفسه علیک و
یطلب شحا مالدیک۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۳۰) وقالؑ لرجل ایما احب الیک، رجل یروم
قتل مسکین تنقذہ من یدہ و ناصب
یرید اضلال مسکین مومن من ضعفاء
شیعتنا تفتح بما یمتنع المسکین منه به و
یقحمه و یکسرہ بحجج اللہ (قال بل انقاذ
ھذا المومن المسکین من ید ھذا الناصب،
ان اللہ تعٰ یقول من احیاھا فکانما احیا
الناس جمیعا ای من قبل ان یقتلھم بسیوف
الحدید)۔ (تفسیر العسکری)

(۳۱) وقالؑ شر خصال الملوک الجبن عن الاعداء
والقسوۃ علی الضعفاء والبخل عن الاعطاء۔

(۳۲) وقالؑ لاتتکلف مالا تطیق، ولا تتعرض لمالا تدرک
ولا تعد بما تعدل بما لا تقدر علیه، ولا تنفق الا
بقدر ما تستفید، ولا تطلب من الجزاء الا بقدر
ماصنعت، ولا تفرح الا بما نلت من طاعة اللہ
ولا تتناول الا ما رأیت نفسک له اھلا۔

---

۳۱ و ۳۲ بحارالانوار جلد ۱۷۔

باتیں حماقت سے بھری ہوتی ہیں تو خدا اُسے غارت کرے۔ وہ اپنے کو تم پر ترجیح دیتا ہے اور پھر تم سے نفع اٹھانے کا طلبگار بھی رہتا ہے۔

(۳۰) حضرت نے ایک شخص سے فرمایا کہ تمھیں کیا زیادہ محبوب ہے۔ ایک شخص کسی بیگناہ کے قتل کا ارادہ کئے ہو اور تم اُسے اس ظالم کے ہاتھ سے چھڑا لو یا ایک دشمن اہلبیت ہمارے سادہ لوح شیعہ عوام میں سے کسی کو گمراہ کرنا چاہتا ہو اور تم اُسے ایسے دلائل بتا دو کہ وہ اس مخالف کو شکست دے دے (وہ خاموش رہا۔ خود حضرت نے فرمایا) اس بیچارے شیعہ کا چھڑانا اس مخالف مذہب کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ ارشاد الٰہی ہے جو ایک نفس کو زندہ کرے اس نے گویا تمام نوع انسانی کو زندہ کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ فولادی تلواروں سے قتل ہو گئے تھے (بلکہ گمراہ ہو رہے تھے ان کی ہدایت کی)

(۳۱) بادشاہوں کی بدترین خصلت دشمن کے مقابلے میں بزدلی، کمزوروں پر سختی اور داد و دہش سے بخل ہے۔

(۳۲) جس کام کو تم سنبھال نہیں سکتے اس کے لئے تم مشقت نہ اٹھاؤ اور جسے تم پا نہیں سکتے اس کے پیچھے نہ پڑو اور اپنے قابو کے کام سے آگے بڑھ کر ایسے کام پر اقدام نہ کرو جو قابو میں نہ ہو اور اتنا ہی خرچ کرو جتنے سے تم فائدہ حاصل کر سکو اور جتنا کرو اتنے ہی پر جزا طلب کرو اور خوش ہو، بس اس کام سے جو خدا کی اطاعت میں انجام دیا ہو۔ اور اسی پر ہاتھ ڈالو جسکے لائق اپنے کو سمجھو۔

(۳۳) قالؑ الامین آمن، والبری جوری، والخائف والمسئ مستوحش اذا وردت علی العاقل ملمۃ قمع الحزن بالحزم و قرع العقل للاحتیال۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۳۴) وقالؑ لا تصفن لملک دواء فان نفعہ لم یحمدک وان ضرہ اتھمک۔

وتذاکر عندہ صلوات اللہ علیہ جماعۃ اعتذار عبد اللہ بن عمرو بن العاص من مشھدہ بصفین۔ (بحارالانوار جلد ۱۷)

(۳۵) فقالؑ رب ذنب احسن من الاعتذار الیہ۔

(۳۶) وقالؑ مالک ان لم یکن لک کنت لہ فلا تبق علیہ فانہ لا یبقی علیک وکلہ قبل ان یاکلک۔

(۳۷) وقالؑ من قبل عطائک فقد اعانک علی الکرم۔

(۳۸) وقالؑ اللھم لا تستدرجنی بالاحسان ولا تؤدبنی بالبلاء۔

(۳۹) وقالؑ الصدق عز والکذب عجز، والسر امانۃ والجوار قرابۃ والمعونۃ صداقۃ والعمل تجربۃ والخلق الحسن عبادۃ والصمت زین، والشح فقر والسخاء غنی والرفق لب۔

---

۳۵ نزھۃ الناظر فی تنبیہ الخاطر ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ بحارالانوار جلد ۱۷۔

(۳۳) امانتدار مطمئن، بے قصور، دلیر اور خائف و بدکار سراسیمہ ہوتا ہے جب مرد عقلمند پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو ہوشیاری سے کام لیکر، رنج و غم پاس پھٹکنے نہیں دیتا اور عقل کو یکسوئی کے ساتھ راہ چارہ و تدبیر تلاش کرنے میں لگا دیتا ہے۔

(۳۴) کسی بادشاہ کے سامنے کسی دوا کی تعریف نہ کرو کیونکہ اگر وہ دوا اُسے فائدہ پہنچائے گی تو بادشاہ تمہارا شکر گذار نہ ہوگا اور اگر نقصان کر گئی تو تمہیں متہم کرے گا۔

آپکے سامنے کچھ لوگوں نے عبداللہ بن عمرو عاص کے عذر بیان کرنیکا ذکر کیا جو وہ صفین میں امیر المومنینؑ کے ساتھ شریک نہ ہونے پر بیان کیا کرتے تھے

(۳۵) تو آپنے فرمایا بہت سے گناہ عذر گناہ سے بہتر ہوتے ہیں (عذر گناہ بدتر از گناہ)

(۳۶) تمہارا مال اگر تمہارے لئے نہ ہوگا تو تم اس کے لئے ہو اس پر ترس نہ کھاؤ، کیوں کہ وہ بھی تم پر ترس نہ کھائے گا۔ اور قبل اسکے کہ وہ مال تمہیں کھا جائے تم اُسے کھا ڈالو۔

(۳۷) جس نے تمہارا عطیہ قبول کیا۔ اس نے فیاضی میں تمہاری مدد کی۔

(۳۸) معبود میرے مجھ پر احسان کر کے مجھے ڈھیل نہ دے اور بلا و مصیبت کے ذریعہ میری تادیب نہ کر۔

(۳۹) فرمایا آپنے سچائی عزت، جھوٹ، عاجزی، راز، امانت، ہمسائیگی قرابت داری مددگاری، دوستی، عمل، تجربہ، اچھا خلق، عبادت، خاموشی زینت کنجوسی، ناداری، سخاوت، مالداری اور نرمی، عقلمندی ہے

(۴۰) وقال ؑ للحسن البصری والحسن لا یعرفه یا شیخ
هل ترضی لنفسك یوم بعثك قال لا قال
فتحدث نفسك بترك مالا ترضاه لنفسك
من نفسك یوم بعثك قال نعم بلا حقیقة
قال فمن اغش لنفسه منك یوم بعثك و
انت لا تحدث نفسك بترك مالا ترضاه
لنفسك بحقیقته۔ (تاریخ یعقوبی)

(۴۱) وقال ؑ یوما لابن عباس لا تتکلمن فیما لا
یعنیك فانی اخاف علیك الوزر ولا
تتکلمن فیما لا یعنیك حتی تری
للکلام موضعا، فرب متکلم قد تکلم
بالحق فعیب، ولا تماربن حلیما ولا
سفیها، فان الحلیم یقلبك، والسفیه
یوذیك، ولا تقولن فی اخیك المومن
اذا تواری عنك الا ما تحب ان یقول
فیك اذا تواریت عنه واعمل عمل
رجل یعلم انه ماخوذ بالاجرام مجزی
بالاحسان، والسلام۔

(بحار الانوار جلد ۱۷)

(۴۰) آپ نے حسن بصری سے فرمایا۔ (اس وقت جب حسن آپ کو نہ پہچانتے تھے)

اے پیر مرد! تم اس دن کے لئے جب خدا کے سامنے لائے جاؤ اپنی موجودہ حالت پر اطمینان رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں۔ فرمایا تو کیا ان افعال کے ترک کا ارادہ رکھتے ہو جن کی وجہ سے روز حشر ونشر کے لئے تم غیر مطمئن ہو۔ کہا ہاں۔ مگر حقیقی طور پر نہیں آپ نے فرمایا پھر تم سے زیادہ اپنے نفس کا بدخواہ کون ہو سکتا ہے کہ تم حقیقی طور پر ان اعمال کے ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جنھیں خود اپنے لئے باعث نقصان سمجھتے ہو

(۴۱) ایک دن آپ نے ابن عباس سے کہا بے مطلب کی باتوں میں لب کشائی نہ کرو۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں بوجھ تلے دب نہ جاؤ، فضول چیزوں کے متعلق گفتگو نہ کرو یہاں تک کہ گفتگو کا موقع ومحل دیکھ لو۔ بہت سے بولنے والے ہوتے ہیں جو بولتے حق ہیں مگر پھر بھی (بے موقع بولنے کی وجہ سے) انھیں عیب لگایا جاتا ہے اور کسی مرد حلیم وبردبار یا بیوقوف وجاہل سے بحث وتکرار نہ کرو حلیم شخص تو حلم سے کام لیکر تمھیں الٹ دیگا اور بیوقوف شخص تکلیف پہنچائے گا اور جب کوئی برادر مومن تمھارے پاس موجود نہ ہو تو اس کے متعلق ایسی ہی بات بیان کرو جیسی بات تم اپنے متعلق اپنی عدم موجودگی میں کہی جانی پسند کرتے ہو (مطلب یہ ہے) کہ جس طرح تم یہ نہیں چاہتے کہ مجھے پیٹھ پیچھے کوئی برا کہے اسی طرح برادر مومن کو اس کے پیٹھ پیچھے برا نہ کہو اور اس شخص کی طرح عمل کرو جو یہ سمجھتا ہو کہ وہ اپنے جرموں کی وجہ سے گرفتار ہو گا اور اسے اپنی نیکیوں کی وجہ سے جزا دی جائے گی۔

(۴۲) وقالؑ موت فی عز خیر من حیاة فی ذل (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۴۳) قالؑ له رجل ان فیک کبرا، فقال کل الکبر لله وحده
ولا یکون فی غیره قال الله تعٰ فلله العزة ولرسوله
وللمومنین۔ (بحار الانوار جلد ۱۷)

(۴۴) قالؑ دراسة العلم لقاح المعرفة، وطول التجارب
زیادة فی العقل والشرف فی التقوی والقنوع راحة
الابدان ومن احبک نهاک ومن ابغضک اغراک
(بحار الانوار جلد ۱۷، نزهة الناظر)

سئل علیه السلام لم افترض الله علی عبیده الصوم۔

(۴۵) فقالؑ لیجد الغنی مس الجوع فیعود بالفضل علی
المساکین۔ (مناقب آل ابی طالب ابن شهرآشوب)

(۴۶) وقالؑ اذا سمعت احدا یتناول اعراض الناس فاجتهد
ان لا یعرفک فان اشقی الاعراض به معارفه۔
(الحسین علی جلال مصری)

قیل له ما اعظم خوفک من ربک۔

(۴۷) فقالؑ لا یامن یوم القیامة الا من قد خاف الله
فی الدنیا۔ (اعیان الشیعه)

سئل عن الجهاد سنة او فریضة۔

(۴۸) فقالؑ الجهاد علی اربعة اوجه، فجهادان

(۴۲) آپ نے فرمایا کہ عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔

(۴۳) ایک شخص نے کہا کہ آپ میں تکبر ہے۔ آپ نے فرمایا کبریائی تنہا خدائے وحدہ لاشریک کے لئے ہے اور اس کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ عزت بس خدا اور رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے۔

(۴۴) علم کا سیکھنا معرفت کی پیداوار کا ذریعہ ہے اور طولانی تجربہ عقل کی زیادتی کا باعث ہے اور شرف کا تقوی میں انحصار ہے اور قناعت بدن کی راحت ہے جو تمھیں محبوب رکھے گا اور ناپسندیدہ باتوں سے تمھیں روکے گا۔ اور جو تمھارا دشمن ہوگا وہ اور اُبھارے گا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ خداوند عالم نے بندوں پر روزے کیوں واجب کیے۔

(۴۵) آپ نے فرمایا تاکہ مالدار بھی بھوک کا مزہ چکھیں اور پھر فقرا اور مساکین پر احسان کریں۔

(۴۶) جب تم کسی کے متعلق سنو کہ وہ لوگوں کی عزت پر حملے کرتا ہے تو کوشش کرو کہ وہ تمھیں جانتے پہچانتے ہی نہ پائے کیونکہ ایسے شخص کے جانے پہچانے والے لوگوں ہی کی عزت زیادہ رسوا ہوتی ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ خدا سے کتنا ڈرتے ہیں؟

(۴۷) تو آپ نے فرمایا جو خدا سے دنیا میں ڈرا ہو وہی بس قیامت کے دن امن واطمینان پا سکتا ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ جہاد سنت ہے یا فرض؟

(۴۸) تو آپ نے فرمایا کہ جہاد چار طرح کا ہوتا ہے، دو جہاد فرض ہیں اور ایک

فرض وجهاد سنة لا يقام الا مع ما فرض، وجهاد
سنة ، فاما احد الفرضين فجهاد الرجل نفسه
عن معاصی الله وهو من اعظم الجهاد ومجاهدة
الذين يلونكم من الكفار فرض واما الجهاد
الذی هو سنة لا يقام الا مع ما فرض فان
مجاهدة العدو فرض علی جميع الامة ، لو
تركوا الجهاد لاتاهم العذاب، وهذا هو من
عذاب الامة ، وهو سنة علی الامام وحده، ان
ياتی العدو مع الامة فيجاهدهم، واما الجهاد
الذی هو سنة فكل سنة اقامها الرجل وجاهد
فی اقامتها وبلوغها واحيائها فالعمل والسعی فيها من
افضل الاعمال، لانها احياء سنة وقد قال رسول الله ص
من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها
الی يوم القيامة من غير ان ينقص من اجورهم
شيئا۔ (تحف العقول لابن شعبه)

سئله رجل فقال اخبرنی يا ابن رسول الله عن قول الله
عزوجل "يوم ندعوا كل اناس بامامهم"
(۴۹) فقال امام دعی الی الله فاجابوه اليه،
وامام دعی الی الضلالة فاجابوه

جہاد سنت ہے مگر کسی نہ کسی فرض کے ساتھ وابستہ ہے اور ایک جہاد سنت ہے۔ وہ جہاد جو فرض ہیں ان میں سے ایک انسان کا اپنے نفس سے جہاد کرنا ہے (نفس خدا کی نافرمانی اور معصیت کی طرف راغب ہو اور انسان نفس پر جبر کر کے معصیت سے باز رہے) یہ جہاد تمام جہادوں سے افضل ہے۔ دوسرے کفار حربی سے جہاد کرنا اور وہ جہاد جو ہے تو سنت مگر فرض کی ادائیگی کے ساتھ وابستہ ہے وہ دشمن سے جنگ کرنا ہے جو جمیع امت پر فرض ہے اگر امت والے جہاد نہ کریں تو ان پر عذاب نازل ہو اور یہ تنہا امام کے لئے سنت ہے کہ وہ امت کے ساتھ خود بھی دشمن کے مقابلے میں آئے اور ان سے جنگ کرے اور جہاد جو سنت ہے اس سے مراد ہر وہ سنت ہے جس کی انسان پابندی کرے اس کے قائم کرنے، اسکے زندہ رکھنے میں جد و جہد کرے اس امر میں سعی افضل اعمال سے ہو گی کیونکہ یہ تو سنت کا زندہ کرنا ہے، حضرت رسول خدا فرماتے ہیں جو کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اسکو اس ایجاد کا بھی ثواب ملے گا اور جتنے لوگ قیامت تک اسکے ایجاد کردہ طریقے پر عمل کریں گے انکے عمل کا بھی ثواب ملے گا اور پھر عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہو گی۔

ایک شخص نے آپ سے اس آیت کے معنی پوچھے:۔

"جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے"

(۹۴) آپ نے فرمایا ایک امام تو وہ ہیں جنھوں نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا اور لوگوں نے ان کی آواز پر لبیک کہی ان کے بلانے پر آئے۔ اور ایک امام

الیھا ھٰؤلاء فی الجنة، وھٰؤلاء فی النار، وھو قول
اللہ عزوجل "فریق فی الجنة وفریق فی السعیر" (ذکر الحسینؒ)

(۵۰) وقال یا ابن آدم انما انت ایام کلما مضی یوم، ذھب
بعضك۔

(۵۱) وقال علیہ السلام کتب اللہ علیٰ اربعة اشیاء علی
العبادة والاشارة واللطائف والحقائق، فالعبادة
للعوام والاشارة للخواص واللطائف للاولیاء و
الحقائق للانبیاء علیھم السلام روی ان رجلا
قال لہ اجلس حتی نتناظر فی الدین۔

(۵۲) فقالؑ یا ھذا انا بصیر بدینی مکشوف علیٰ ھدای
فان کنت جاھلا بدینك فاذھب فاطلبه
ما لی وللمماراة، وان الشیطان لیوسوس
للرجل ویناجیه ویقول ناظر الناس فی
الدین، لئلا یظنوا بك العجز والجھل، ثم المرء
لا یخلو من اربعة اوجه اما ان تتماری انت
وصاحبك فیما تعلمان، فقد ترکتما
بذلك النصیحة وطلبتما الفضیحة واضعتما

لـه ارشاد دیلمی

لـه و لـه جامع الصدوق رحـ

وہ ہیں جنھوں نے لوگوں کو گم راہی کی طرف بلایا اور لوگ دوڑ پڑے، تو پہلے لوگ رب کے سبب جنت میں جائیں گے اور دوسرے سبب کے سبب جہنم میں۔ یہی مطلب ہے خداوند عالم کے اس ارشاد کا: ایک جماعت جنت میں ہوگی اور ایک جہنم میں۔

(۵۰) اے فرزند آدم! تم دنوں کا مجموعہ ہو جو جو دن گذر ا تمھارا ایک جزو کم ہو گیا۔

(۵۱) خداوند عالم نے چار باتیں فرض قرار دی ہیں، عبادت، اشارت، لطائف حقائق۔ عبادت عوام کے لئے فرض ہے۔ اشارت خواص کے لئے، لطائف اولیاء کے لئے اور حقائق انبیاء کے لئے۔

ایک شخص نے آپ سے کہا کہ بیٹھئے ہم دین کے متعلق بحث و مباحثہ کریں۔

(۵۲) آپ نے فرمایا کہ میں اپنے دین کی معرفت تام رکھتا ہوں اور میرا راہ راست پر ہونا مجھ پر واضح ہے البتہ اگر تم اپنے دین سے ناواقف ہو تو جاؤ ڈھونڈو مجھے بحث و تکرار سے کیا سروکار۔ شیطان انسان کو وسوسے میں ڈالتا اور اس سے کانا پھوسی کرتا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگوں سے دین کے متعلق مناظرہ کرو تاکہ لوگ تمھیں عاجز و جاہل نہ خیال کریں۔ پھر (دیکھو) بحث و تکرار چار صورتوں سے خالی نہیں یا تو تم اور تمھارا ساتھی ایسے امر کے متعلق بحث و مباحثہ کروگے جسے تم اور وہ دونوں جانتے ہو تو ایسا کر کے تم نے خیر خواہی نہ کی اور رسوائی کے طالب ہوئے اور اپنے علم کو ضائع کیا، یا تم دونوں اس کے جاہل ہو تو اس صورت میں تمھاری بحث و تکرار کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے اپنے جہل کا اظہار کیا، اور از راہ جہالت جھگڑے یا تم

ذلك العلم، او تجهلا نه فاظهرتما جهلا وخاصمتما جهلا واما تعلمه انت فظلست صاحبك بطلب عثرته، او يعلمه صاحبك فتركت حرمته و لم تنزل منزلته، وهذا كله محال، فمن انصف وقبل الحق، و ترك المماراة فقد اوثق ايمانه، و احسن صحبة دينه وصان عقله۔

(٥٣) وقال[١] ما من عبد قطرت عيناه فينا قطرة اودمعة الا بوأه الله بها فى الجنة حقنا له۔

(٥٤) وقال[٢] لا تامن الا من خاف الله تعالی۔

(٥٥) وقال[١] البكاء من خشية الله نجاة من النار۔

(٥٦) وقال[٢] بكاء العيون وخشية القلوب من رحمة الله۔

(٥٧) وقال[٣] من لم يكن لاحد عائبا لم يعدم مع كل عاذر۔

(٥٨) وقال[٤] شكرك لنعمة سالفة يقتضى نعمة آنفة۔

(٥٩) وقال[٥] القدرة تذهب الحفيظة المرء اعلم بشانه۔

(٦٠) وقال[٦] اصبر علىٰ ما تكره فيما يلزمك الحق

---

٥٥ و ٥٦ جامع الاخبار۔

٥٣ و ٥٤ و ٥٧ نزهة الناظر فى تنبيه الخاطر۔

اس امر کو جانتے ہو اور تمہارا ساتھی نہیں جانتا تو اس صورت میں بحث و تکرار کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اس کی کمزوری ظاہر ہونیکی خواہش کر کے اس پر ظلم کیا، یا یہ کہ تم نہیں جانتے اور تمہارا ساتھی جانتا ہے تو اس صورت میں بحث و تکرار کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے اپنے ساتھی کا احترام نہیں کیا اور نہ اس کی منزلت برقرار رکھی کیونکہ تم جاہل تھے اور وہ عالم اور تم نے جاہل ہوتے ہوئے اس تکرار کی) یہ سب باتیں محال ہیں جس شخص نے انصاف سے کام لیا یا حق کو قبول کیا اور بحث و تکرار سے گریز کیا اس نے اپنے ایمان کو مضبوط کیا۔ اپنے دین کا اچھا ساتھ دیا اور اپنی عقل کی حفاظت کی۔

(۵۳) جس مومن کی آنکھ سے ایک قطرہ اشک یا ایک بوند آنسو کی نکلی ہمارے غم میں تو اس کے لئے ہمارا حق (خدا پر) یہ ہے کہ خداوند عالم اسے جنت میں جگہ دیگا

(۵۴) بس اسی شخص پر اطمینان کرو جو خوف خدا رکھتا ہو۔

(۵۵) خدا کے خوف سے رونا آتش جہنم سے نجات کا باعث ہے۔

(۵۶) آنکھوں کا رونا اور دلوں کا ڈرنا خدا کی رحمت سے ہے۔

(۵۷) جو کسی پر معترض ہو اسے بھی غلطیوں پر دوسرے معاف کرتے نظر آئیں گے

(۵۸) تمہارا گزری ہوئی نعمت پر شکر گزار ہونا سبب ہوگا آئندہ نعمت پانیکا۔

(۵۹) اقتدار غیظ و غضب کو دیرپا بنا دیتا ہے۔ انسان اپنی حالت سے خود زیادہ واقف ہے۔

(۶۰) حق پروری کے تقاضے میں جو ناگوار صورتیں درپیش ہوں اس پر صبر کرو اور

واصبر عما تحب فيما يدعوك الى الهدى۔

(۶۱) قال ابان بن تغلب قال الامام الشهيدؑ من احبنا كان منا اهل البيت فقلت منكم اهل البيت؟ فقال منا اهل البيت حتى قالها ثلاثا، ثم قال اما سمعت قول العبد الصالح فمن تبعنى فانه منى۔

قيل مر المنذر بن الجارود بالحسين فقال كيف اصبحت جعلنى الله فداك يا بن رسول الله۔

(۶۲) فقال اصبحت العرب تعتد على العجم بان محمداً منها واصبحت العجم مقرة لها بذلك واصبحنا و اصبحت قريش يعرفون فضلنا ولا يرون ذلك لنا، ومن البلاء على هذه الامة انا اذا دعوناهم لم يجيبونا واذا تركناهم لم يهتدوا بغيرنا۔

وفى رواية اخرى،

(۶۳) انه اجتاز وفد اخطب، فقال ماندرى ماتنقم الناس منا انا لبيت الرحمة وشجرة النبوة ومعدن العلم۔

(۶۴) وقالؑ وقد مات ابن له، فلم

---

۶۱ و۶۲ و۶۳ نزهة الناظر فى تنبيه الخاطر ۶۴ الحسين سين على جلال بهرى

ہدایت کی راہ پر چلنے میں دلپسند باتوں کی جدائی کو برداشت کرو۔

(۶۱) ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ مظلوم کربلا نے فرمایا جو شخص ہمیں دوست رکھے گا وہ ہم اہلبیت میں سے ہوگا۔ میں نے عرض کی آپ اہلبیت میں سے؟ امام نے فرمایا۔ ہم اہلبیت میں سے، یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا اس کے بعد فرمایا کہ کیا تم نے عبد صالح کا قول نہیں سُنا کہ جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہے۔

منذر بن جارود کا آپ کی طرف گزر ہوا۔ انھوں نے پوچھا اے فرزند رسول آپ پر قربان جاؤں کیا حال ہے۔

آپنے فرمایا صورت حال یہ ہے کہ عرب والے عجم والوں پر فخر کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا ہم میں سے تھے اور عجم والے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں اور ہمارا اور قریش والوں کا عالم یہ ہے کہ وہ ہمارے فضل و شرف کے معترف ہیں مگر ہمیں امام بنانے پر تیار نہیں اس امت کے لئے مصیبت یہ ہے کہ جب ہم انھیں بلاتے ہیں تو یہ ہماری سنتے نہیں اور اگر ہم انھیں چھوڑ دیتے ہیں تو بغیر ہمارے یہ ہدایت پا نہیں سکتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔

(۶۳) کہ اخطب کا وفد گزرا تو آپنے فرمایا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم جو رحمت کے گھر والے نبوت کا شجر اور علم کی کان ہیں آخر ہم سے کس بات پر لوگ ناراض ہیں۔

(۶۴) آپکے ایک بچے کا انتقال ہوگیا مگر آپ پر رنج و غم کا کوئی اثر نہ دیکھا گیا

يركأبة عليه فعوتب ذلك) انا اهل بيت نسأل الله تع فيعطينا فاذا اراد ما نكره فيما يحب رضينا۔

دخل عليه رجل فسلم فرد الحسينؑ قال يابن رسول الله مسئلة۔

(٦٥) فقالؑ هات قال كم بين الايمان واليقين، قال اربع اصابع، قال كيف قال الايمان ما سمعناه، واليقين ما رأيناه، وبين السمع والبصر اربع اصابع قال فكم بين السماء والارض قالؑ دعوة مستجابة قال فكم بين المشرق والمغرب قالؑ مسيرة يوم للشمس، قال فما عز المرء قال استغناءه عن الناس، قال فما اقبح شئ قالؑ الفسق فى الشيخ قبيح والحدة فى السلطان قبيحة والكذب فى ذى الحسب قبيح والبخل فى ذى الغنى والحرص فى العالم قال صدقت يابن رسول الله فاخبرنى عن عدد الائمة بعد رسول اللهؐ قالؑ اثنى عشر عدد نقباء بنى اسرائيل قال

---

٦٥ كفاية الاثر فى النصوص على الائمة الاثنا عشر۔

اس پر لوگوں نے کچھ کہا سُنا تو آپ نے ارشاد فرمایا ہم اہلبیت خدا سے سوال کرتے ہیں تو وہ ہمیں عنایت فرماتا ہے اور جب وہ کسی ایسی بات کا ارادہ کرتا ہے جسے ہم ناپسند کرتے ہیں مگر اس کی مرضی اسی میں ہوتی ہے تو ہم بھی اس کی مرضی پر راضی ہو جاتے ہیں۔

آپ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور سلام کیا امام نے جواب سلام دیا۔ اس نے کہا مولا ایک سوال پوچھنا ہے۔

(۶۵) امامؑ نے فرمایا پوچھو۔ اس نے کہا ایمان اور یقین میں کتنا فرق ہے؟ فرمایا چار انگل کا۔ کہا کیسے؟ فرمایا ہم جو کچھ سُنیں وہ تو ہے ایمان اور جو کچھ دیکھیں وہ ہے یقین اور آنکھ اور کان کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہے اس نے کہا آسمان و زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا ایک مقبول دعا کا (یعنی مقبول دعا کے آسمان تک پہنچنے میں دیر نہیں لگتی) پوچھا مشرق و مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا بس اتنا ہی کہ آفتاب ایک دن میں طے کر لیتا ہے پوچھا مرد کی عزت کیا ہے؟ فرمایا لوگوں سے بے نیاز رہنا پوچھا بدترین چیز کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا بدکاری بوڑھے کے لیے بدترین ہے، تیزی و تندی بادشاہ کے لئے بدترین ہے۔ جھوٹ صاحب کمال کے لئے بدترین ہے بخل مالدار کے لئے بدترین ہے لالچ عالم کیلئے بدترین ہے۔ اس نے کہا سچ فرمایا آپ نے اے فرزند رسولؐ۔ اچھا مجھے بتائیے کہ بعد پیغمبرؐ کتنے امام ہونگے۔ آپ نے فرمایا بارہ نقبائے بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق اس نے کہا ان کے نام بتائیے۔ امام کچھ دیر سر جھکائے رہے پھر آپ نے سر اٹھا کر ارشاد فرمایا

فسمهم فاطرق ثم رفع راسه فقال نعم اخبرك یا اخا العرب ان الامام والخلیفة بعد رسول اللهؐ امیر المومنین علی ابن ابی طالب والحسن وانا وتسعة من ولدی منهم علی ابنی وبعده ابنه محمد و بعده ابنه جعفر وبعده موسی ابنه وبعده علی ابنه وبعده محمد ابنه وبعده علی ابنه و بعده الحسن ابنه وبعده الخلف المهدی هو التاسع من ولدی یقوم بالدین فی آخر الزمان۔

قیل سئل امیر المومنین ابنه الحسین فقال یا بنی ما السؤدد۔

(۶۶) فقال اصطناع العشیرة، واحتمال الجریرة، قال فما الغنی، قال قلة امانیك والرضا بما یکفیك قال فما الفقر قال الطمع وشدة القنوط قال فما اللوم قال احراز المرء نفسه واسلامه عرسه قال فما الخرق قال معاداتك امیرك ومن یقدر علی ضرك ونفعك .. ..

ثم التفت الی الحارث الاعور فقال یا حرث علموا اولادکم هذه الحکم، فانها زیادة فی العقل

۱؎ بحار الانوار جلد ۱۷

اچھا اے عرب کے رہنے والے میں تمھیں نام بھی بتاتا ہوں۔ پیغمبر کے بعد امام و خلیفہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں، ان کے بعد حسنؑ ان کے بعد میں اور میرے بعد میری نسل سے نو افراد۔ میرے بیٹے علیؑ ان کے بعد علیؑ کے فرزند محمدؑ، ان کے بعد محمدؑ کے فرزند جعفرؑ ان کے بعد جعفر کے فرزند موسیٰؑ، ان کے بعد ان کے فرزند علی رضاؑ۔ ان کے بعد ان کے فرزند محمد، ان کے بعد ان کے فرزند علی ان کے بعد ان کے فرزند حسنؑ ان کے بعد مہدی۔ وہ میری نسل سے نویں فرزند ہوں گے جو آخر زمانہ میں دین کے حاکم ہوں گے۔

امیر المومنین نے اپنے فرزند امام حسینؑ سے پوچھا بیٹا۔ سرداری کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا قرابتداروں کے ساتھ احسان کرنا۔ ان سے اگر کوئی خطا ہوجائے (۶۶)
جس کا انھیں تاوان دینا پڑے تو ان کی طرف سے تاوان ادا کر دینا امیر المومنین نے پوچھا مالداری کیا ہے؟ کہا آرزوؤں کا کم ہونا اور بقدر ضرورت پر راضی رہنا۔ پوچھا محتاجی کیا ہے؟ کہا لالچ اور بجید مایوسی پوچھا ذلّت کیا ہے؟ کہا انسان کا اپنی جان عزیز رکھنا اور زن مرید ہونا۔ پوچھا بے ڈھنگا پن کیا ہے؟ کہا اپنے حاکم اور اس سے جو اس کے نفع و نقصان پر قدرت رکھتا ہو دشمنی کرنا۔ اس کے بعد امیر المومنین حارث اعور کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حارث یہ حکمت کی باتیں اپنے بچوں کو تعلیم دو کیونکہ یہ (یعنی امام حسینؑ کا کلام) عقل و دوراندیشی اور سمجھ بوجھ میں زیادتی کا باعث ہے۔

والحزم والرائع (یعنی هذا الکلام)

قیل لهٗ من اعظم الناس قدرا۔

(۶۷) فقال من لم یبال الدنیا فی یدی من کانت۔

قال له رجل بنیت دارا احب ان تدخلها وتدعوا

الله فدخلها فنظر الیها۔ (جامع الاخبار)

(۶۸) ثم قال اخربت دارك وعمرت دار غیرك غرك من فی

الارض ومقتك من فی السماء۔ (مجموعه ورام)

(۶۹) وقالؑ احذروا کثرة الحلف فانه یحلف الرجل

لخلال اربع اما لمهانة یجدها فی نفسه تحثه

علی الضراعة الی تصدیق الناس واما لعی فی

المنطق، فیتخذ الایمان حشوا وصلة لکلامه

واما لتهمة عرفها من الناس له فیری انهم

لا یقبلون قوله الا بالیمین واما لارساله لسانه

من غیر تثبیت۔

(۷۰) وقالؑ اذا کان یوم القیامة نادی منادی ایها

الناس من کان له علی الله اجر فلیقم فلا

یقوم الا اهل المعروف، وکان کثیرا ما

یتمثل ویقول۔ سه

له نزهة الناظر فی تنبیه الخاطر ـه ارشاد دیلمی

آپ سے پوچھا گیا کہ تمام لوگوں سے قدر و منزلت میں کون بڑھا ہوا ہے؟

(۶۷) آپ نے فرمایا وہ جسے اس کی پروا نہ ہو کہ دنیا کس کے ہاتھوں میں ہے۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ میں نے ایک گھر بنایا ہے، چاہتا ہوں کہ آپ اس میں جلوہ فرما ہوتے اور دعا فرماتے۔

(۶۸) آپ تشریف لائے دیکھا بھالا پھر ارشاد فرمایا تونے اپنے (اصلی) گھر کو ویران کیا اور دوسرے کے گھر کو آباد کیا زمین کے رہنے والے تو تمہاری عزت کریں گے (کہ بڑا اچھا گھر بنایا) اور آسمان والا تمہیں ناپسند کرے گا۔

(۶۹) امام نے فرمایا زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو کیوں کہ انسان چار باتوں ہی کی وجہ سے قسم کھاتا ہے یا تو احساس کمتری کی وجہ سے جو اُسے آمادہ کرتا ہے کہ وہ قسم کھا کر لوگوں سے اپنے قول کی تصدیق کی التجا کرے۔ یا ٹھیک طرح بات کرنے کا سلیقہ نہ ہونے کی وجہ سے لہذا اپنی گفتگو کے بیچ بیچ بھرتی اور سخن تکیہ کے طور پر قسم کھاتا ہے یا متہم ہونے کی وجہ سے جانتا ہو کہ لوگ مجھے سچا نہیں سمجھتے اور جب تک میں قسم نہ کھاؤں میری بات تسلیم ہی نہ کریں گے، یا اپنی زبان کو بے لگام چھوڑ دینے کی وجہ سے قسم کھاتا ہے۔

(۷۰) آپ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا اے لوگو! تم میں سے جس کسی کا کوئی اجر خدا کے ذمے ہو وہ اٹھ کھڑا ہو یہ ندا سُن کر نیکی کرنے والے اٹھ کھڑے ہوں گے آپ اکثر یہ شعر بطور مثال پڑھا کرتے ؎

• اے خدا جسے دنیا کی لذتیں حاصل ہیں اِن لذتوں کو بقا نہیں

یا اهل لذات دنیا لا بقاء لها

ان اغترار بظل زائل حمق

(۷۱) وقالؑ الناس عبید الدنیا، والدین لعق علی السنتهم یحوطونه ما درت معایشهم فاذا محصوا بالبلاء قل الدیانون وهذا الکلام ما لا تصاب له قیمة ولا یقرن الیه کلام کفی به موعظة وحکمة وعبرة لناظر مفکر۔ (کشف الغمه)

(۷۲) وقالؑ القرآن ظاهره انیق و باطنه عمیق۔

جاء رجل الی امیر المومنین فقال اخبرنی ان کنت عالماً عن الناس وعن اشباه الناس وعن النسناس قال امیر المومنین یا حسین اجب الرجل۔

(۷۳) فقالؑ اما قولک اخبرنی عن الناس فنحن الناس ولذلک قال اللہ تبارک وتعالی ذکرہ فی کتابه افیضوا من حیث افاض الناس رسول اللہ الذی افاض بالناس واما قولک اشباہ الناس فهم شیعتنا وهم موالینا وهم منا ولذلک قال ابراهیم فمن تبعنی

؎ جامع الاخبار ؎ مرآة العروس شرح کافی۔

زائل ہو جانے والے سائے سے فریب کھانا حماقت ہے۔

(۷۱) آپ نے فرمایا لوگ دنیا کے بندے ہیں اور دین ان کی زبان پر چاٹ کی طرح ہے جب تک اس دین کے ذریعے سامان معیشت ملتا رہتا ہے اس دین کی حفاظت کرتے ہیں لیکن جب آزمائش میں پڑتے ہیں تو دیندار بہت تھوڑے رہ جاتے ہیں اس کلام کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے اور یہ جملہ غور و فکر کرنے والے کو نصیحت، حکمت اور عبرت کے لئے کافی ہے)

(۷۲) قرآن کا ظاہر بہت ہی خوش نما اور باطن بے حد گہرا ہے۔

ایک شخص امیر المومنین کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اگر آپ واقعی عالم ہیں تو ناس، اشباہ ناس اور نسناس کے متعلق مجھے بتائیے امیر المومنین علیہ السلام نے امام حسینؑ سے فرمایا کہ اس شخص کو جواب دو۔

(۷۳) امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے یہ کہا ہے کہ ناس (حقیقی انسان) کے متعلق مجھے بتائیے تو سنو حقیقی انسان ہم ہیں اسی وجہ سے خداوند عالم نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے "جہاں سے انسان چل کھڑے ہوں تم بھی چل کھڑے ہو رسول اللہ ہی تو تھے جو لوگوں کو ساتھ لیکر چل کھڑے ہوئے اب رہ گیا تمہارا سوال اشباہ (یعنی) انسانوں سے ملتے ہوئے اشخاص کے متعلق تو وہ ہمارے دوستدار اور شیعہ ہیں اسی وجہ سے جناب ابراہیمؑ نے کہا تھا۔ جس نے میرا اتباع کیا وہ مجھ سے ہے۔ رہ گئے نسناس تو وہ سواد اعظم ہیں یہ کہہ کر آپ نے لوگوں کی بھیڑ کی طرف اشارہ

فانه منی واما قولک النسناس فهم السواد الاعظم
ثم اشار الی جماعة الناس ثم قال ان هم الا
کالانعام بل هم اضل سبیلا۔
(۷۴) وقال ان من حسن المرء ترکه ما لا یعنیه
(بحار الانوار جلد ۱۷)
(ویروی هذا عن النبی ولا عجب ان وافق
کلامه جده اذ مستقاه من بحر النبوة)
وتذاکروا العقل عند معاویة۔
(۷۵) فقال لا یکمل العقل الا باتباع الحق۔ (بحار الانوار جلد ۱۱)
فسئله رجل فقال یا اباعبدالله متی یجب اعطاء الصبی
(۷۶) فقال اذا استهل وجب عطاءه ورزقه۔
(۷۷) وقال من عاد لنا مومن ولی الله یعادی۔
(۷۸) وقال ان جمیع ما طلعت علیه الشمس فی مشارق
الارض ومغاربها، بحرها وبرها وسهلها وجبلها عند
ولی من اولیاء الله واهل المعرفة بحق الله کفیء
الظلال ثم قال الاحر یدع هذه اللماظة لاهلها یعنی
الدنیا لانفسکم ثمن الا الجنة فلا تبیعوها بغیرها فانه

لله الحسین سید علی جلال مصری لله قواعد الدین جلد ۲ سید حسین عرب باغی
لله نفثة الصدور شیخ عباس قمی۔

کیا، اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی "وہ چوپایوں کے ایسے ہیں بلکہ وہ اور بھی زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔"

(۷۴) آپ نے فرمایا کہ انسان کی خوبی سے یہ بات ہے کہ وہ بے مطلب کی باتیں چھوڑ دے۔

(یہ فقرہ حضرت سرورِ کائنات سے بھی مروی ہے تعجب نہیں کہ تواتر ہوا ہو۔ کیونکہ امام حسینؑ کی سیرابی بھی تو بحرِ نبوت ہی سے تھی۔

معاویہ کے پاس لوگوں نے عقل کا تذکرہ کیا۔

(۷۵) تو آپ نے فرمایا عقل اسی وقت کامل ہوگی کہ جب حق کی پیروی ہو۔

اس پر ایک شخص نے پوچھا اے ابوعبداللہ بچے کو دنیا کب واجب ہے۔

(۷۶) آپ نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہونے کے بعد بلند آواز سے رونے لگے تب اس کی عطا اور اس کا رزق واجب ہوگا۔

(۷۷) جس نے ہم سے عداوت کی اس نے پیغمبر خدا سے عداوت کی۔

(۷۸) آپ نے فرمایا آسمان جتنی چیزوں پر طلوع کرتا ہے شرق و غرب، خشکی و تری ہموار و ناہموار زمین غرض کہ تمام چیزیں ہیں خدا کے اولیاء میں ہر دلی اور حق خدا کی معرفت رکھنے والے کے نزدیک یوں ہے جیسے سایہ دار چیز کا سایہ پھر آپ نے فرمایا شریف شخص اس دنیا کو دنیا والوں ہی کے لیے چھوڑ دیتا ہے تمہارے نفوس کی کوئی اور چیز قیمت بن ہی نہیں سکتی سوا جنت کے لہذا جنت کے علاوہ اور کسی چیز کے بدلے اپنے نفوس کو نہ بیچو کیونکہ جو شخص خدا سے صرف دنیا لینے پر راضی ہو گیا وہ بہت ذلیل

من رضی من الله بالدنیا فقد رضی بالخسیس۔

خاتمة فی مواضیع مختلفة

(٧٩) قالؑ انا و بنی امیة تعادینا فی الله فنحن وهم کذلک الی یوم القیامة فجاء جبریل برایة الحق فرکزها بین اظهرنا، وجاء ابلیس برایة الباطل فرکزها بین اظهرهم وان اول قطرة سقطت علی وجه الارض من دم المنافقین دم عثمان بن عفان۔ (بحار الانوار جلد ۱۰،)

(٨٠) وقالؑ ان عثمان جیفة علی الصراط من اقام علیها اقام علی اهل النار ومن جاوزه جاوز الی الجنة۔ (بحار الانوار جلد ۸، ص۳۴۳)

عن حبیب ابن مظاهر الاسدی انه قال للحسینؑ ای شئ کنتم قبل ان یخلق الله عز وجل آدم۔

(٨١) فقالؑ کنا اشباح نور ندور حول عرش الرحمٰن نعلم للملائکة التسبیح والتهلیل والتحمید۔

(٨٢) وقال ان ابابکر و عمر عمدا الی الامر و هو لنا کله فجعلا لنا فیه سهما کسهم الجدة اما والله لیهم بهما انفسهما یوم یطلب الناس

لہ اسماء والعالم ص۳۶۶ لہ بحار الانوار ص۱۲۸

اور گھٹیا چیز پر راضی ہوا۔

خاتمہ۔ مختلف موضوعات پر آپ کے کلمات

(۷۹) آپ نے فرمایا ہم اور بنی اُمیّہ خدا کے بارے میں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ ہم اور وہ قیامت تک یوں ہی ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے جبرئیل حق کا علم لیکر آئے اور انھوں نے اُسے ہمارے درمیان نصب کر دیا اور شیطان باطل کا جھنڈا لے کر آیا اور اُسے بنی امیہ کے درمیان نصب کر دیا۔ پہلا قطرہ جو منافقین کے خون سے روئے زمین پر بہا ہے وہ عثمان کا خون ہے۔

(۸۰) آپ نے فرمایا کہ عثمان پل صراط پر ایک مردار ہے جو اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور اہل جہنم میں مقیم ہو گا اور جو اس سے گذر گیا وہ گزر کے جنت میں پہونچ جائے گا۔

جناب حبیب ابن مظاہر اسدی نے آپ سے پوچھا کہ جناب آدم کی خلقت کے قبل آپ کے کیا تھے؟

(۸۱) فرمایا ہم نور کے پیکر تھے عرش خدا کے گرد گھومتے تھے اور ملائکہ کو تسبیح و تہلیل و تحمید کی تعلیم دیتے تھے۔

(۸۲) ابو بکر و عمر نے امر خلافت کو اپنا لیا حالانکہ خلافت پوری کی پوری ہمارے لئے تھی۔ انھوں نے اس خلافت میں ہمارا اس طرح کا حصہ رکھا جیسا میراث میں دادی کا ہوا کرتا ہے۔ خدا کی قسم جب ان لوگ ہماری شفاعت

فیه شفاعتنا۔

(۸۳) وقالؑ ما اعلم احداً علیٰ ملة ابراهیم الا نحن و شیعتنا وسائر الناس منها براء۔

عن نضر بن مالک قال قلت للحسین بن علی یا اباعبد الله حدثنی عن قول الله عزوجل هٰذان خصمان اختصموا فی ربهم۔

(۸۴) فقالؑ نحن وبنی امیة اختصمنا فی الله عزوجل قلنا صدق الله وقالوا کذب الله فنحن وایاهم الخصمان یوم القیامة۔

قال الحرث الاعور للحسین بن علی یا ابن رسول اللهؐ جعلنی الله فداک اخبرنی عن قول الله فی کتابه المبین والشمس وضحٰها۔

(۸۵) فقال علیه السلام ویحک یا حارث محمد رسول اللهؐ قال قلت والقمر اذا تلٰها قال ذالک امیرالمومنین علی ابن ابی طالب یتلو محمداً۔ قال قلت والنهار اذا جلّٰها قال ذالک القائم من آل محمدؐ یملاء الارض عدلا و قسطا، واللیل اذا یغشٰها

۸۳ؑ بحارکنز الایمان ص۱۵۱ ۸۴ؑ خصال الصدوق جلد۱

کے طلبگار ہوں گے اس دن ان کے نفوس انھیں فکر واندوہ میں ڈالیں گے

(۸۳) آپ نے فرمایا میں تو ملت ابراہیمی پر کسی کو نہیں دیکھتا بس ہم اور ہمارے شیعہ ملت ابراہیمی پر ہیں اور تمام لوگ اس ملت ابراہیمی سے الگ ہیں

نضر بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؑ سے عرض کی کہ اے ابو عبداللہ قول خداوند عالم "یہ دونوں جھگڑالو ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا" کی تفسیر فرمائیے۔

(۸۴) فرمایا ہم نے اور بنو امیہ نے اللہ کے بارے میں نزاع کی۔ ہم نے کہا "خدا نے سچ کہا ہے" اور بنو امیہ نے کہا "خدا نے جھوٹ کہا ہے" لہٰذا ہم اور بنی امیہ ہی قیامت کے دن دو جھگڑا کرنے والے ہوں گے۔

حارث اعور نے امام حسینؑ سے کہا۔ فرزند رسولؐ قربان جاؤں خداوند عالم نے اپنے کلام پاک میں "والشمس وضحٰھا" جو فرمایا ہے تو اس سے کیا مراد ہے؟

(۸۵) تو آپ نے فرمایا وائے ہو تم پر اے حارث شمس سے مراد حضرت محمد مصطفےٰؐ ہیں حارث کہتے ہیں میں نے پوچھا "والقمر اذا تلٰھا" (قسم ہے چاند کی جو سورج کے پیچھے چلتا ہے) سے کیا مراد ہے۔ فرمایا اس سے مراد امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں جو آنحضرت کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ میں نے کہا "والنھار اذا جلّٰھا" (قسم ہے دن کی جب اُسے روشن کیا) سے کیا مراد ہے۔ فرمایا اس سے مراد قائم آل محمدؐ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور "واللیل اذا یغشٰھا" (قسم ہے رات

بنو امیۃ۔ (بحار الانوار ص۲۵ جلد ۷)

(۸۶) وقال ؑ منا اثنا عشر مهدیا اولهم امیر المومنین علی ابن ابی طالب و آخرهم التاسع من ولدی وهو الامام القائم بالحق یحیی الله به الارض بعد موتها و یظهر به الدین ویحق الحق علی الدین کله و لو کره المشرکون، له غیبة یرتد فیها اقوام و یثبت علی الدین فیها آخرون فیوذون و یقال لهم متی هذا الوعد ان کنتم صادقین۔ اما ان الصابر فی غیبته علی الاذی والتکذیب بمنزلة المجاهد بالسیف بین یدی رسول الله ۔ (کمال الدین صدوق ص۲۹)

(۸۷) وقال ؑ فی التاسع من ولدی سنة من یوسف وسنة من موسیٰ ؑ وهو قائمنا اهل البیت یصلح الله تعالیٰ امره فی لیلة واحدة۔

(۸۸) وقال ؑ قائم هذه الامة هو من ولدی وهو صاحب الغیبة هو الذی یقسم میراثه وهو حی۔

عن الحرث بن مغیرة النضری قال قلت لابی

؎ و ؎ کمال الدین صدوق ؎ بهجة الابرار ص۱۰۲

کی جب وہ دن کو ڈھک لے اس سے مراد بنو امیہ ہیں۔

(۸۶) آپ نے فرمایا ہم میں سے بارہ مہدی ہوں گے۔ اول ان کے امیرالمومنین ع علی ابن ابی طالب اور آخر ان کے مری نسل سے نواں فرزند ہمارا ہے اور وہ امام قائم بالحق ہیں خدا ان کے ذریعہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرے گا اور دین کو فتحیاب کرے گا اور تمام دینوں پر پورا پورا غلبہ عنایت فرمائے گا۔ چاہے مشرکوں کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو انھیں غیبت ہو گی جس میں بہت سے گروہ مرتد ہو جائیں گے اور کچھ دوسرے گروہ دین پر باقی رہیں گے جن کو ستایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا۔ کہ اگر تم سچے ہو تو (مہدی کے ظہور کا) وعدہ کب پورا ہو گا۔ جو شخص ان کے زمانہ غیبت میں اذیتوں پر جھٹلائے جانے پر صبر کرے گا تو اس کی قدر و منزلت اس شخص کی ایسی ہو گی جو تلوار لے کر پیغمبر خدا کی معیت میں جہاد کرے۔

آپ نے فرمایا کہ میرے نویں فرزند میں جناب یوسف کی سیرت بھی ہو گی اور جناب موسی کا کردار بھی، وہ ہم اہلبیت ع کے قائم ہیں خدا ان کے امور کو ایک رات میں ٹھیک کر دے گا۔

(۸۸) آپ نے فرمایا کہ اس امت کے قائم میری نسل سے ہوں گے، وہی صاحب غیبت ہیں۔ وہ وہی ہیں جن کی میراث ان کے جیتے جی ہی تقسیم ہو جائے گی۔

حرث بن مغیرہ نضری کہتے ہیں کہ میں نے امام حسین ع سے پوچھا

عبداللہ الحسین بن علی بای شئ تعرف المهدی۔

(۸۹) فقال ع بالسکینۃ والوقار، قلت وبای شئ قال
بمعرفۃ الحلال والحرام وبحاجۃ الناس الیہ
ولا یحتاج الیٰ احد۔ (عقد الدرر)

(۹۰) وقال ع لا یکون الامر الذی تنتظرونہ (یعنی
ظهور المهدی) حتیٰ یبرء بعضکم من بعض و
یشهد بعضکم علیٰ بعض و یلعن بعضکم بعضا
(قال الراوی فقلت ما فی ذالك الزمان من خیر
فقال الخیر کلہ فی ذالك الزمان یخرج
المهدی فیرفع ذالك۔

(عقد الدرر جمال الدین یوسف بن علی المقدسی)

(۹۱) وقال ع لصاحب هذا الامر غیبتان احدهما
تطول حتیٰ یقول بعضهم مات و بعضهم
قتل و بعضهم ذهب ولا یطلع علیٰ امرہ
الا الذی یلی امرہ۔ (عقد الدرر)

عن محمد بن الصامت قال قلت لابی عبداللہ
الحسین بن علی اما من علامۃ بین یدی هذا الامر
یعنی ظهور المهدی فقال ع بلیٰ قلت وما هی۔

(۹۲) قال ع هلاك العباس، وخروج السفیانی، والخسف

ہم کن علامات کے ذریعے مہدی کو پہچانیں گے؟

(۸۹) آپنے فرمایا سکون و وقار دیکھ کر میں نے کہا اور کس چیز سے؟ کہا حلال و حرام خدا کی معرفت کا حامل ہونا اور لوگوں کا ان کا محتاج ہونا، اور ان کا کسی کا محتاج نہ ہونا۔

(۹۰) آپنے فرمایا کہ وہ بات نہیں ہونے کی جس کی راہ تم دیکھ رہے ہو (یعنی ظہور مہدی آخرالزماں) جب تک کہ تمھارے بعض بعض سے برأت نہ کریں، تمھارے بعض بعض کے خلاف گواہی نہ دیں اور تمھارے بعض بعض پر لعنت نہ بھیجنے لگیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی تب تو اس زمانے میں کوئی بھلائی نہ ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ ساری بھلائی تو اسی زمانے میں ہوگی، مہدی ظہور کریں گے اور ان سب باتوں کو برطرف کر دیں گے۔

(۹۱) آپنے فرمایا کہ صاحب الامر کے لئے دو غیبتیں ہوں گی (ایک مختصر) اور ایک اتنی طولانی کہ بعض کہیں گے کہ انتقال کر گئے، کوئی کہے گا قتل ہو گئے بعض کہیں گے کہ کہیں چلے گئے۔ ان کی حقیقت حال سے کوئی باخبر نہ ہوگا۔ سوا اس کے جو ان کے امور کا نگراں ہوگا۔

محمد بن صامت نے حضرت سے ظہور حضرت حجت کی علامت کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت سی علامتیں ہیں۔

انھوں نے پوچھا وہ کیا؟

(۹۲) آپ نے فرمایا عباس کی ہلاکت اور سفیانی کا خروج اور بیداء (ایک مقام)

بالبيداء قلت جعلت فداك اخاف ان يطول هذا الامر، قالؑ انما هو كنظام الخرز يتبع بعضه بعضا۔ (عقد الدرر)

(۹۳) وقالؑ اذا رأيتم نارا من المشرق ثلاثة ايام او سبعة فتوقعوا فرج آل محمدؐ انشاء الله ثم قال ينادی من السماء منادی باسم المهدی فيسمع من المشرق والمغرب حتى لا يبقى راقد الا استيقظ ولا قائم الا قعد ولا قاعد الا قام على رجليه فزعا فرحم الله من سمع ذلك الصوت فاجاب فان الصوت الاول صوت جبرئيل روح الامين۔

(۹۴) وقالؑ لو قام المهدی، لانكره الناس، لانه يرجع اليهم شابا وهم يظنونه شيخا كبيرا۔

(۹۵) وقالؑ اذا خرج المهدی لم يكن بينه وبين العرب وقريش الا السيف وما يستعجلون بخروج المهدی مالباسه والله اعلم الا الغليظ ولا طعامه الا الشعير وما هو الا والموت تحت ظل السيف، عن عيسى الخشاب قال قلت للحسين بن علی انت صاحب هذا الامر۔

---

۹۴ و ۹۵ عقد الدرر

میں زمین کا دھنسنا۔ محمد بن صامت کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی تب تو بڑی دیر لگے گی۔ آپ نے فرمایا یہ علامات مثل یوتھ کی لڑی کے ہیں ایک کے بعد دوسرے دوسرے کے بعد تیسرے واقعات مسلسل ظہور میں آئیں گے۔

(۹۳) آپ نے فرمایا کہ جب تم مشرق کی طرف سے آگ تین دن یا سات دن تک روشن ہوتے دیکھو تو کشائش آل محمدؐ (ظہور حضرت حجت) کے متوقع رہنا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک منادی مہدی کا نام لے کر پکارے گا اور وہ آواز مشرق و مغرب سے سنی جائے گی وہ آواز ایسی ہوگی کہ سوتا ہوا شخص بیدار، اور کھڑا ہوا بیٹھ جائے گا اور بیٹھا ہوا خوف کے مارے اٹھ کھڑا ہوگا پس خدا رحمت نازل کرے گا۔ اس پر جو اس آواز کو سنے اور سن کر لبیک کہے کیونکہ پہلی آواز جبرئیل روح الامین کی ہوگی۔

(۹۴) آپ نے فرمایا کہ جب وقت مہدی ظہور فرمائیں گے تو لوگ انھیں پہچانیں گے نہیں کیونکہ لوگ انھیں بوڑھا سمجھ رہے ہوں گے اور وہ نوجوانی کے عالم میں ان کے پاس آئیں گے۔

(۹۵) آپ نے فرمایا کہ جب وقت مہدی ظہور فرمائیں گے تو ان کے اور عرب قریش کے درمیان بس تلوار ہی رہے گی (اسی لئے) یہ ان کا جلد ظاہر ہونا نہیں چاہتے۔ خدا بہتر جانتا ہے ان کا لباس موٹا ہی ہوگا اور ان کی غذا جو ہوگی اور نہیں ہوں گے لیکن موت تلوار کے سایہ تلے۔

عیسیٰ خشاب کہتے ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ ہی صاحب الامر ہیں؟

(۹۶) قالؑ لا ولکن صاحب ھذا الامر الطرید الشرید الموتور بابیہ المکنی بعمہ یضع سیفہ علی عاتقہ ثمانیۃ اشھر۔ (بحار الانوار جلد ۳)

مر علیہ السلام علی حلقۃ من بنی امیۃ وھم جلوس فی مسجد الرسول صلعم۔

(۹۷) فقالؑ اما واللہ لا یذھب الدنیا حتی یبعث اللہ منی رجلا یقتل منکم الفا ومع الالف الفا ومع الالف الفا فقلت جعلت فداک ان ھؤلاء اولاد کذا وکذا لا یبلغون ھذا، فقال ویحک ان فی ذلک الزمان یکون الرجل من صلبہ کذا وکذا رجلا وان مولی القوم من انفسھم۔

(غیبۃ الطوسی)

(۹۸) وقالؑ للمھدی خمس علامات، السفیانی، والیمانی والصیحۃ من السماء والخسف بالبیداء وقتل النفس الزکیۃ۔ (عقد الدرر)

(۹۹) وقالؑ یملک المھدی تسعۃ عشر واشھر۔

عن بشر بن غالب الاسدی قال قال لی الحسینؑ

(۱۰۰) یابشر ما بقاء قریش اذا قدم القائم منھم

۹۹ عقد الدرر۔

(۹۶) آپ نے فرمایا نہیں، لیکن صاحب الامر وہ ہے جو نکلا ہوا ہوگا یا چھپا ہوگا
جو اپنے باپ کا انتقام لے گا جس کی کُنیت اس کے چچا کے نام پر ہوگی
۸ مہینے تک تلوار اپنے کاندھوں پر لئے رہے گا۔

آپ بنی اُمیّہ کی ایک جماعت کی طرف سے گزرے جو مسجد رسولؐ میں
حلقہ کئے بیٹھے تھے۔

(۹۷) آپ نے فرمایا قسم بخدا یہ دنیا اس وقت تک ناپید نہ ہوگی جب تک کہ میری
نسل سے خدا ایک ایسا شخص نہ لائے جو تم میں سے ہزار در ہزار اور
ہزار در ہزار کو قتل نہ کرے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی میں آپ
پر فدا ہو جاؤں یہ لوگ اتنے گنتی کے افراد کی اولاد ہیں اور اتنے مخصوص
کی اولاد اتنی تعداد کو نہ پہونچے گی (جتنی آپ نے ابھی کہی ہے، آپ نے فرمایا
وائے ہو تجھ پر اس زمانے میں آدمی کے صلب سے اتنی اتنی اولاد پیدا
ہوگی پھر ان کے غلام، ان کے دوست، ان کے احباب بھی تو انھیں
میں شمار کئے جائیں گے۔

(۹۸) آپ نے فرمایا کہ مہدی کی پانچ نشانیاں ہیں، سفیانیؑ کا خروج اور یمن والے
کا نکلنا، اور آسمان سے شدید آواز، اور بیداء میں زمین کا دھنسنا
اور نفس زکیہ کا قتل ہونا۔

(۹۹) آپ نے فرمایا کہ مہدی ۱۹ برس اور چند مہینے بادشاہت کریں گے۔

بشر بن غالب اسدی کہتے ہیں کہ مجھ سے امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا

(۱۰۰) اے بشر اس وقت قریش کا وجود باقی نہ رہے گا۔ جب حضرت قائمؑ قریش کے

خمسمائة رجل فضرب اعنا قهم صبرا ثم قدام
خمسمائة فضرب اعنا قهم ثم قدم خمسمائة
فضرب اعنا قهم صبرا رقال فقلت اصلحك
الله ایبلغون ذلك) فقالؑ ان مولی القوم منهم
(بحار الانوار جلد ۱۳ ص۱۹۲)

(۱۰۱) وقالؑ والذی نفس حسین بیدہ، لا ینتهی بنی امیة ملکهم حتی یقتلونی وهم قاتلی فلو قد قتلونی لم یصلوا جمیعا ابدا ولم یاخذ وا عطاء فی سبیل الله جمیعا ابدا ان اول قتیل هذه الامة انا واهل بیتی والذی نفس حسین بیدہ لاتقوم الساعة وعلی الارض هاشمی یطرف۔ (کامل الزیادة)

(۱۰۲) وقالؑ انا قتیل العبرة لایذکرنی مومن الا بکی۔

(۱۰۳) وقالؑ کلمات اذا قلتهن ما ابالی عمن اجتمع علی من الجن والانس بسم الله وبالله والی الله وفی سبیل الله، وعلی ملة رسول اللهؐ اللهم اکفنی بقوتك وحولك وقد رتك شر کل مغتال،

۱۰۲ کامل الزیارة ۱۰۳ سفینة البحار

۵۰۰ افراد کو آگے کریں گے اور ان کو روک کر سب کی گردن مار دیں گے پھر ۵۰۰ آگے بڑھائیں گے اور ان کی گردن ماریں گے پھر ۵۰۰ آگے بڑھائیں گے اور ان کو روک کر تہہ تیغ کریں گے میں نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے کیا وہ اتنی تعداد میں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ کسی قوم کے غلام یا دوست بھی اسی قوم میں شمار ہوتے ہیں۔

۱۰۱ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بنی اُمیّہ کی سلطنت اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک مجھے قتل نہ کر لیں، اور یہی بنی اُمیّہ میرے قاتل ہیں۔ اگر انھوں نے مجھے قتل کیا تو پھر بھی ان کی شیرازہ بندی قائم نہیں ہو سکتی نہ انھیں جمع ہو کر نمازیں ادا کرنے کا موقع ملے گا اور نہ خیر خیرات کا روپیہ ملے گا۔ اس اُمّت کا پہلا مقتول میں اور میرے اہلبیت ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک روئے زمین پر کوئی ہاشمی بھی چلتا پھرتا ہو۔

۱۰۲ میں کشتۂ گریہ ہوں جو مومن مجھے یاد کرے گا روئے گا۔

۱۰۳ آپ نے فرمایا چند کلمے ہیں جن کو میں اگر دہرا لوں تو اگر مجھ پر جن و انس بھی مل کر یورش کریں تو میں پروانہ کروں گا وہ دعا یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ۔ اللہ کے ساتھ اور اللہ کی طرف اور اللہ کی راہ میں اور پیغمبر خدا کی ملّت پر، خدایا اپنی قوّت قدرت، طاقت کے ذریعہ ہر فریبی کے فریب اور بدکاروں کے مکرو

وكنيد الفجار فانى احب الابرار والى الاخيار و
صلى الله على محمد النبى وآله وسلم۔

مرّ عليه السلام على عبد الله بن عمرو بن العاص
فقال عبد الله من احب ان ينظر الى احب اهل الارض
الى اهل السماء فلينظر الى هذا المجتاز۔

فما كلمته منذ ليالى صفين فاتى به
ابو سعيد الخدرى۔

(۱۰۴) فقال له الحسين اتعلم انى احب اهل
الارض الى اهل السماء وتقاتلنى وابى
يوم صفين، والله انّ ابى لخير منى
(فاستعذر وقال ان النبى قال لى اطع اباك)
قال اما سمعت قول الله تع وان جاهداك
على ان تشرك بى ما ليس لك به علم
فلا تطعهما، وقول رسول الله انما الطاعة
فى المعروف وقوله لا طاعة لمخلوق
فى معصية الخالق۔

قيل سأل رجل الحسين حاجة۔

(۱۰۵) فقال له يا هذا سوالك اياى يعظم

۱۰۴ مناقب ابن شهر آشوب۔

فریب سے مجھے محفوظ رکھ کہ میں نیکوکار اور صاحبانِ خیر کو دوست رکھتا
ہوں اور خدا رحمت نازل کرے محمد مصطفیٰؐ اور ان کے آل پر اور
انھیں سلامتی عنایت فرمائے۔

امام حسینؑ کا گزر عبداللہ بن عمرو عاص کی طرف سے ہوا اس
نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ جو شخص ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جو روئے زمین
کے باشندوں میں آسمان کے رہنے والوں کو سب سے زیادہ پیارا ہو تو وہ آپ کو دیکھے
مجھے تمہارے صفینؑ کے بعد آج تک شرف ہمکلامی نصیب نہ ہوا،
ابوسعید خدری عبداللہ کو لئے ہوئے امام کے پاس آئے۔

(۱۰۴) امام نے پوچھا تم جانتے ہو کہ میں اہل زمین میں محبوب ترین شخص ہوں
اہل آسمان کے نزدیک، پھر بھی مجھ سے اور میرے باپ سے صفین میں
برسرپیکار رہے خدا کی قسم میرے باپ تو مجھ سے بھی بہتر تھے۔ عبداللہ نے
معذرت کی کہ پیغمبرؐ نے مجھے حکم دیا تھا کہ باپ کی اطاعت کرنا، آپ نے
فرمایا ٹھیک ہے لیکن تم نے خداوند عالم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ اگر والدین
تم کو شرک پر مجبور کریں تو ان کی اطاعت نہ کرنا۔ نیز پیغمبرؐ کا یہ ارشاد
کہ وہی فرمانبرداری فرمانبرداری ہے جو اچھے کاموں میں ہو۔ نیز یہ
ارشاد پیغمبرؐ بھی کہ خدا کی نافرمانی کرنے کے لئے کسی مخلوق کی اطاعت
جائز نہیں۔

ایک شخص نے آپ سے عرض حاجت کی

(۱۰۵) تو آپ نے فرمایا اے شخص تیرا مجھ سے سوال کرنا میرے نزدیک بہت

لدای و معرفتی بما یجب لك یکبر
علی، و یدای تعجز عن نیلك بما
انت اهله و الکثیر فی ذات الله
قلیل و ما فی ملکی وفاء
بشکرك فان قبلت بالمیسور دفعت
عنی مرارة الاحتیال لك
والاهتمام بما اتکلف من واجب
حقك۔

فقال الرجل اقبل یا بن رسول الله ؑ
الیسار واشکر العطیة واعذر علی المنع فدعیٰ
بوکیله وجعل یحاسب علیٰ نفقاته حتی
استقصاها، ثم قال له هات الفاضل من
الثلاثمائة الف فاحضر خمسین الفا قال
فما فعلت بخمس مائة دینار قال هی عندی
قال احضرها قال فدفع الدراهم والدنانیر
الی الرجل و قال هات من یحمل معك
هذا المال فاتاه بالحمالین فدفع الیهم
الحسین ردائه لکراء حملهم حتی حملوه
معه فقال مولی له والله ما بقی عندنا درهم

اہم ہے اور تیرا جو حق اپنے اوپر واجب سمجھتا ہوں وہ بہت بڑا ہے اور تو جو کچھ پانے کا مستحق ہے اس کے دینے سے میرا ہاتھ قاصر ہے اور خدا کی راہ میں کثیر بھی بہت قلیل ہے اور نہ میرے ملک میں اتنا مال ہے جسے میں تجھے دیکر تیرے اس احسان کا جو تو نے مجھ پر مجھ سے سوال کر کے کیا ہے پوری شکر گزاری کر سکوں، تو جو کچھ مجھے میسر ہے اگر تم اُسے قبول کر لو تو مجھ سے اس تلخی کو دور کرو گے جو مجھے تمہاری حاجت پوری کرنے کی چارہ جوئی میں ہو گی اور اس فکر و پریشانی سے بچا لو گے جو تمہارا نہ اپنی حق پورا کرنے میں ہو گی۔

اس شخص نے کہا فرزند رسول جو آپ دے سکیں گے میں قبول کر لوں گا اور آپ کے عطیے کا شکر گزار ہوں گا اور جو نہ دے سکیں گے اس سے معذور سمجھوں گا۔ امام نے اپنے وکیل کو بلایا اور اس سے اخراجات کا حساب لینے لگے یہاں تک کہ پورا حساب لے لیا اس کے بعد فرمایا تین لاکھ درہم میں سے جتنا فاضل بچا ہے وہ لے آؤ۔ وہ پچاس ہزار درہم لایا آپ نے وکیل سے پوچھا وہ ۵۰۰ دینار کیا کئے، کہا وہ میرے پاس ہیں فرمایا انہیں بھی لاؤ آپ نے وہ کل درہم و دینار اس شخص کے حوالے کر دیئے اور فرمایا مزدور بلا لو جو یہ مال تمہارے ساتھ اٹھا کر لے جائے وہ مزدوروں کو بلا لایا آپ نے ان مزدوروں کو مزدوری میں اپنی ردا اتار کر حوالے کی اور وہ تمام درہم و دینار اٹھا کر لے گئے۔ آپ کے ایک غلام نے کہا خدا کی قسم اب ہمارے پاس ایک درہم بھی نہیں بچا،

واحد فقالؑ لکن ارجوان یکون لی بفعلی هذا اجر عظیم۔ (مقتل الخوارزمی)

(۱۰۶) وقالؑ لابی عبد الرحمن یا ابا عبد الرحمن اما علمت ان من هوان الدنیا علی اللہ تعالیٰ ان راس یحییٰ بن زکریا اھدی الی بغی من بغایا بنی اسرائیل اما تعلم ان بنی اسرائیل کانوا یقتلون ما بین طلوع الفجر الی طلوع الشمس سبعین نبیا ثم یجلسون فی اسواقھم یبیعون ویشترون کان لم یصنعوا شیئا فلم یعجل اللہ علیھم بل اخذھم بعد ذلک اخذ عزیز ذی انتقام اتق اللہ یا ابا عبد الرحمن ولا تدع لی نصرتی۔

امام نے فرمایا لیکن میں اپنے اس فعل کی بدولت اجرِ عظیم کا خدا سے امیدوار ہوں۔

(۱۰۶) امام نے ابو عبدالرحمٰن سے فرمایا اے ابو عبدالرحمٰن تمھیں معلوم نہیں کہ خدا کی نگاہوں میں دنیا کی حقارت و ذلّت سے یہ بات بھی تھی کہ یحییٰ ابن زکریا کا سر بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک فاحشہ کو تحفۃً پیش کیا گیا۔ تمھیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ستّر نبیوں کو قتل کرتے تھے پھر اپنے بازاروں میں بیٹھ کر اتنی بے فکری سے خرید و فروخت کرتے تھے جیسے انھوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ پھر بھی خداوند عالم نے ان پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں کی بلکہ بعد میں اتنی شدید گرفت میں لیا۔ جتنی شدید گرفت قوی و طاقتور انتقام لینے والے کی ہوتی ہے۔ اے ابو عبدالرحمٰن! خدا سے ڈرو اور میری نصرت ترک نہ کرنا۔